https://famousurdunovels.blogspot.com/
غبارِ عشق
ایمان خان
PRIME URDU NOVELS
PRIME URDU NOVELS
http://primenovels.blogspot.com/

غبارِ عشق

از ایمان خان

مکمل ناول

اگر ہوں نفرت کے قابل تو

واللہ ضرور کیجیے

اونچی میوزک کی آوازیں کانوں کا پردہ چیرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔۔۔ارد گرد کی آوازیں سنائی دینا بھی ناگزیر تھا۔۔۔۔۔۔

ہال کی جلتی بجھتی روشنی میں گھڑی رات کے دو بجے کا ہندسہ عبور کر چکی تھی

لیکن یہاں کس کو فکر تھی۔۔۔۔۔یہ اپر کلاس فیملز کے لڑکے لڑکیاں۔۔۔۔۔ہر فکر سے ویسے بھی آزاد ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

اور وہ بھی انہیں میں سے ایک تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ایک پچیس چھبیس سال کا خوبرو نوجوان تھا جس نے بالوں کو جیل کی مدد سے ایک طرف سیٹ کر رکھا تھا ۔۔۔۔اس کی چوڑی پیشانی روشن تھی وہ بلا کا ذہین محسوس ہوتا تھا۔۔۔اس کی خمارِ آلودہ آنکھیں جو اس کی مردانہ وجاہت میں اضافہ کرتی تھی۔۔۔۔خوبصورت کھڑی مغرور ناک۔۔۔۔۔وہ دیکھنے میں بہت روڈ لگتا تھا اس کے چہرے کے ساتھ چپکی داڑھی۔۔۔۔۔اور اس کا دائیں گال پہ پڑتا ڈمپل۔۔۔۔۔اور اپنے چھ فٹ کے لمبے قد کے ساتھ وہ ایک متاثر کن شخصیت کا مالک تھا۔۔۔۔

اسے یونیورسٹی میں سب باڈی بلڈر کہا کرتے تھے۔۔۔

وہ گرویدہ بنانے کا ہنر جانتا تھا۔۔۔۔

وہ لوگوں کو با آسانی متاثر کر سکتا تھا

سوائے ایک شخص کے جو کبھی بھی اس کی بات کا یقین نہیں کرتے تھے

وہ تھا اس کا باپ۔۔۔۔۔

اس نے نخوت سے اپنا سر جھٹکا تھا

وہ اس وقت اس لمبی ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کہ کھڑا تھا جس کی دوسری طرف ویٹر کھڑے تھے اور ٹیبل کے اوپر شراب کی مہنگی مہنگی بوتلیں پڑی تھی۔۔۔

وہ اس وقت بلیک ٹی شرٹ میں تھا۔۔۔۔۔سر کے بالوں کو ہمیشہ کی طرح ایک طرف سیٹ کر رکھا تھا

وہ دوسرے لڑکوں کی طرح عریاں لڑکیوں کے قریب جا کے۔۔۔۔ناچ نہیں رہا تھا

اسے یہ اپنی توہین لگتی تھی

لڑکیاں اس سے خود متاثر ہوتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔۔اس کی آنکھیں لال ہو چکی تھی وہ چار گلاس انڈیل چکا تھا

اس نے خود سے تھوڑے دور کھڑی جیکی کو دیکھا تھا جو پرجوش انداز میں ہاتھ ہلا رہی تھی

وہ جی بھر کے بدمزہ ہوا تھا

اس نے اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی

اس نے دیکھا تھا جیکی نے ہمیشہ کی طرح شارٹ سکرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔بالوں اتنے چھوٹے تھے کہ محض کندھوں تک بھی بامشکل پہنچتے تھے اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں جو اس نے اس کے چہرے پر گاڑھ رکھی تھی ہاں اس کی رنگت صاف تھی شاید سفید رنگ کے علاوہ اس میں کوئی چیز خاص نہیں تھی۔۔۔

یہ لباس اس کا جسم چھپانے کے لیے ناکافی تھا

وہ اس کے قریب پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ تم مجھ سے پیچھا چھڑوا رہے ہو"

اس نے آنکھیں سکیڑ کے اسے تنبیہی نظروں سے دیکھا تھا

"اور مجھے بالکل بھی امید نہیں تھی تم میری بات اتنی جلدی سمجھ جاؤ گی"

اس نے محض مسکرا کہ لاپروائی سے کہا تھا

"میں تمہاری گرل فرینڈ ہوں تم کیا مجھے دھوکا دو گے۔۔۔۔۔"

وہ ناراض لگ رہی تھی لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔۔۔۔۔

"کیا میں نے ایک دفعہ بھی تمہیں گرل فرینڈ مانا تھا۔۔۔؟"

اسے شاید اس گفتگو سے کوئی سروکار نہیں تھا اس لیے اس کی نظریں بار بار ادھر ادھر بھٹک رہی تھی۔۔۔

"ماننے سے کیا ہوتا ہے ہمارا تعلق تو ویسا ہی تھا۔۔۔۔" اور پھر شادی تو تم نے کرنی ہی ہے تو مجھ سے کر لو۔۔۔

وہ اس کے بالکل قریب ٹیبل پہ کہنی ٹکا کہ کھڑی ہوئی تھی اور اسے گریبان سے پکڑ کے اپنے نزدیک کیا تھا

"اوہ کم آن یار۔۔۔۔۔۔اور تمہارا خیال ہے میں نے پی رکھی ہے تو مجھے بھٹکانا آسان ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے طنزیہ ہنس کے اپنا کالر چھڑوایا تھا۔۔۔

"تو کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے ہو"؟

اس نے کاٹ دار نظروں سے اسے دیکھا تھا

بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔"؟

اسے یقین نہیں آ رہا تھا

کم آن بی بی میر شاہ سب کچھ کر سکتا ہے"

اس نے اس کے قریب ہو کہ ایک آنکھ دبا کہ کہا تھا

اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی تھی

اس نے غصے سے اس کا گریبان پکڑ لیا تھا

How dare you?میر شاہ

تم اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد مجھے کیسے چھوڑ سکتے ہو؟

وہ بے یقین تھی

اب وہ قریب ہوا تھا اسے بازو سے پکڑ کے ایک طرف لے کے گیا تھا بہت سے لوگ متوجہ ہو چکے تھے

"تو کیا واقعی ہی تمہیں میں تمہارے معاملے میں خاموش اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔؟"تو پھر تم سننا پسند کرو گی وہ طنزیہ انداز میں ہاتھ باندھ کہ کھڑا تھا۔۔۔

"پہلی بات ایسی لڑکی جس کی ماں کبھی ماضی میں گھر سے بھاگ چکی ہو اور اس کے باپ کا بھی علم نہ ہو۔۔ اسے میر شاہ۔۔۔۔ہوٹلوں کے کمروں تک تو محدود کر سکتا ہے لیکن

اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔۔۔۔

"اور رہی بات جی ایف بنانے کی تو تم مجھ سے پہلے بھی دس لڑکوں کی جی ایف رہ چکی ہو ان میں سے کسی کو کہہ دو تم سے شادی کر لے۔۔۔۔۔

وہ لاپرواہی سے کہہ کے جانے لگا تھا پھر پلٹا تھا۔۔۔اس کے قریب گیا تھا

اور آئندہ اگر میرے ساتھ بدتمیزی کی نا تو یوں خاموش نہیں رہوں گا۔۔۔۔۔۔

کبھی تم نے میر شاہ کے ڈسے ہوئے لوگ دیکھے نہیں ہیں نہ اجڑتے ہیں نا بستے ہیں بہتر ہے مجھ سے دور رہو۔۔۔۔۔

وہ اس کو انگلی سے وارن کرتا آگے بڑھ چکا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ چکا تھا

وہ ٹشو سے پسینہ صاف کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

کچھ مر سا گیا ہے اندر صاحب

دل اب حسرتیں نہیں کرتا۔۔۔۔۔

موسمِ سرما کی اس پہلی بارش نے۔۔۔۔۔ہر چیز کو نکھار کے رکھ دیا تھا۔۔۔۔اور ٹھنڈ میں بھی اضافہ کر دیا تھا

۔۔۔۔۔۔

لیکن یہ بارش بھی اس محلے کے غریب لوگوں کے لیے زحمت بن چکی تھی۔۔۔۔۔

ندی نالوں کا گندہ پانی گلی میں کھڑا ہو چکا تھا

اب وہ کچے مکانوں کے اندر بھی داخل ہو رہا تھا

ابتھل۔۔۔۔۔

ابتھل۔۔۔۔۔

بوسیدہ سی چارپائی پہ بیٹھی اس ادھیڑ عمر عورت نے کھانستے ہوئے اسے پکارا تھا

وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی تھی

وہ ایک بائیس تئیس سالہ نازک دبلی پتلی سی لڑکی تھی۔۔۔۔ جس کے بال کسی آبشار کی مانند اس کی کمر پر جھول رہے تھے شاید وہ نہا کے نکلی تھی بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔۔۔۔ خوبصورت غزالی آنکھوں پہ لمبی لمبی پلکوں کا پہرہ تھا۔۔۔۔۔ صاف وشفاف رنگت پتلی سی تیکھی ناک جس پہ ایک خوبصورت مونگ کے دانے جتنی لونگ چمک رہی تھی عنابی لب۔۔۔۔ وہ خوبصورت تو تھی ہی لیکن اس کے چہرے پہ نور تھا

وہ گڑھے میں سے پانی ڈال کے ان کی طرف بھاگی تھی

اس نے گلاس ان کی طرف بڑھانے کے بجائے انھیں خود پانی پلایا تھا

وہ اس سے کچھ چھپا رہی تھی۔۔۔۔۔

اور وہ جانتی تھی کہ کیا چھپا رہی ہیں۔۔۔۔

وہ خون آلودہ رومال چھپا رہی تھی

آج پھر ان کے بلغم میں خون کی ایک لکیر واضح تھی وہ دیکھ چکی تھی

وہ نظریں چرا گئی

پھر وہ تیزی سے اٹھی تھی اندر کمرے میں جا کے غائب ہو گئی تھی

جب باہر نکلی تھی تو اس نے قدرے پرانا لیکن صاف عبایا پہن رکھا تھا

اور دوپٹے کی مدد سے چہرہ ڈھانپ رکھا تھا

صرف دو غزالی آنکھیں واضح تھی

وہ باہر کی طرف جانے لگی جب اس کی ماں نے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔۔

”کیا پھر نوکری کی تلاش میں جا رہی ہے“

انہوں نے کھانستے ہوئے پوچھا تھا

”ہاں اور آپ کی دوائی یاں بھی ختم ہو چکی ہیں۔۔۔۔۔بس آتی ہوں تھوڑی دیر میں۔۔۔۔۔

وہ دکھ سے مسکرائی ی تھی۔۔۔۔۔

”ابتھل یہ سب تب فضول چلا جائے گا جب وہ پھر تیرے پردے پہ انگلی اٹھائی یں گے۔۔۔۔۔۔“

وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی تھی

”اماں تم پریشان نہ ہو اللہ کوئی ی بہتر راستہ ضرور نکالے گا۔۔۔۔۔

اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کہ اپنی ماں کے ہاتھ چومے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ باہر نکل گ ئی تھی

اللہ تجھے خوش رکھے ابتھل۔۔۔۔۔

انہوں نے نم آنکھوں سے اسے دعا دی تھی

❤❤❤❤

وسیع و عریض بنگلے کے لان میں شام پورے آب و تاب سے اتری تھی۔۔۔۔۔۔شام کا

اندھیرا آہستہ آہستہ رات کی سیاہی میں تبدیل ہو رہا تھا۔۔۔۔آسمان پہ تاروں کی حسین

چادر بچھی جاچکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹ رہے تھے۔۔۔ پچاس سال کی عمر کا یہ شخص جس نے اپنے کندھے پہ گرم اون کی شال اوڑ رکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔ بالوں پہ چاندی اتر چکی تھی۔۔۔۔۔۔ لیکن ان میں پھر بھی کچھ خاص بات تھی۔۔۔۔۔۔ جو انہیں منفرد بناتی تھی

ان کے ماتھے پہ پریشانی کی لکیریں واضح تھی۔۔۔۔۔

دروازے کھلتے ہی ایک ڈارک براؤن بالوں والی عورت اندر داخل ہوئی ی تھی جس نے ایک خوبصورت اور قیمتی ساڑھی زیب تن کی ہوئی ی تھی بال کو تراش کے بامشکل کندھے تک لایا گیا تھا جو نیچے سے مڑے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔ ہاتھ میں بیگ پکڑے وہ عجلت سے اندر داخل ہوئی ی تھی شاید وہ کہیں جا رہی تھی۔۔۔۔ اونچی ہیل کی آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔۔

انہوں نے خشمگیں نگاہوں سے انہیں گھورا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ سمجھ چکی تھی ان کا موڈ کیوں خراب ہے؟

وہ ایک ادا سے چلتی ہوئی ی ان کے قریب آئی ی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔۔۔۔۔۔

وہ خود بول اٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

"شاہ کہاں ہے"

انہوں نے چہرہ ان کی جانب موڑ کے کڑک لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"میری بات ہوئی ی تھی اس سے کہہ رہا تھا رات گاڑی خراب ہو گ ئی تھی تو وہ گھر واپس نہیں آ سکا تھا ۔۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر تک پہنچ جائے گا"

انہوں نے بریسلٹ سے کھیلتے ہوئے مہارت سے جھوٹ گڑھا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ بس اپنی بیوی کو دیکھ کہ رہ گ ئے تھے۔۔۔۔۔

"پھر تو تمہارے صاحب ذادے نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ کل رات اس نے راڈ مار کے ایک لڑکے کا سر پھوڑ دیا ہے جو ابھی ہسپتال میں زیر علاج ہے اور رات اس نے جیل میں گزاری ہے اگر میرے اثرورسوخ نہ ہوتے تو وہ کبھی باہر نہ نکل پاتا۔۔۔۔۔اور آج پھر وہ صبح سے غائ ب ھے اور تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے رات کو تین بجے میں اسے تھانے سے نشے کی حالت میں گھر لے کے آیا ہوں جب تم اپنی دوست کے گھر پارٹی انجوائے کر رہی تھی

انہوں نے تاسف سے کہہ کے انہیں شرمندہ کرنے کی کوشش کی تھی

بریسلٹ سے کھیلتا ہاتھ یکدم ساکت ہوا تھا

"کیا شاہ کہاں ہے اب؟"

وہ یکدم پریشان ہوئ ی تھی

انہوں نے اپنا قیمتی موبائ ل نکال کہ نمبر ڈائ ل کیا تھا

فون کان سے لگایا تھا

نمبر آف جا رہا تھا

انہوں نے پریشانی سے انہیں دیکھا تھا

وہ طنزیہ ہنسی ہنسے تھے

انہوں نے غصے سے موبائ ل خود سے دور پھینکا

پھر چلتے چلتے ان کے قریب آئ ی۔۔۔۔۔

”آپ نے یہ بات مجھے رات کو کیوں نہیں بتائی ی“؟

انہوں نے سنجید گی سے پوچھا

”رات کو تم پارٹی میں تھی۔۔۔۔۔“

انہوں نے لاپروائی ی سے کہا تھا

”شاہ جی وہ میری اکلوتی اور لاڈلی اولاد ہے۔۔۔۔۔“کل اس کے ساتھ اتنی بڑی ٹریجڈی ہو گ ئی“

انہوں نے ان کی بات کاٹ دی تھی

”ایک منٹ ثانیہ۔۔۔۔۔ٹریجڈی اس کے ساتھ نہیں ہوئی ی اس لڑکے کے ساتھ ہوئی ی ہے جو اس وقت ہسپتال میں زیرِ علاج ہے مجھے تھانے میں اور ہسپتال میں کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی لیکن تمہارے بیٹے کو احساس کب ہے؟ دیکھ لو وہ اب پھر غائی ب ھے اسے اتنا بھی احساس نہیں الیکش شروع ہونے والے ہے۔۔۔۔۔۔

وہ غصے میں آچکے تھے۔۔۔۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پہ دونوں نے ایک ساتھ پلٹ کے اس طرف دیکھا تھا

وہ بلیو جینز اور وائی ٹ شرٹ اور جاگرز پہنے اندر داخل ہوا تھا

اندر ان دونوں کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کہ بیٹھ گیا تھا

اوہ۔۔۔۔۔۔۔آگ ئے صاحبزادے۔۔۔۔آپ تھک گ ئے ہونگے کیا لینا پسند کریں گے چائے یا کافی۔۔۔۔

انہوں نے طنز سے کہا تھا

مسز شیراز نے گھور کے انہیں دیکھا تھا انہیں اس سے اس طرح بات کرنا پسند نہیں آیا تھا

”اس وقت سونا چاہتا ہوں اگر آپ دونوں میرے کمرے سے باہر نکل کے یہ بات چیت کرلیں تو مجھے اچھا لگے گا“

اس نے لاپرواہی سے کہہ کے صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کہ آنکھیں موندلی تھی

کیا تم مجھے اس بات کا جواب دینا پسند کرو گی۔۔۔۔۔ کہ تم نے اس لڑکے کو راڈ کیوں مارا۔۔۔۔۔۔

وہ دبے دبے غصے میں بولے تھے

"اب تو مار چکا ہوں گھڑے مردے مت اکھاڑیں۔۔۔۔۔"

وہ بے زار ہو چکا تھا۔۔۔۔

"وہ مر بھی سکتا تھا"

انہوں نے اسے گھورا تھا

مرا تو نہیں نا۔۔۔۔۔۔

اس نے صوفے پہ سیدھے ہو کہ بیٹھتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا تھا۔۔۔۔

"تم اتنے بے حس کیوں ہو شاہ"

انہیں افسوس ہوا تھا

"بچے اپنے ماں باپ پہ ہی تو جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

وہ اس پہ ایک سرد نگاہ ڈالتے ہوئے باہر نکل گ ئے تھے۔۔۔۔

مسز شیراز محبت سے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا

یہ ڈرامہ بعد میں بھی ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ ہے ابھی میں ذرا آرام کرنا چاہتا ہوں

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے ماتھے کو مسلا تھا۔۔۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

وہ کچھ کہنے کے لیے آگے بڑھی تھی

آؤٹ مام

اس نے باہر کا دروازہ دیکھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ اسے گھور کے باہر نکل گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

❤❤

کہاں کسی سے محبت نبھانے والا ہوں

میں بد لحاظ بالکل زمانے والا ہوں۔۔۔۔

وسیع و عریض بنگلے کے اندر آج کے دن معمول سے ہٹ کے گہما گہمی تھی۔۔۔۔۔۔ آج شیراز شاہ اور مسز شیراز گھر پہ موجود تھے۔۔۔۔۔۔ شاید اسلی ئے

اوپر والی منزل کے عالیشان کمرے میں بالکل خاموش لیٹا وہ چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے رات کو سونے سے پہلے جاگرز اتارنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی

وہ شاید ڈپریشن کا شکار تھا

اس نے ہاتھ بڑھا کہ بیڈ کے ساتھ پڑی ٹیبل پہ کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

پھر اس نے گردن اٹھا کہ ٹیبل پہ دیکھا اس کی مطلوبہ چیز وہاں نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

پھر وہ جھنجھلا کہ اٹھا تھا

اس نے ٹیبل کا دراز کھنگالنا شروع کیا تھا۔۔۔۔۔۔

آخر اسے اپنی مطلوبہ چیز مل گ ئی تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک چھوٹا سا لفافہ تھا جس کے اندر سفید رنگ کے پاؤڈر نما کوئی چیز تھی۔۔۔۔

اس نے پیکٹ کھولا تھا اور اسے اپنی ہتھیلی پہ ڈالا تھا

سفید زرے اب لفافے سے نکل کے ہتھیلی کی طرف جا رہے تھے

لفافہ خالی ہوا تھا تو اس نے دور پھینک دیا تھا

وہ اب اطمینان سے بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا

وہ اپنی ہتھیلی اپنی ناک کے قریب لے کے گیا

اس نے ان زروں کو جیسے اپنے اندر اتار لیا تھا۔۔۔

پھر اس نے جیب سے سگریٹ نکالی

سگریٹ کا مواد نکال کے اس نے سگریٹ کو خالی کیا

پھر اس نے اس میں وہ سفید زرے بھرے تھے

وہ یہ سب اتنی مہارت سے کر رہا تھا جیسے وہ اس کام کا عادی تھا

پھر وہ اطمینان سے سگریٹ پینے لگا تھا

اب وہ پر سکون دیکھائی دے رہا تھا

اس کا موبائل بج اٹھا تھا

سکرین پہ چمکتے نمبر کو دیکھ کہ اس کے چہرے پر بیزاری واضح تھی

اس نے کال پک کر کے سپیکر آن کر کے موبائل ایک طرف رکھ دیا تھا۔۔۔۔

"شاہ کہاں ہو تم؟ میں کب سے ہوٹل میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں کیا تم بھول گئے ہو۔۔۔۔ کہ تم نے آج مجھ سے ملنا تھا"

فون سے ایک خوبصورت نسوانی مگر اکتاہٹ بھری آواز ابھری تھی۔۔۔۔

”میں کل کی پارٹی کے بعد بہت تھک گیا تھا صبح جلدی آنکھ نہیں کھلی۔۔۔۔۔“

اس نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔۔

تو کیا تم مجھ سے نہیں ملو گے آج؟

فون کے دوسری طرف موجود لڑکی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

”ہاں آج نہیں مل سکوں گا۔۔۔۔“

او کے بائے پھر بات ہو گی۔۔۔۔

اس نے اس کا جواب سنے بغیر کال کاٹ کے فون آف کر دیا تھا۔۔۔۔

پھر وہ شیشے کے سامنے جا کے کھڑا ہوا تھا

ڈریسنگ ٹیبل پہ اس وقت بہت سے مہنگے پرفیوم پڑے تھے۔۔۔۔

وہ بکھرے بالوں لال آنکھوں اور رف ساٹراؤزر شرٹ پہنے ہوئے وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے نیچے جھک کے جاگرز کے تسمے کھولے تھے۔۔۔۔اور اپنے پاؤں میں سلیپرز پہن کے وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا

کمرے سے نکل کے دائیں طرف سیڑھیاں تھی اور سیڑھیوں سے اتر کے بالکل سامنے ایک لمبا ساٹی وی لاؤنج تھا اور ایک طرف ڈائینگ ٹیبل رکھی ہوئی تھی وہ ڈائینگ ہال تھا

ڈائینگ ٹیبل پہ اس وقت مسز شیرازی ایک قیمتی ساڑھی زیب تن کیے بیٹھی تھی بالوں کو ایک جوڑے کی شکل میں ترتیب دے رکھا تھا کانوں میں قیمتی سے جھمکے پہنے اور نازک سے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی سونے کی انگھوٹیاں پہنے۔۔۔۔وہ ہمیشہ کی طرح بہت نکھری نکھری لگ رہی تھی۔۔۔۔

شیراز شاہ سامنے کرسی پہ بیٹھے اخبار کا مطالعہ کرتے۔۔۔۔لاتعلق سے بیٹھے تھے

مسز شیراز سیڑھیوں سے اترتے ہوئے میر شاہ کو دیکھ کہ ہلکا سا مسکرائی ی تھی

وہ ان کی مسکراہٹ نظر انداز کرتا ہوا۔۔۔

کرسی کھینچ کے دوسری طرف بیٹھ گیا تھا

شازیہ چھوٹے شاہ کے لیے جوس لاؤ

انہوں نے باسکٹ میں سے سیب نکال کے اسے نفاست سے دانتوں سے کترتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"شاہ آج تمہاری کیا مصروفیات ہیں۔۔۔۔۔؟"

وہ اب مسکرا کہ شاہ کی جانب متوجہ ہوئی ی تھی

جو لاتعلق سا ایک طرف بیٹھا تھا

شیراز شاہ نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا تھا

پھر اخبار پہ نظریں جما دی تھی

"کیوں آپ کو مجھ سے کوئی ی کام ہے؟"

اس نے دونوں کہنیاں ٹیبل پہ ٹکا کے تیکھی نظروں سے انہیں دیکھا تھا

جو ابھی تک مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔اس کی بات سن کے ان کے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی ی تھی۔۔۔۔

"میری جان میں تمہاری ماں ہوں کیا میں کسی کام سے ہی تم سے بات کروں گی۔۔۔۔؟

وہ خفگی سے بولی تھی

اوہ کم آن ماما میں جانتا ہوں آپ ابھی بھی۔۔۔۔۔کسی پارٹی پہ جانے کے لیے تیار ہوئی ی ہیں۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر۔۔۔۔ان کو نک سک سا تیار دیکھ کہ سر جھٹکا تھا

ملازمہ جوس کا گلاس لے آئی ی تھی۔۔۔۔

شیر از شاہ نے اخبار ایک طرف رکھا تھا۔۔۔۔اب۔۔۔۔وہ ناشتے کی طرف متوجہ ہوئے تھے

مسز شیر از نے خفگی سے پلیٹ پیچھے سر کا دی تھی۔۔۔

یہ لڑکا ہمیشہ ان کا موڈ خراب کر دیتا تھا

وہ اب ہاتھ باندھ کہ بیٹھی ادھر ادھر لاپر وائی ی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ انہیں نظر انداز کر رہا تھا

وہ کلس کے رہ گ ئی تھی

وہ ناشتہ ختم کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"شاہ آج میرا جلسہ ہے۔۔۔۔۔۔تمہارا وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اسے جیسے حکم دیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے رکا تھا گردن ترچھی کر کے اس نے آنکھیں سکیڑ کے انہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

اور آپ کا یہ خیال ہے کہ میں اس جلسے میں آؤں گا آپ کے ساتھ کھڑا ہونگا۔۔۔۔۔۔لوگوں کے ساتھ ہمدردیاں کروں گا۔۔۔۔۔۔پھر وہ لوگ آپ کو ووٹ دیں گے بلابلا۔۔۔۔۔۔

اس نے ایک ابرو اٹھا کہ جیسے ان کی تائید چاہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے بس اس کو دیکھ کہ رہ گ ئے تھے

مسز شیر از کے تاثرات بھی کچھ ایسے ہی تھے

اولاد ہاتھ سے نکل چکی تھی۔۔۔۔۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے میں ایسا کچھ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔"۔۔۔

”میں آپ جیسا بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔۔۔“

وہ لاپرواہی سے انہیں آئینہ دیکھا کہ جانے لگا تھا

”میں بتاؤں تم کیا ہو تمہاری اصلیت کیا ہے۔۔۔۔؟ دس دس لڑکیوں کے ساتھ افئیرز لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزارنا تو تمہارا پسندیدہ مشغلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔ڈرگز تم لیتے ہو۔۔۔۔۔ تمہارے اندر لاکھ برائیاں ہیں ۔۔۔۔سچ یہ ہے کہ تم ایک بدتمیز بدزبان لڑکے ہو۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

مسز شیراز بس کہنیاں میز پہ ٹکائے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

آپ نے جو جو برائیاں مجھ میں گنوائی ہیں وہ ساری سچ ہیں۔۔۔۔۔ میں یہ سب کرتا ہوں میں آپ کے سامنے کسی ایک بھی برائی سے انکار نہیں کرتا اسی بات کا اقرار میں دس لوگوں کے سامنے بھی کرتا ہوں۔۔۔۔ میری دس دس گرل فرینڈ ہیں لیکن میں کسی ایک سے بھی شادی کے جھوٹے دعوے نہیں کرتا ۔۔۔۔میں لوگوں کو چیٹ نہیں کرتا۔۔۔۔ میں لڑکیوں کے ساتھ ہوٹلوں میں راتیں گزارتا ہوں لیکن میں ان کے ساتھ زبردستی نہیں کرتا وہ جو بھی کرتی ہیں خود اپنی مرضی سے کرتی ہیں۔۔۔۔ہاں میں ڈرگز لیتا ہوں کیونکہ میں کچھ دیر کے لیے ہی سہی زندگی کی تلخیوں سے دور چلا جاتا ہوں۔۔۔۔ہاں ڈیڈ آپ نے بالکل ٹھیک کہا میں ۔۔۔۔بدتمیز بداخلاق روڈ انسان ہوں۔۔۔۔ لیکن میں منافق نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میں لہجے میں مٹھاس گھول کے لوگوں کو ڈستا نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میں اگر کسی کو تباہ کرتا ہوں تو پھر اسے مکمل طور پہ تباہ کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔ میں سب کچھ ہوں۔۔۔۔۔

وہ پھٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ ان سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

آپ کیا ہیں؟ڈیڈ۔۔۔۔۔۔

تلخ کلامی بڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔

ایک لاپرواباپ لیکن ایک کامیاب سیاسی شخصیت۔۔۔۔۔جس کے لیے پیسا ہی اس کا دین ایمان ہے

۔۔۔۔۔ایک ایسالاپرواباپ۔۔۔۔۔جس کا بیٹا پانچ سال بیڈ پہ مفلوج پڑا رہتا ہے اور وہ اس سے ایک دفعہ ملنے بھی نہیں آتا۔۔۔۔۔

اور مام آپ۔۔۔۔۔۔جو دو دن اپنے مفلوج بیٹے کو نہیں سنبھال پاتی۔۔۔۔۔۔آپ ملازمہ ہائی یر کر لیتی ہیں کیونکہ وہ مفلوج بیٹا آپ کی پارٹیز میں خلل ڈال رہا تھا۔۔۔۔۔۔

شیر از شاہ کا چہرہ زرد پڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مسز شیر از نے۔۔۔۔۔۔شرمندگی سے نظریں جھکالی تھی۔۔۔۔۔۔

ڈیڈ اب تو میں چلنے لگا ہوں۔۔۔۔۔اب مجھے آپ کی کوئی ی ہیلپ نہیں چاہیئے نا میں آپ دونوں کی کوئی ی ہیلپ کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ کینہ طور نظروں سے انہیں دیکھتا ہوا دوبارہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ سر تھام کے بیٹھ گ ئے تھے

انہیں آج احساس ہوا تھا اس پیسے نے ان سے ایک چیز چھین لی تھی وہ تھا انکا اکلوتا بیٹا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

میں نے پر کھا ہے اپنی سیاہ بختی ہو

میں جسے اپنا کہہ دوں وہ پھر میرا نہیں رہتا۔۔۔۔۔

رات کے کسی پہر کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھل گ ئی تھی

دوسرے کمرے سے کھانسنے کی آواز آرہی تھی

وہ ننگے سر ہی باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔

کمرے کا منظر تکلیف دہ تھا

اس کی ماں کا سر چارپائی سے نیچے لڑھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کہ ان کا سر اپنی گود میں رکھا تھا۔۔۔۔۔

ان کا جسم بالکل سرد تھا اور ان کی آنکھیں بند تھی

ان کی سانسیں چل رہی تھی

اس نے انہیں پانی پلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

اماں۔۔۔۔۔۔آنکھیں کھولیں اماں

وہ روہانسی ہوئی تھی

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ایسے حالات میں وہ کسے بلائے

ایک شخص تھا جو ان کی مدد کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہمیشہ سے اپنی بیوی سے چھپ کے ہی سہی ان کی مدد کر دیا کرتا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ان کا سر سرہانے پر رکھا تھا

اور اندر پڑے موبائل پر نمبر ڈائل کرنے لگی تھی

رنگ جا رہی تھی پتہ نہیں وہ کال بھی پک کریں گے یا نہیں

دسمبر کی اس سرد رات میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے واضح تھے۔۔۔۔۔

کال پک کر لی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہیلو چاچو۔۔۔۔۔ آپ کہاں ہیں۔۔۔۔۔؟ پلیز آپ گھر آجائیں اماں کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں انہوں نے اسے کیا جواب دیا تھا لیکن اب وہ آنسو صاف کرتی ہوئی۔۔۔۔۔

اماں کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

ان کا چہرہ تھتھپایا تھا

انہوں نے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ بولنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اماں حوصلہ رکھیں میں نے چاچو کو بلایا ہے وہ آتے ہی ہونگے۔۔۔۔۔

اس نے انہیں تسلی دینا چاہی تھی۔۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی ماں بہت تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔

دروازے پہ دستک ہوئی تھی

اس نے شکر ادا کیا تھا

اس نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔۔۔

باہر نائیٹ سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں کار کی چابیاں پکڑے وہ کھڑے تھے۔۔۔۔۔

میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

جاؤ انہیں باہر لاؤ

انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے گویا اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔

وہ بھاگ کے اندر گ ئی تھی۔۔۔۔۔

چادر اٹھا کہ اماں کے کمرے کی طرف گ ئی تھی۔۔۔۔۔

وہ وہی کھڑی ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔

اماں کی سانسیں اکھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

جیسے وہ اپنی آخریں سانسیں لے رہی ہو۔۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کے انہیں جھنجھوڑنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

چاچو وہ بھاگ کے گیٹ کی طرف گ ئی تھی۔۔۔۔۔

وہ انہیں اپنے ساتھ اندر لائی ی تھی

لیکن تب تک سب ختم ہو چکا تھا

اندر پڑا وجود ساکت پڑا تھا

ان کے منہ سے خون کی ایک پتلی سی دھار نکل کے سرہانے تک آئی ی ہوئی ی تھی

وہ وہی زمین پہ بیٹھ گ ئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے خالی خالی نظروں سے ان کے ساکت پڑے وجود کو دیکھا تھا

چاچو نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ بول نہیں پائی ی تھی

کیا واقعی ہی زندگی اتنی ناپائیدار چیز ہے۔۔۔۔۔۔

آج سے دس سال پہلے اس کے بابا چلے گ ئے تھے

اور آج اس کی ماں وہ تنہارہ گ ئی تھی ایک دفعہ پھر۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

آج تدفین کا تیسرا روز تھا۔۔۔۔۔ مہمانوں کی آمد و رفت کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا۔۔۔۔۔اس کی ماں نے تو بھاگ کے شادی کی تھی اس دن کے بعد آج تک اس نے اپنے ننھال میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا

ماں کو تو تمام عمر اس کے دودھیال کے لوگوں نے بھی تسلیم نہیں کیا تھا

لیکن ہاں ان کی موت پہ اس کے چاچو ضرور آئے تھے ساتھ چچی بھی آئی ی تھی۔۔۔۔۔۔اسے وہ بہت مغرور سی لگی تھی۔۔۔۔۔چاچو نے ایک دفعہ بتایا تھا کہ جتنی بھی دولت ان کے پاس ہے وہ سب چچی کی ہی ہے۔۔۔۔۔وہ شاید کسی امیر باپ کی بیٹی تھی

پھر وہ اکثر آیا کرتے تھے مالی مدد بھی کیا کرتے تھے لیکن اس دن کے بعد سے چاچی نہیں آئی ی تھی

شاید انہیں غریبوں سے ملنا جلنا پسند نہیں تھا

وہ گھٹنوں میں سر دے کے بیٹھی تھی کمرے میں زرد سی روشنی پھیلی ہوئی ی تھی

اس کے قریب کوئی ی آ کے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے گردن اٹھا کہ دیکھا تھا

چاچو بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

اس نے خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھا تھا

انہوں نے اس کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے اس وقت ایک قمیتی شلوار قمیض پہن رکھی تھی ایک کندھے پہ شال اوڑھ رکھی تھی۔۔۔۔۔

ان کی ہر ایک چیز سے ان کی حیثیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

خود کو سنبھالو ابتھل۔۔۔۔۔ تمہارے پریشان رہنے سے۔۔۔۔۔وہ واپس نہیں آجائی یں گی۔۔۔۔۔

انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا

ان کی آواز رعب دار تھی

وہ خاموش رہی۔۔۔

"تم تیاری کرلو تم نے کل میرے ساتھ جانا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے اب بھی نرمی سے اسے کہا تھا۔۔۔۔

اس نے اب کی بار سر اٹھا کہ دیکھا تھا

جیسے سوال کر رہی ہو کہاں؟

"میرے گھر"

انہوں نے جیسے اس کی آنکھیں پڑھ لی تھی۔۔۔۔۔

"چاچی"

اس نے مری مری آواز میں جیسے دبا دبا احتجاج کیا تھا

"کیا تمہیں مجھ پہ یقین نہیں ہے۔۔۔۔۔میں تمہیں اپنی بیٹی بنا کے لے کے جاؤں گا میں سب سنبھال لوں گا۔۔۔۔

انہوں نے اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔

اس نے محض سر ہلا دیا تھا

اس نے جانا ہی تھا۔۔۔۔

اس کا اب کوئی ی اور سہارا نہیں تھا۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دے کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی

❤❤❤❤❤

لینڈ کروزر وسیع و عریض بنگلے کے مین گیٹ کے سامنے آ کے رکی تھی

گاڑی سے ڈرائیور نکلا تھا اس نے پیچھے کا دروازہ کھولا تھا

اس میں سے ایک لڑکی نکلی تھی جس نے عبایا اور نقاب کر رکھا تھا

وہ اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے۔۔۔۔خود راہداری سے ہوتے ہوئے آگے بڑھنے لگے

وہ ان کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔

یہ گھر اس کی سوچ سے بھی بڑا تھا۔۔۔۔ہر ایک چیز قیمتی تھی

مین گیٹ کھلتے ہی سامنے ایک فوارہ تھا اور ایک طرف کار پورچ تھا جہاں بہت سی گاڑیاں ایک قطار میں کھڑی تھی۔۔۔۔

سامنے ایک اور گیٹ تھا جو کھلا ہوا تھا اندر سے شور کی آوازیں آ رہی تھی۔۔۔۔

شاید ٹی وی چل رہا تھا۔۔۔۔جس کا شور باہر تک آ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئی ی تھی

یہ شاید ٹی وی لاؤنج تھا جس کے دونوں طرف صوفے رکھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔اور سامنے بڑی سی شیشے کی میز۔۔۔۔ایک صوفے پہ نائٹ سوٹ میں ملبوس۔۔۔۔بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے ایک عورت بیٹھی تھی وہ انہیں پہچانتی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی چچی تھی۔۔۔۔

اور دوسرے صوفے پہ ٹراؤزر شرٹ اور بکھرے بالوں والا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس نے بالوں پہ ہی ئی ربینڈ لگا رکھا تھا۔۔۔۔اور ہاتھوں میں مختلف قسم کے بریسلیٹ پہن رکھے تھے۔۔۔۔۔

ہاتھ میں ریموٹ پکڑے اور ٹانگیں سامنے ٹیبل پہ رکھے وہ چینل تبدیل کر رہا تھا۔۔

وہ دونوں ایک ساتھ اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

مسز شیراز کی آنکھوں میں ناگواری ابھری تھی۔۔۔۔

البتہ اس لڑکے نے ایک نظر اسے دیکھا تھا پھر نظر انداز کر کے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔۔

یہ چہرہ اس کے لیے جانا پہچانا نہیں تھا

وہ تذبذب کا شکار تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس لڑکے نے ایک نظر۔۔۔۔۔ پھر اس برقعے اور نقاب پوش لڑکی کو دیکھا تھا پھر طنزیہ مسکرایا تھا

اور پھر ساتھ بیٹھی اپنی ماں کے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے تھوڑا ترچھا ہو کے ان کے قریب ہوا تھا

”مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔۔ ڈیڈ کی ن ئی ملازمہ کو دیکھ کے آپ اتنا ہیپر ہو جائی یں گی۔۔۔۔۔۔“

کم آن مام ہمیں ن ئی ملازمہ کی ضرورت ویسے بھی تھی۔۔۔۔ آپ ہائی یر کریں یا ڈیڈ بات تو ایک ہی ہے۔۔۔۔

اس نے سرگوشی نہیں کی تھی قدرے اونچی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

پھر مسکرایا تھا اور ڈیڈ کی طرف داد طلب نظروں سے انہیں دیکھا تھا

وہ غصے سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

ابتھل اپنی اس بے عزتی پہ حیران پریشان کھڑی تھی۔۔۔۔

”تم اسے یہاں کیوں لے آئے ہو“ تمہیں میرا گھر یتیم خانہ لگتا ہے کیا۔۔۔۔۔؟ اس کی ماں مر گ ئی تو اسے یتیم خانے بجھوا دو میں نے کیا تمہارے غریب رشتہ داروں کا ڈھیکہ لے رکھا ہے۔۔۔۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔ اور اب اس کو گھورتی ہوئی ی چلا چلا کہ کہہ رہی تھی۔۔۔۔

ابتھل نے دیکھا تھا وہ لڑکا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔اور اٹھ کے جانے لگا تھا جیسے اس گفتگو سے اسے کوئی ی سروکار نہ ہو۔۔۔۔۔۔

وہ اس کے قریب سے گزرا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آئی ی نمی دیکھی

"ہاں اب ڈرامے شروع ہوگ ئے اس گھر میں۔۔۔۔۔۔"

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا۔۔۔۔۔سیڑھیاں چڑھنے لگا۔۔۔

اس نے دیکھا تھا اس کی ایک ٹانگ میں لرزش تھی۔۔۔وہ سیڑھیاں ٹھیک سے نہیں چڑھ پاتا تھا۔۔۔۔۔

یا شاید اس نے محسوس کیا تھا

مسز شیراز ابھی بھی چلا چلا کہ کچھ کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

ابتھل بیٹا جاؤ تم اس کمرے میں چلی جاؤ میں ملازم بھیج کے تمہارا سامان سیٹ کروا دیتا ہوں

انہوں نے مسز شیراز کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے اندر جانے کا کہا تھا

مسز شیراز کلس کے رہ گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ سر ہلا کہ اندر کمرے میں چلی گ ئی

باہر سے ابھی بھی شور کی آوازیں آرہی تھی

وہ اپنی تذلیل پہ آنسو پی کے رہ گ ئی

اسے اپنی اماں جی بھر کے یاد آئی ی تھی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں اس گھر میں آگے کیا کچھ برداشت کرنا تھا۔۔۔۔۔

وہ سوچ کے رہ گ ئی

❤❤❤❤

میں نفرتوں کے جہاں میں رہ کر

جدا رہوں گا تو کیا کروں گا؟

یہ ٹھیک کہتے ہو بے وفا ہوں

وفا کروں گا، تو کیا کروں گا؟

یہ موسمِ سرما کی ایک بہت سرد دوپہر تھی۔۔۔۔۔ آسمان پہ بادلوں کا راج تھا جو بس برسنے کے لیے بے تاب تھے

۔۔۔۔۔اس عالیشان بنگلے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔موت سا سناٹا۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر لان کا منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اس نے نظر اٹھا کہ اب آسمان کی طرف دیکھا تھا

۔۔۔۔۔۔۔جہاں بادلوں کے ٹکڑے منڈلا رہے تھے۔۔۔۔۔

اس نے سر جھٹکا تھا

نظریں بھٹکتی ہوئی باہر دروازے پہ جا کے ٹھہر گئی تھی

کسی پرانی تلخ یاد نے یادوں کے دریچے پہ دستک دی تھی۔۔۔۔۔

اس یاد سے پیچھا چھڑانا مشکل تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کرب ابھرا تھا۔۔۔۔۔

"انسان تو مر بھی جاتے ہیں، یادیں کیوں نہیں مرتی"

وہ دبلا پتلا۔۔۔۔۔۔انیس بیس سال کا ہلکی بڑھی ہوئی شیو والا لڑکا۔۔۔۔۔۔گاڑی سے اترا تھا۔۔۔۔۔۔وہ

گیٹ سے اندر داخل ہونے لگا۔۔۔۔۔تھا

جب اس پہ حملہ ہوا تھا ایک ساتھ۔۔۔۔۔پانچ گولیاں۔۔۔اس کے جسم کے کئی حصے چیرتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

اس کے منہ سے خون ابل پڑا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی سفید شرٹ کو دیکھا تھا جو اب لال ہو چکی تھی۔۔۔۔

اس محسوس ہوا جیسے کوئی لوہے کی سلاخ اس کی ٹانگ کے آر پار ہو گئی ہے

اس نے پیچھے مڑ کے اس شخص کو دیکھنے کی کوشش کی تھی

لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے دھند چھا گئی تھی۔۔۔۔

گیٹ کھولتے سکیورٹی گارڈ کے ہاتھ یکدم ساکت ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اس کا پورا جسم تکلیف میں ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ زمین کے قریب ہو رہا تھا

اس کا چہرہ پوری قوت سے زمین کے ساتھ ٹکرایا تھا

پھر اس نے ایک دھندلا منظر دیکھا تھا

کوئی چلتا چلتا اس کے قریب کے آیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کی ماں نہیں تھی وہ تو کسی سرمنی میں گئی تھی صبح

اور اس کا باپ وہ تو آج کوئی جلسہ بھگتا رہا تھا

وہ زمین پہ کراہ رہا تھا

وہ شاید سکیورٹی گارڈ تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اب اسے گاڑی میں بٹھا رہا تھا

منظر آہستہ آہستہ بدل رہا تھا۔۔۔۔۔۔

ہسپتال میں قیمتی ساڑھی میں نک سک سی تیار اس کی ماں کھڑی تھی۔۔۔۔۔

"ہم نے آپ کے بیٹے کی جان تو بچالی ہے۔۔۔۔۔ لیکن ان کی ایک ٹانگ بری طرح سے متاثر ہوئی ہے

۔۔۔۔اب شاید آپ کا بیٹا چل نہ سکے مسز شیراز"

وہ کاروباری لہجے میں کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا

لیکن اس کی زندگی یہی ٹھہر گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے باپ کے مخالفوں کی دشمنی کی بھینٹ چڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔۔

یادوں کا دریچہ خود با خود بدل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تلخ یادوں کے بادل چھٹ چکے تھے

اب باہر دروازے پہ وہ خون آلودہ لڑکا نہیں کھڑا تھا

منظر بدل چکا تھا

اب اس کا کمرہ تھا اور اس کی تنہائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے اپنے موبائل پہ کوئی نمبر ڈائل کیا تھا

اس نے محسوس کیا وہ پھر سے ڈپریشن میں جانے لگا ہے۔۔۔۔۔

بیل جا رہی تھی

کال پک کر لی گئی تھی

"کیا تم مجھ سے مل سکتی ہو۔۔۔۔۔۔؟"

"ہاں ابھی اسی وقت"

"ہاں میں اپنے گھر ہوں میرے گھر ہی"

اپنی بات کہہ کے اس نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ شاید آنے کے لیے تیار ہو گئی تھی

اس کا رخ اب باہر کی جانب تھا

وہ یہ بات بھول چکا تھا کہ اس کے علاوہ بھی اس گھر میں کوئی اور بھی موجود ہے

❤❤❤❤❤

لغزشوں سے ماورا تو بھی نہیں میں بھی نہیں

دونوں انسان ہیں خدا تو بھی نہیں میں بھی نہیں

وہ پوری رات سو نہیں سکی تھی ابھی یونہی سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اس نے آج چاچو سے ساری بات کرنی ہے کہ اسے یہاں سے جانے دیں وہ اپنے گھر واپس چلی جائے گی وہ کوئی نوکری کر لے گی لیکن اس گھر میں تذلیل بھری زندگی کبھی نہیں گزارے گی۔۔۔۔۔۔

وہ بیڈ سے اٹھی تھی دوپٹہ اٹھایا اور چلتی چلتی اس قیمتی ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی

بکھرے بالوں زرد رنگت ویران آنکھیں جن کے نیچے تین راتیں مسلسل جاگنے کی وجہ سے اب سیاہ دھبے پڑھ چکے تھے۔۔۔۔۔ناک میں لونگ البتہ چمک رہی تھی۔۔۔۔۔وہ زندگی سے بیزار لڑکی لگی تھی

اس نے دوپٹہ درست کیا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

سامنے بڑا سا ٹی وی لاؤنج تھا جو ویران پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

باہر خاموشی تھی

شاید بنگلے کے نچلے حصے میں کوئی نہیں تھا۔۔۔

ہاں اوپر والے کمرے سے باتوں کی آوازیں آرہی تھی

ایک مردانہ آواز

اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز

وہ چلتی چلتی سیڑھیوں کی طرف آئی اور اوپر کی طرف جانے لگی

کمرے میں سے ابھی بھی مدہم مدہم آوازیں آرہی تھی

وہ لڑکی ہنس رہی تھی شاید اب۔۔۔۔۔

وہ اس کمرے کے قریب پہنچی۔۔۔۔وہ وہاں نہیں رکنا چاہتی تھی

وہ تو چاچو کے کمرے کا پوچھ کے وہاں جانا چاہتی تھی

وہ جیسے ہی کمرے کے قریب پہنچی دروازے ایک دم کھلا اور جینز اور شرٹ اور اور بالوں کی اونچی پونی

کیے۔۔۔۔۔ایک صاف رنگت والی لڑکی باہر نکلی

اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی

ادھ کھلے دروازے سے اس نے دیکھا تھا

وہ کل والا لڑکا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا

"تم کون ہو"؟

اس صاف رنگت والی لڑکی نے ہاتھ باندھ کہ ایک ابرو اوپر کی طرف اٹھا کہ اس سے پوچھا تھا

اور وہ تذبذب کا شکار تھی۔۔۔۔

کہ کیا کہے وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ یہ لڑکی کون ہے؟

آواز سن کہ وہ کمرے سے باہر نکل آیا تھا

اب وہ بھی اسے ایسی ہی نظروں سے دیکھ رہا تھا پوچھ رہا ہو کہ۔۔۔۔۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔“؟

اب اس لڑکی نے گردن ترچھی کر کے شاہ کی طرف دیکھا تھا

اس نے کندھے اچکادی ہئے تھے

اس نے چہرے کو پوری طرح سے ڈھک لیا تھا۔۔۔۔۔

وہ لڑکی طنز سے مسکرائی ی تھی

شاہ نے نخوت سے سر جھٹکا تھا

اسے ہمیشہ سے لوگوں کے ایسے ڈراموں سے نفرت تھی۔۔۔۔۔۔

بتاؤ نا

اسے خاموش کھڑا دیکھ کہ۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے اکتا کہ دوبارہ پوچھا تھا

”اچھا کہیں یہ ن ئی ملازمہ تو نہیں ہے“؟

اس نے گیس لگایا تھا

اس نے چونک کے سر اوپر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

”ارے نہیں یہ میرے ابو کے بھائی ی کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔“

شاہ نے اسے ٹوکا تھا

ابتھل کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے

اچھا تو یہ تمہارے ابو کے بھائی ی کی بیٹی تمہاری کیا ہوئی ی “

”اور اس وقت تمہارے اس گھر میں تمہارے ساتھ اکیلی کیا کر رہی ہے“

اس نے کراہت آمیز لہجے میں اسے دیکھتے ہوئے شاہ کی طرف چہرہ موڑ کے پوچھا تھا

”میری کچھ بھی نا ہوئی ی۔۔۔“ یہ ڈیڈ کی رشتہ دار ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔۔

وہ پھر اس لڑکے کا چہرہ دیکھ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔

وہ پل میں بدل جاتا تھا

عجیب سا انسان تھا

وہ صاف رنگت والی لڑکی پھر اس کی طرف پلٹی تھی۔۔۔۔۔۔

”تو کیا تم نے یہاں کچھ دیکھا؟“

وہ جیسے مسکرا کہ اس پہ پریشر ڈالنا چاہتی تھی

”میں نے یہاں کچھ نہیں دیکھا میں یہاں چاچو کا کمرہ ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اور اچانک آپ نے باہر آنے کے لیے دروازہ کھول دیا۔۔۔۔۔۔اور ہمارا آمنا سامنا ہو گیا اس سے پہلے اور نہ بعد میں۔۔۔۔۔۔نہ میں نے کچھ دیکھا اور نہ سنا۔۔۔۔۔۔نہ مجھے ان باتوں سے کوئی ی سروکار ہے۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی سانس میں کہتی ہوئی ی شاہ کو اور ان کو گھور کے سیڑھیاں اترتی ہوئی ی غائب ہو گ ئی۔۔۔۔۔۔

”اگر تم میرا دماغ اس فضول سی گفتگو سے خراب کر چکی ہو تو جا سکتی ہو میں آرام کر لوں۔۔۔۔۔

اس نے جمائی ی ہاتھ سے روکتے ہوئے کھٹاک سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔

وہ پیر پٹختی ہوئی ی آگے بڑھ گ ئی

❤❤❤❤❤❤

ہم دونوں کا دکھ تھا ایک جیسا

احساس مگر جدا جدا تھا۔۔۔۔۔۔

رات کے کسی پہر اسے پیاس کا احساس ہوا۔۔۔۔ آج پورا دن اس کی چاچو سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔۔۔۔

ملازم نے بتایا تھا کہ وہ کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گ ئے ہیں

کل تک واپس آئی یں گے

تب تک اس کا یہاں رہنا مجبوری تھی۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکلی گ ئی

باہر نائی ٹ بلب کی روشنی میں وسیع و غریض بنگلہ ابھی تک ویسا ہی ویران پڑا تھا۔۔۔۔۔۔

جیسے صبح کے وقت تھا۔۔۔۔۔۔

وہ کچن میں گ ئی تھی کچن اوپن تھا۔۔۔۔ اس نے گلاس اٹھایا تھا اور پانی کی بوتل فریج سے نکالی اور واپس کمرے میں جانے لگی

جب مین ڈور کھلا اور کوئی ی اندر آیا

بلب کی مدہم روشنی میں اس نے دیکھا تھا وہ وہی لڑکا تھا

آج دن والا

وہ لڑکھڑا کہ چل رہا تھا جیسے نشے میں ہو۔۔۔۔۔۔

اس نے لال آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھا تھا

پھر نظر انداز کرتا ہوا اوپر کی جانب جانے لگا

اس کی ٹانگ میں لرزش تھی۔۔۔۔۔۔

وہ ٹھیک سے چل نہیں پاتا تھا

وہ زینے چڑھنے لگا

اس کی ٹانگ لڑکھڑائی ی تھی

لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔۔

وہ پھر نیچے اترا تھا

اور اس کے روبرو آکے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ گھبرا گئی تھی

رات کا پچھلا پہر تمام ملازم سرونٹ کواٹر میں تھے۔۔۔۔

وہ نشے میں تھا۔۔۔۔

"یا تو تم بہت خوبصورت ہو تب اپنا چہرہ چھپاتی ہو۔۔۔۔۔۔یا پھر تم اس بات سے ڈرتی ہو کہ میں تمہیں نقصان پہنچاؤں گا۔۔۔۔۔۔"

وہ پتہ نہیں اس کے نقاب کو کس سمت لے کے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"اس نے مدہم روشنی میں اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

مدہم روشنی میں وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سر ابھی بھی ڈھانپ رکھا تھا

"اوؤں ہوں۔۔۔۔۔۔ایک تو تم مڈل کلاس لڑکیوں کے فضول کے نکھرے۔۔۔۔۔فضول کی ڈرامے بازیاں۔۔۔۔۔خود کو پاکیزہ سمجھتی ہو۔۔۔۔۔۔"

وہ اس سے دو قدم کے فاصلے پہ کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔

خود کو بہت با کردار سمجھ رہی ہو اور مجھے بد کردار دن کو تم نے مجھے لڑکی لاتے ہوئے بھی دیکھا۔۔۔۔۔۔پھر میرے سامنے۔۔۔۔۔۔یہ چہرہ ڈھانپ کے گھومتی ہو۔۔۔۔۔۔۔

اکیلے میں تمہارے دس دس لڑکوں سے افئیر رہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔۔

وہ بہکی ہوئی سی آواز میں اس کی تذلیل کیے جارہا تھا

اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے

وہ کہاں پھنس گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے اندر کمرے میں جانے کے لیے قدم بڑھائے اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں جا کے دروازہ اندر سے بند کرلیا

اور اپنی اٹکی ہوئی سی سانس بحال کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

اس ایک لڑکے نے اس کی زندگی اجیرن کر دی تھی

یہاں اسے اس کی عزت کو خطرہ تھا

اب یہاں رہنے کا کوئی سی جواز نہیں بچتا تھا

میرے صبر پہ کوئی اجر کیا، میری دوپہر پہ یہ ابر کیوں۔۔۔۔۔۔

مجھے اوڑھنے دے ازیتیں میری عادتیں نہ خراب کر

رات کا سناٹا ہر طرف پھیل چکا تھا آسمان پہ ستاروں کی چادر بچھی ہوئی تھی نیلے آسمان پہ ستارے ٹمٹمارہے تھے۔۔۔۔۔۔یہ علاقے سیاہی میں ڈوب رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے میں ابھی بھی کچھ کمروں کی لائٹ جل رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اوپر والی منزل پہ شاہ کان میں ہینڈ فری لگا کہ گانے سننے میں مشغول تھا۔۔۔۔۔۔

اور نیچے والے حصے کہ اس چھوٹے سے کمرے میں وہ جائے نماز پہ بیٹھی تھی

وہ نماز پڑھ رہی تھی

دوسری سمت لینڈ کروزر اس وسیع و عریض بنگلے کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اپنے اسی پرانے رعب و دبدبے کے ساتھ گاڑی سے اترے تھے

انہوں نے اس وقت قیمتی قمیض شلوار پہن رکھی تھی ہمیشہ کی طرح کندھے پہ شال رکھے۔۔۔۔۔وہ اندر کی طرف بڑھ رہے تھے

انہوں نے ہاتھ پہ بندھی قیمتی رولکس برینڈ کی گھڑی پہ وقت دیکھا

وہ بنگلے کے اندر داخل ہوئے تو ابتھل کے کمرے کی لائیٹ جلتی دیکھ کہ ٹھٹک کے رک گئے

ان کے کمرے کی لائیٹ بند تھی۔۔۔۔

مسز شیراز سو چکی تھی شاید

انہوں نے نظر اٹھا کہ دیکھا شاہ کے کمرے کی بتی بھی جل رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ جانتے تھے کہ وہ اس وقت کیوں جاگ رہا تھا

انہوں نے تلخی سے اس کے کمرے کی طرف دیکھا

اور پھر ابتھل کے کمرے کے ادھ کھلے دروازے میں جھانک کے دیکھا

وہ جائے نماز پہ بیٹھی تھی

انہوں نے سامنے لگی گھڑی پہ ٹائم دیکھا

فجر کا وقت تھا

ان کے گھر میں کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا

ابتھل کو جائے نماز پہ بیٹھا دیکھ کہ ان کے دل میں شرمندگی کا احساس پیدا ہوا تھا

وہ اپنے بیٹے اور اس لڑکی کا۔۔۔۔موازنہ کرنے لگے تھے

انہوں نے ایک نظر پھر شاہ کے کمرے کو دیکھا تھا

وہ اب نماز ختم کر چکی تھی

اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے تب ہی دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی تھی

اس نے گردن موڑ کے دیکھا تھا

دروازے پہ شیر از شاہ کھڑے اسے دیکھ رہے تھے

آئی ی ئے چاچو

اس نے جائے نماز تہہ کرتے ہوئے کہا

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے بیڈ تک آئے

اس نے ابھی بھی دوپٹہ حجاب کی طرح اوڑھ رکھا تھا

اندھیرے میں اس کا چہرہ روشن تھا

"میں یہاں سے گزر رہا تھا تمہارے کمرے کی جلتی ہوئی لائٹ دیکھ کہ اس طرف آگیا تمہارے خیریت معلوم کر لوں

وہ اب صوفے پہ بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔۔

"وہ جائے نماز الماری میں رکھ کہ مسکرا کہ پلٹی تھی

پھر کرسی کھینچ کہ ان کے سامنے بیٹھ گئی تھی

"اچھا کیا چاچو۔۔۔۔۔۔ آپ خود آگ ئے ورنہ میں خود صبح ضرور آپ کی طرف آتی مجھے ملنا تھا آپ سے ۔۔۔۔۔۔"

اس نے سرسری سا بتایا

وہ چونک گ ئے تھے

"کیوں بیٹا کوئی ی مس ئی لہ تو نہیں ہوا میری غیر موجودگی میں۔۔۔۔۔۔"

ان کا پہلا شک شاہ پر گیا تھا

"نہیں میں نے بس آپ سے یہ کہنا تھا کہ آپ کے مجھ پر اور میری ماں پہ بہت زیادہ احسان ہیں۔۔۔۔ لیکن میں کسی پہ محضر رہ کر زندگی نہیں گزار سکتی میں پڑھی لکھی ڈپینڈنٹ لڑکی ہوں میں اپنے لیے کچھ کرنا چاہتی ہوں چاچو پلیز"

اس نے انہیں رسان سے سمجھانے کی کوشش کی تھی

ان کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔۔۔

"تمہیں اس گھر میں کیا مس ئی لہ ہے؟ کیا کسی نے تم سے کچھ کہا ہے۔۔۔۔ ماریہ نے۔۔۔۔ میر شاہ نے۔۔۔۔"

وہ اس سے استفسار کر رہے تھے

"میر شاہ"

یعنی وہ ہی لڑکا وہ شاید ان کا بیٹا تھا۔۔۔۔۔

وہ سوچ کہ رہ گ ئی

پھر سے ان کی طرف متوجہ ہوئی ی تھی

”نہیں چاچو کسی نے مجھے کچھ نہیں کہا لیکن یہ میرا اپنا فیصلہ ہے“

اس نے نظریں چرائی ی تھی

ابتھل میں تم سے صرف ایک بات پوچھوں گا؟

انہوں نے انگلی اٹھا کہ اس سے پوچھا تھا

”کیا تم مجھے اپنے باپ جیسا سمجھتی ہو؟“

”کیا تمہیں یہ لگتا ہے میں تمہارے لیے کوئی ی غلط فیصلہ کر سکتا ہوں“

انہوں نے سنجیدگی سے دوٹوک لہجے میں کہا

”چاچو کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بالکل میرے بابا جیسے ہیں آپ جو بھی فیصلہ کریں گے درست ہی کریں گے۔۔۔۔“

وہ تڑپ اٹھی تھی اسے ایک دم سے بابا یاد آئے تھے

”ہاں اور اگر جتنے بھی احسان تم پہ میں نے کیے ہیں اس کے بدلے میں تم سے ایک احسان مانگو تو کیا تم میری بات مانو گی۔۔۔۔“؟

انہوں نے دوسرا سوال داغا تھا

وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی

پتہ نہیں وہ کیا مانگنے لگے تھے۔۔۔۔

ابتھل تم میری بیٹی جیسی ہو میں کبھی بھی تمہارے لیے غلط فیصلہ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔

اپنے چاچو کی بات کو غلط مت سمجھنا۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ کیا کہہ رہے تھے

وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"میں تمہاری اور میر شاہ کی شادی کرنا چاہتا ہوں"

انہوں نے ٹھہر ٹھہر کے ایک ایک لفظ ادا کیا

وہ منہ کھول کے انہیں دیکھنے لگی تھی

انہوں نے بہت آرام سے اس کے سر پہ بم پھوڑا تھا۔۔۔۔

وہ گنگ رہ گ ئی تھی

یہ اسی لڑکے کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔ جس کے ساتھ اس نے دن کو لڑکی دیکھی تھی

بتاؤ جواب دو ابتھل

وہ اس سے جواب مانگ رہے تھے اور وہ بس شاک میں تھی

"وہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں"

لیکن اس نے محسوس کیا اس کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے

احسانوں کا بوجھ تھا

پھر وہ جب وہ بولی تھی تو اتنا ہی بولی تھی

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے چاچو"

انہوں نے خوشی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کہ اسے دعا دی تھی....

ان کے جانے کے بعد وہ کتنی ہی دیر اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی تھی

پھر کسی خیال کے تحت۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی ی

وہ کھڑکی کے پاس گ ئی اس نے دیکھا۔۔۔۔۔ لان میں ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی

”وہ منع نہیں کر سکتی وہ لڑکا تو منع کر سکتا ہے یقیناً وہ اسے پسند نہیں کرتا تو وہ انکار ضرور کرے گا۔۔۔۔“

وہ سوچ کہ رہ گئی۔۔۔۔۔

باہر چڑیوں کی چہچہانے کی آواز آرہی تھی۔۔۔۔۔

وہ کھڑکی سے ہٹ کے دروازے تک آئی تھی

دروازہ کھول کے اس نے دیکھا تھا

اس کے کمرے کی لائٹ اب جل نہیں رہی تھی

مطلب وہ سو گیا تھا۔۔۔۔

وہ اس سے ملنے کی ترکیب سوچنے لگی۔۔۔۔۔

اسے کسی بھی حالت میں اس سے ملنا تھا

یہ صرف اسی کا نہیں اس لڑکے کا بھی درد سر تھا

تو اکیلی وہ کیوں ٹینشن لے

لیکن وہ بھول گئی تھی وہ لڑکا ٹینشن لیتا نہیں تھا ٹینشن دیتا تھا

❤❤❤❤❤❤

میں اب سکوں سے رہوں گا کہ آگیا ہے

مجھے اب کمال بے ہنری کو بھی اک ہنر کہنا

باہر لان میں سنہری دھوپ پھیل چکی تھی۔۔۔۔۔کچن سے بریانی کی مہک اندر پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی

ٹی وی لاؤنج اسی طرح ویران پڑا تھا

البتہ شاہ کے کمرے میں معمول کے برخلاف چہل پہل تھی

مسز شیر از نائٹ سوٹ پہنے بالوں کی ڈھیلی سی پونی کیے پورے کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی

کبھی کبھی نظر گھما کہ موبائل پہ ٹائپنگ کرتے شاہ کو بھی دیکھ لیتی

جو اس وقت وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں پاؤں اوپر کی طرف کیے صوفے پہ بیٹھا تھا۔۔۔۔

"آپ بیٹھنا پسند کریں گی آپ کو دیکھ کہ مجھے چکر آنے لگے ہیں

اس نے بیزاری سے۔۔۔۔۔اپنی ماں کو دیکھ کہ کہا تھا۔۔۔

چکر تو تمہیں تب آئیں گے جب تمہیں پتہ چلے گا کہ شیر از نے کیا حرکت کی ہے۔۔۔۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔کہ شیر از اتنا احمقانہ فیصلہ کریں گے

انہوں نے جل کے کہا تھا

اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیے تھے

جیسے اسے اس گفتگو سے ہمیشہ کی طرح کوئی سروکار نہ ہو

دروازہ کھلا تھا اور شیر از شاہ ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔اسی رعب سے اندر داخل ہوئے

شاہ نے ایک نظر انہیں دیکھا تھا پھر سے موبائل پہ متوجہ ہو گیا

"شاہ جی۔۔۔۔آج صبح جو آپ نے مجھ سے سرسری بات کی کیا وہ سچ ہے؟

وہ ان کی طرف لپکی۔۔۔۔

"ہاں وہ سچ ہے"

انہوں نے اطمینان سے کہا۔۔۔

آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہیں کہاں میرا بیٹا اور کہاں وہ دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔۔

انہوں نے غصے سے چلا کہ کہا۔۔۔۔۔

"منہ سنبھال کے بات کرو ماریہ۔۔۔۔۔۔

انہوں نے بھی اسی لہجے میں کہا

شور کی وجہ سے شاہ ڈسٹرب ہوا تھا وہ چپ چاپ اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں سے نکلنے لگا۔۔۔۔۔

جب مسز شیر از نے اسے پکارا۔۔۔۔۔

شاہ کیا تمہیں یہ لگتا ہے کہ یہ کوئی ی فضول گفتگو ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔ تمہارے کسی کام کی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔؟

انہوں نے طنز سے مسکراتے ہوئے کہا

شاہ ایک دم پیچھے پلٹا

پھر چلتا چلتا ان کے قریب آیا۔۔۔۔۔

"کیا آپ میرے بارے میں بات کر رہے ہیں"؟

اس نے باری باری دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

اور مسز شیر از اپنی بیٹے کی لاپرواہی ی پہ سر پیٹ کہ رہ گ ئی

"نہیں ہم تو پاگل ہیں۔۔۔۔۔" ویسے ہی ٹائی م پاس کے لیے بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"

مسز شیر از کو شاہ پہ جی بھر کہ غصہ آیا تھا۔۔۔۔

"تمہارے باپ نے تمہارا رشتہ اس دو ٹکے کی لڑکی سے طے کر دیا اور تم یہاں مطم ئی ین بیٹھے ہو"

انہوں نے اپنے طور پہ اسے ایک بڑی خبر سنائی ی تھی انہیں اس کے رد عمل کا انتظار تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اسی سابقہ اطمینان سے کھڑا تھا

پھر دھیرے دھیرے چلتے ہوئے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کے بیٹھا۔۔۔۔

"تو کیا ہوا"

وہ حیرانگی سے اسے دیکھ کے رہ گئی وہ اتنی بڑی بات کو معمولی لے رہا تھا

شیر از شاہ کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ ابھری تھی

انہوں نے طنزیہ نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا

جو حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ مطمئین سے بیٹھے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"تمہیں یہ چھوٹی سی بات لگتی ہے۔۔۔۔۔۔"

وہ پھر سے چلائی تھی۔۔۔۔۔

"انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔ کیا میں نے اس پہ رضامندی کا اظہار کیا ہے؟"

اس نے آگے ہو کہ نظریں ترچھی کر کے شیر از شاہ کو دیکھا جن کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

ان کے چہرے پہ اب تشویش تھی

ماریہ نے طنزیہ مسکرا کہ خود سے دو قدم دور کھڑے شیر از شاہ کی طرف دیکھا تھا

پہلی بار شاہ کی بدتمیزی سے انہیں کوئی فائدہ ہوا تھا

وہ اب مطمئین دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"آپ دونوں میری ایک بات غور سے سن لیں میں اب بڑا ہو گیا ہوں چل بھی سکتا ہوں اب اور اگر میں سکول میں ہونے والے رزلٹ پہ اکیلا جا سکتا ہوں تو۔۔۔۔۔ میں اپنی زندگی کے باقی فیصلے بھی خود کر سکتا ہوں میں نے کیا کرنا ہے۔۔۔۔ کیا نہیں کرنا ہے۔۔۔۔ میں خود فیصلہ کر سکتا ہوں میں کسی کو بھی اپنی زندگی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا اب ماریہ کی طرف مڑا تھا

اور مما آپ اپنی اس بزنس مین فرینڈ کو بھی نہ کر دیں۔۔۔۔کیوں کہ میں ایک انسان ہوں کوئی چیز نہیں ہوں جسے آپ استعمال کر لیں گی۔۔۔۔"

ماریہ کے چہرے کے تاثرات پھر بدلے تھے۔۔۔۔۔

شاہ کو اس بات کا علم کیسے تھا

انہوں نے خشمگین نظروں سے شیر از شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جو چپ چاپ کھڑے تھے

چیپٹر کلوز نو مورڈ سکشن اون دز ٹاپک

(chapter close no more discussion on this topic)

اب آپ دونوں جا سکتے ہیں

وہ پھر موبائل پہ متوجہ ہو گیا تھا

وہ دونوں باری باری خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔۔

❤❤❤❤❤❤

وفا کی طرز ہے محسن کی مصلحت کیا ہے

یہ تیرا دشمن جاں کو بھی چارہ گر کہنا

شام کے سائے آہستہ آہستہ ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رہے تھے۔۔۔۔

اور وہ اس ساری بات سے بے خبر۔۔۔اس مسئلے سے جان چھڑانے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ بیٹھ کہ انگلیاں مڑوڑ رہی تھی

باہر سے آواز آرہی تھی۔۔۔۔

"کوئی کال پہ بات کر رہا تھا"

آواز جانی پہچانی تھی۔۔۔۔

اس نے تیزی سے دروازے سے جھانکا

باہر وہی لڑکا

بیلو جینز اوپر بلیک شرٹ پہنے اوپر بلیک جیکٹ پہنے بالوں کو جیل کی مدد سے ایک طرف کرر کھا تھا۔۔۔۔

پاؤں کچن کی شیڈ پر پھیلائے کافی خوشگوار لہجے میں کسی سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ وہی کھڑے اس کی باتیں سننے لگی

اس لڑکے کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ میں گن پکڑے اسے گھما رہا تھا

"ہاں میں ابھی تھوڑی دیر بعد نکلوں گا۔۔۔ گیگا مال میں ملتے ہیں۔۔۔۔"

وہ جس مال کا نام لے رہا تھا اس کا یہاں سے دس منٹ کا راستہ تھا۔۔۔۔۔

وہ اگر اس سے وہاں بات کر لے تو اچھا تھا۔۔۔۔

"اچھا تم پانچ دس منٹ لیٹ ہو جاؤ گے میں وہاں بیٹھ کہ تب تک رفریشمنٹ کر لوں گا"

وہ اب ہنس رہا تھا۔۔۔۔

پھر اس نے دیکھا تھا وہ اٹھا تھا

اس نے ہاتھ شیڈ پہ ٹکایا تھا۔۔۔۔

پستول اس نے ایک طرف رکھ دیا تھا۔۔۔۔

اور ایک پاؤں احتیاط سے نیچے رکھا تھا اور پھر دوسرا پاؤں

ابتھل کو یقین ہو گیا تھا

یہ اس کی غلط فہمی نہیں تھی وہ واقعے ہی ٹھیک سے نہیں چل پاتا تھا

اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ گیٹ سے ہوتا ہوا غائب ہو گیا تھا۔۔۔۔

وہ بجلی سی تیزی سے۔۔۔۔اٹھی تھی عبایہ پہنا تھا اور نقاب کر کے باہر نکل آئی تھی

کندھے سے بیگ جھول رہا تھا

جس میں موبائل پڑا تھا

وہ شیڈ سے ہوتی ہوئی جیسے ہی آگے بڑھی شیڈ پہ پڑے پستول کو دیکھ کہ ٹھٹک گئی

پھر کچھ سوچ کے کندھے سے جھولتے پرس میں پستول ڈالا اور باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

وہ رکشے سے اتر کے۔۔۔۔سیڑھیاں چڑھتی ہوئی۔۔۔۔اوپر والے حصے میں چلی گئی

لوگوں کا بہت زیادہ رش تھا

وہ متلاشی نظروں سے یہاں وہاں دیکھنی لگی

وہ سڑھیاں چڑھتی ہوئی

سب سے اوپر والے حصے میں گئی

یہ ہی رفریشمنٹ کارنر تھا

آخر اسے ایک ٹیبل پہ وہ ہاتھ میں کافی کا گلاس پکڑے بیٹھا نظر آ ہی گیا

وہ چلتی چلتی۔۔۔۔اس کے قریب گئی

اور اس کے سامنے جا کے کھڑی ہو گ ئی۔۔۔۔

اس نے گردن اٹھا کہ دیکھا پھر مسکرایا

ڈمپل واضح ہوا تھا

"کیا میں یہ سمجھوں تم میرا پیچھا کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟"

اس نے مسکراتے ہوئے ایک ابرو اوپر اٹھا کہ کہا تھا

"نہیں میں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔"

اس نے انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا

اس کا دل دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ پر اعتماد نہیں تھی

"تو کیا بات گھر میں نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔؟"

اس نے کہنیاں میز پہ ٹکا کہ پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ کرسی کھینچ کہ اس کے سامنے بیٹھ گ ئی

اور خاموشی سے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اگر تمہارا جائزہ ختم ہو گیا ہو تو کیا تم مجھ سے بات کرو گی۔۔۔۔۔

اس نے بیزاری سے کہا

بات ایسے ہے کہ شاید چاچو نے آپ کو بتا دیا ہو کہ وہ آپ کی شادی میرے ساتھ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ لیکن میں جانتی ہوں آپ اور میں دونوں یہ شادی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔۔ آپ میں اور مجھ میں بہت فرق ہے۔۔۔۔

وہ جو اتنی دیر سے بیٹھا اس کی بات سن رہا تھا اس کے چہرہ تن گیا تھا

آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھے لگا تھا

جو اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کیے بغیر بس کہے جا رہی تھی۔۔۔

"میں آپ کو برا نہیں کہہ رہی۔۔۔۔ لیکن میں نے اپنا لائف پارٹنر اور طرح کا سوچا ہوا ہے وہ شراب نہیں پیتا۔۔۔ وہ عورتوں کے ساتھ وقت نہیں گزارتا ہوگا۔۔۔ وہ پوری پوری رات گھر سے غائب نہیں رہتا ہوگا۔۔۔۔ کیوں کہ میں یہ سب نہیں کرتی۔۔۔۔۔

اور میرا یہ یقین ہے کہ اور خواب بھی کہ میرے شریک سفر میں یہ خصلتیں نہ ہو

اور آپ سے درخواست کرتی ہوں۔۔۔ کہ آپ چاچو کو نہ کردیں۔۔۔۔

اس نے آرام سے اپنی بات ختم کر کے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا

تو وہ ہونٹ بھینچ کہ بیٹھا اسے سن رہا تھا

پھر اس نے دیکھا تھا ایک دم اس نے خود کو نارمل کر دیا تھا۔۔۔۔

اس نے اطمینان سے دوبارا کافی کا گلاس ہاتھ میں پکڑا اور اپنی بات کا آغاز کیا

"بات اس طرح ہے محترمہ۔۔۔۔ آپ کو اتنا سب کچھ تو میرے بارے میں پتہ ہے لیکن شاید آپ یہ بات نہیں جانتی کہ ایک حادثے میں میری ایک ٹانگ بری طرح سے متاثر ھوئی ہے

وہ سپاٹ لہجے میں بات کر رہا تھا

کسی بھی تاثر سے پاک

اس نے ہمدردی سے اسے دیکھا تھا

وہ اتنا بھی برا نہیں تھا

اور آپ نے ٹھیک اندازہ لگایا

میں بہت برا شخص ہوں۔۔۔۔

لیکن مجھے دل سے آپ کے ساتھ ہمدردی ہے کہ یہ برا شخص آپ کا شوہر بننے والا ہے۔۔۔۔

میں آج بلکے ابھی ہی بابا کو کال کر کے کہہ دوں گا کہ مجھے کسی بھی قیمت پہ۔۔۔۔۔اسی لڑکی سے شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔

مجھے افسوس ہے آپ کو تمام عمر ایک باکردار شخص کے ساتھ گزارنی پڑے گی

ابتھل کا رنگ فق ھوا تھا

وہ برا نہیں بہت برا تھا۔۔۔۔۔

"آپ میری کوئی ی مدد نہیں کریں گے۔۔۔۔"

گھٹی گھٹی آواز نکلی تھی

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔میں ایک بات ایک ہی بار کہتا ہوں۔۔۔اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔۔کہ۔۔۔میں شادی آپ سے ہی کروں گا۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے بیگ سے پستول نکال کہ ٹیبل پہ رکھ دیا تھا۔

شاہ نے بغیر کوئی ی سوال پوچھے پستول جیب میں رکھ لیا تھا۔۔۔

پھر اس نے فرصت سے اس نقاب پوش لڑکی کو دیکھا تھا

یہ یقیناً تم نے اس لیے لایا تھا کہ اگر میں تم پہ حملہ کروں تو۔۔۔۔۔تم خود کو بچا سکو۔۔۔۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے میر شاہ کو جب کسی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو وہ ان ہتھیاروں کا سہارا بالکل نہیں لیتا۔۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ اسے آگاہ کیا تھا

اچھا لگا تم سے مل کے امید ہے۔۔۔۔۔ایک پاکیزہ لڑکی اور ایک بد کردار لڑکے کی اچھی گزرے گی۔۔۔

وہ طنز سے کہتا ہوا۔۔۔ٹیبل سے چابیاں اٹھاتا ہوا۔۔۔۔وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔

وہ سمجھ گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس بات کو انا کا مس ئی لہ بنا رہا ہے۔۔۔۔۔۔

کاش وہ بھاگ سکتی۔۔۔۔۔

وہ وہی بیٹھ گ ئی تھی

میر شاہ نے پلٹ کہ اسے دیکھا تھا

پھر مسکرایا تھا

مطلب تم مجھے میر شاہ کو ریجیکٹ کرنے آئ ی تھی۔۔۔۔بد کردار کہہ کے۔۔۔۔ تمہیں میں نے ۔۔۔۔۔۔بد کردار ثابت نہ کیا تو۔۔۔۔۔۔پھر کہنا۔۔۔۔۔۔تم ابھی میر شاہ کو جانتی نہیں ہو۔۔۔۔۔

یہ طعنے تمہیں کتنے مہنگے پڑیں گے تم خود بھی نہیں جانتی...

وہ دور بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ کہ تلخی سے بڑبڑاتا ہوا۔۔۔۔آگے بڑھ گیا....

****

بس اک تو ہی تو رہ گیا ہے

جہاں سارا تو کھو چکا ہوں۔۔۔۔

تجھے بھی اپنی انا میں آکر

خفا کروں گا، تو کیا کروں گا۔۔۔۔۔۔

آج کی اس سرد دوپہر میں۔۔۔۔۔۔جب باہر مینہ برس رہا تھا۔۔۔۔۔بارش نے موسم خوشگوار کر دیا تھا۔۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے کے اس ڈائی ینگ ہال میں معمول سے ہٹ کہ چہل پہل تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اس قیمتے سی ڈائی ینگ ٹیبل کے آر پار کرسیوں پہ بیٹھ کہ خاموشی سے لنچ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔۔

دائی یں طرف سادہ سی کالے رنگ کی ڈھیلی ڈھالی ٹی شرٹ اور ٹراوزر پہنے بالوں پہ ہی ئی ربینڈ لگائے شاہ بے نیازی سے بریانی کی پلیٹ میں چمچ گھمار رہا تھا

اس کے بالکل سامنے والی کرسی پہ۔۔۔۔۔۔لمبے بلیک گاؤن میں جس کے گلے اور آستینوں پہ سفید موتیوں کام ہوا تھا۔۔۔۔بالوں کو جوڑے کی شکل میں ترتیب دئی یے دبلی پتلی سی مسز شیراز۔۔۔۔۔ سنجیدہ سا چہرہ لیے نزاکت سے ٹشو کی مدد سے چہرا اور ہاتھ صاف کر رہی تھی

اور بڑی سی کرسی پہ شیراز شاہ اپنے ہمیشہ والے حلیے میں اسی رعب سے بیٹھے تھے

البتہ وہ کچھ ناراض دیکھائی ی دے رہے تھے

ابتھل مسز شیراز کے سامنے آنے سے گریزپا تھی۔۔۔اس لیے کھانا کمرے میں ہی منگوا لیتی تھی

”میں نے آپ دونوں سے بات کرنی ہے“

شاہ نے پلیٹ پیچھے سرکا کہ کہنیاں میز پہ ٹکا کہ سنجیدگی سے کہا

”دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ ایسے موڈ میں بہت کم بات کیا کرتا تھا

دونوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔“

اس نے آرام سے کہا

تو شیراز شاہ نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے دوبارہ سے پلیٹ اپنے قریب کرلی

البتہ ماریہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چمچ کو تھوڑی کے قریب لے جا کہ اسے دیکھا پھر مسکرائی ی جیسے وہ یہ بات سن کہ خوش ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔۔

"کس سے میری جان"

انہوں نے مسکرا کہ اس سے پوچھا

اس نے دونوں ہاتھ ٹیبل پہ رکھے تھے پھر ایک لمبی سانس بھری۔۔۔۔۔

جیسے بات کرنے کے لیے خود کو تیار کر رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔

"ابتھل سے"

اس نے پرسکون لہجے میں کہا تھا

پھر سر اٹھا کہ پہلے شیراز شاہ کا چہرہ دیکھا

جو حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

پھر نظر گھما کہ ماریہ کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں پکڑی چمچ ٹیبل سے ہوتی ہوئی ی نیچے زمین پہ جا گری تھی۔۔۔۔۔

چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی ی تھی

ماتھے پہ بل ڈال کہ شاہ کے پرسکون چہرہ کو دیکھا

"اگر یہ مذاق ہے تو بہت بے ہودہ مذاق ہے شاہ"

انہوں نے ہاتھ باندھ کہ اسے سنجیدگی سے کہا تھا

”آپ کا میرا کوئی ی مذاق ہے“

اس نے بھی سنجیدگی سے دوبدو جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔

”شاہ کیا تم سچ کہہ رہے ہو“

اب کی بار شیر از شاہ کی گرج دار آواز گونجی۔۔۔۔۔۔

”کیا میں آپ کو اسٹیمپ پیپر پہ لکھ کہ دوں۔۔۔۔۔۔

مجھے وہ اچھی لگتی ہے میں نے اس سے شادی کرنی ہے بات ختم

اس نے مردانہ انگھوٹیوں سے مزین ہاتھ ٹیبل پہ ذور سے رکھتے ہوئے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا

ماریہ اب مشکوک نظروں سے شاہ کو دیکھ رہی تھی

وہ اپنے بیٹے سے واقف تھی

وہ جیسے اس کی نظریں پڑھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اگر تم سنجیدہ ہو شاہ تو مجھے تمہارے اس فیصلے سے بہت خوشی ہے۔۔۔۔۔

پہلی بار تمہارے کسی فیصلے نے مجھے خوش کیا ہے۔۔۔۔۔

وہ اس کی طرف دیکھ کہ مسکرائے تھے

شاہ نے سر جھٹک دیا تھا

”لیکن آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ۔۔۔۔۔ میں یہ سب اپنی خوشی کے لیے کر رہا ہوں نہ کہ آپ کی مرضی کے لیے۔۔۔۔۔“

اس نے مسکرا کہ طنز سے کہا

ان کے ہونٹ سکڑے تھے مسکراہٹ غائب ہوئی ی تھی

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

مسز شیراز نے پلیٹ پیچھے کی طرف سرکا دی تھی

اور کہنیاں میز پہ ٹکائے خفگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

"شام کو ملاقات ہوتی ہے"

وہ اس پہ ایک خشمگیں نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے آگے بڑھ گ ئے تھے

شاہ نے گردن موڑ کہ ماریہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو ابھی تک اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی

اس نے سوالیہ ابرو اوپر کی طرف اٹھا کہ اس کی طرف دیکھا تھا

"کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں شاہ"

"اتنا تو میں تم سے واقف ہی ہوں کہ تمہاری چوائس کوئی ی بھی ہو سکتی ہے لیکن وہ لڑکی نہیں۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک تشویش کا شکار تھی۔۔۔۔۔

"کسی وقت بھی کسی لمحے بھی انسان کو کوئی ی اچھا لگ سکتا ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے لاپرواہی ی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

لیکن کل تک تم اس رشتے سے انکار کر چکے تھے۔۔۔۔۔

وہ چہرے پہ سنجیدگی کے تاثرات سجائے جیسے اس سے اصل بات نکلوانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

"ہاں تو ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے"

اس نے اب ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

"اور یہ معجزہ کب ہوا شاہ۔۔۔۔۔۔"

ابھی کچھ دیر پہلے۔۔۔۔۔

وہ ہنوز لاپرواہی سے جواب دے رہا تھا

"کب"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کہ پوچھا

"ابھی کچھ دیر پہلے۔۔۔۔۔جب وہ فریج سے پانی کی بوتل نکال رہی تھی"

شاہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا

اسے یہ فضول سی گفتگو مزا دے رہی تھی۔۔۔۔۔

"شاہ کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو"

انہوں نے اب کی بار دبے دبے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔۔آپ ایک نہایت چلاک عورت ہیں۔۔۔۔۔"

اس نے گلاس کو ٹیبل پہ گھماتے ہوئے کہا

"شاہ یہ کس طرح بات کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔میں ماں ہوں تمہاری۔۔۔۔۔"

ان کی آواز اب کی بار بلند ہوئی ی۔۔۔۔۔

"شکر ہے آپ کو یہ یاد ہے کہ آپ میری ماں ہیں۔۔۔۔۔ورنہ میں سوچ رہا تھا آپ تو یہ بھی بھول گ ئی ہیں

وہ مسکرا کہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔

"شاہ تم ایسے تو نہ تھے۔۔۔۔"

وہ صدمے سے بس اتنا کہہ پائی ی تھی۔۔۔۔۔

وہ گھوم کہ پلٹا تھا پھر ان کے قریب جا کے کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

اور پھر دونوں ہاتھ ٹیبل پہ رکھ کہ۔۔۔۔۔

ان کے قریب ہوا تھا۔۔۔۔۔

"ممی آپ کم از کم یہ تو کہہ سکتی ہیں کہ شاہ تم ایسے تو نہ تھے لیکن میں تو یہ بھی نھیں کہہ سکتا

کیونکہ میں نے آپ کو بچپن سے ایسا ہی دیکھا ہے

اتنا ہی بے حس

وہ تلخی سے کہتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا ہوا۔۔۔۔

غائب ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے خود سے دور جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

رشتے اتنے کچے تھے انہوں نے کبھی سوچا نہیں تھا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

میں نے لہجوں کا کرب جھیلا ہے

آپ درد کی بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے میں آیا تھا پھر دروازہ ذور سے بند کر کے لمبے لمبے سانس لینے لگا تھا

اس کا سانس بحال نہیں ہو رہا تھا

وہ دروازے کے ساتھ ہی ٹیک لگا کہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ضبط کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچ لی تھی۔۔۔۔

ماضی کی کچھ تلخ یادیں پھر سے ذہن کے دریچوں پہ دستک دے رہی تھی

یہی کمرہ یہ ہی خاموشی۔۔۔۔ گپ اندھیرا پسینے میں شرابور وہ۔۔۔۔ گھبرا کہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔۔

کھڑکی کے باہر رات کی سیاہی پھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔

رات کی سیاہی تو شاید اب ہمیشہ کے لیے اس کی تقدیر میں لکھ دی گ ئی تھی

وہ دو دن قومے میں تھا

آج صبح ہی اسے ہوش آیا تھا

ڈاکٹر نے اسے نیند کا انجیکشن لگایا تھا

وہ سو گیا تھا

اس نے محسوس نہیں کیا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ حرکت نہیں کر رہی۔۔۔۔

اسے شدت سے پیاس کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی تھی

شاید گھر میں ممی پاپا نہیں تھے

اسے ایک دفعہ پھر افسوس ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کہ ٹیبل سے گلاس اٹھانا چاہا

اس نے محسوس کیا اس کی ایک ٹانگ اس کا ساتھ نہیں دے رہی

ٹانگ بالکل شل تھی

اس نے ایک دفعہ پھر کوشش کی تھی

لیکن اس دفعہ اسے بہت تکلیف ہوئی ی تھی

اس کا سانس رکنے لگا تھا

”میری ٹانگ حرکت کیوں نہیں کر رہی۔۔۔۔۔“

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا

پھر وہ ہذیانی کیفیت میں چلانے لگا تھا

فضل الدین چچا ان کے پرانے ملازم تیزی سے اندر آئے تھے۔۔۔۔۔

”کیا ہوا چھوٹے شاہ جی“

انہوں نے شاہ کو دیکھ کہ۔۔۔۔۔ گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا

”فضل الدین چچا میری ٹانگ“

اسے اپنی آواز دور کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

چھوٹے سرکار۔۔۔۔۔ آپ کی ٹانگ ناکارہ ہو چکی ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے افسوس اور ہمدردی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے یہ حقیقت بتائی تھی

جو اس پہ پہاڑ بن کے ٹوٹی تھی

اور اس کی دنیا ویران کر گئی تھی۔۔۔۔۔

”اس نے ایک تھکی تھکی نگاہ ان پر ڈالی تھی“

پھر رخ کھڑکی کی جانب موڑ لیا تھا

”ممی کہاں گئی ہیں“

اس نے سپاٹ لہجے میں گردن موڑ کے پوچھا تھا

بیگم صاحبہ۔۔۔۔۔ کی کسی دوست کے گھر میں دعوت تھی وہ وہاں گئی ہیں۔۔۔۔۔

انہوں نے اسے افسوس سے دیکھتے ہوئے آگاہ کیا تھا

دعوت انہیں اس سے زیادہ عزیز تھی۔۔۔

"اور بابا۔۔۔۔" کیا میرے اس حادثے کا سن کے واپس نہیں آئے تھے"

اس نے کسی امید کے تحت پوچھا تھا

وہ نفی میں سر ہلا کہ اسے دیکھنے لگے تھے۔۔۔

وہ کتنا ذرد پڑھ چکا تھا

کمزور۔۔۔۔

"صاحب جی روز فون کر کے پوچھتے ہیں۔۔۔۔ آپ کے بارے میں کہہ رہے تھے انتخابات میں دو دن باقی ہیں

ادھر مصروف ہیں ورنہ آجاتے۔۔۔۔"

وہ شاید اپنے صاحب کی سائیڈ لے رہے تھے۔۔۔

یا اسے بہلا رہے تھے۔۔۔۔

وہ سمجھ نہ سکا

وہ خاموش ہو گیا تھا

بس چپ چاپ نظریں جھکا کہ بیٹھا تھا۔۔۔

چھوٹے سرکار آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔

انہیں شاید اس لڑکے پہ ترس آیا تھا

"تو کیا۔۔۔۔ وہ قابل ترس تھا؟

اس نے نظریں اٹھائی ی تھی۔۔۔

ایک زخمی نظر ان کے چہرے پہ ڈالی تھی۔۔۔۔

وہ مایوس نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ دیر اس کے جواب کے منتظر رہے۔۔۔۔۔

پھر تھکے تھکے قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گ ئے تھے۔۔۔۔۔

"کیا وہ اتنا سستا تھا کہ اس کی ماں اس کو بلکتا ہوا بستر مرگ پہ چھوڑ کے خود پارٹی پہ چلی جائے۔۔۔۔"

اس نے دونوں مٹھیوں سے تکیے کے کونوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔۔۔

وہ شاید ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے نظر ادھر ادھر دوڑائی ی تھی۔۔۔۔

کمرہ ویران تھا

زندگی ویران تھی۔۔۔۔۔

اس نے ہونٹ بھینچ لیے تھے۔۔۔۔

وہ اپنے باپ کے انتخابات کی نظر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

چھوٹے سرکار آپ کی ایک ٹانگ ناکارہ ہو گ ئی ہے۔۔۔۔۔

پھر اس نے ہاتھوں کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

"تو کیا مرد رو نہیں سکتے۔۔۔۔۔؟

کیا یہ مردوں کی توہین ہے۔۔۔۔۔۔؟

اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا تھا

وہ مضبوط مرد تھا۔۔۔۔۔

وہ بلک بلک کے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اس خیال سے چونکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی آنکھوں کو سختی سے رگڑ ڈالا تھا

اس کی ذندگی کے تین سال ضائع ہوئے تھے۔۔۔۔۔

تب وہ اپنے ماں باپ کے لیے کچھ نہیں تھا

وہ اٹھا تھا اس نے پورا کمرہ تہس نہس کر ڈالا تھا

❤❤❤❤❤❤

جو دن چڑھے تو تیرے وصل کی دعا کرنا

جو رات ہو تو دعا ہی کو بے اثر کہنا

رات کا اندھیرا کسی اسیب کی طرح ہر چیز کو۔۔۔اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھلا تھا

باہر ٹی وی لاؤنچ ویران پڑا تھا۔۔۔۔۔

نائٹ بلب کی جلتی بجھتی روشنی میں ہال واضح تھا

ملازم شاید سرونٹ کواٹر جا چکے تھے۔۔۔۔۔

اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ خود ہی کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے ابھی بھی حجاب کے طرز میں دوپٹہ کر رکھا تھا

کیتلی چولہے پہ رکھ کہ وہ فریج سے دودھ نکالنے مڑی تھی تو ٹھٹک گئی تھی۔۔۔۔

کچن کے داخلے دروازے کے ساتھ وہ سفید شلوار قمیض پہنے آستین اوپر فولڈ کیے۔۔۔۔ہاتھ باندھے وہ کھڑا

اسے فرصت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس نے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

اسے اس بدتمیز شخص سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔۔۔

چاچو نے آج ہی اسے اس کی رضامندی کے بارے میں اطلاع دی تھی۔۔۔۔

"اگر تم چائے بنا رہی ہو تو پلیز ایک کپ میرے لیے بھی بنا لینا

اس نے درخواست کی تھی

وہ غصہ پی کے رہ گئی تھی

البتہ اس نے۔۔۔۔۔ایک کے بجائے دو دودھ کے گلاس انڈیل دیئے تھے۔۔۔۔

وہ اب اطمینان سے کچن کی شیڈ پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اس نے کچھ عجیب سی بدبو محسوس کی تھی۔۔۔۔

"اس نے رخ موڑ کے دیکھا تھا

وہ سگریٹ سلگا کہ بیٹھا تھا

اس کے پیچھے مڑ کے دیکھنے پہ مسکرایا تھا

پھر بولا تھا

"تمہیں کہیں سگریٹ سے الرجی تو نہیں۔۔۔۔"

اس نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا

اس نے رخ دوسری طرف کیے سر نفی میں ہلایا تھا

چائے اب ابل رہی تھی

وہ نظریں چائے پہ گاڑھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"ہاں یہ اچھی بات ہے"

کیونکہ میں ایک دن میں پچاس ساٹھ ڈبیاں پی جاتا ہوں۔۔۔۔۔

اس نے حیرت سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

"اچھا چلو کچھ کم کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔

"پانچ دس۔۔۔۔۔"

اس نے شرمندہ ہوئے بغیر کہا۔۔۔۔۔

"چائے ابل چکی تھی۔۔۔۔۔"

اس نے متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔۔۔

ادھر کپ بورڈ میں ہیں کپ۔۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ کے اشارے سے لکڑی کی بنی کپ بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"ویسے اس وقت تو میں ڈرنک کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

لیکن آج چائے سے ہی گزارہ کر لوں گا۔۔۔۔

اس نے لاپرواہی سے کہہ کے اس کے ہوش اڑا دیئے تھے۔۔۔۔۔۔

اس نے بے بسی سے کپ کو دیکھا تھا

اس کو یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں کوئی آ نہ جائے۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔۔۔۔

"اچھا میری اس وقت لگ بھگ تیس چالیس لڑکیوں سے گپ شپ ہے۔۔۔۔۔۔کچھ کے ساتھ تو بہت گہرے تعلقات ہیں۔۔۔۔۔"

وہ تمہارے ساتھ ایڈجسٹ کرنے کو تیار ہیں۔۔۔۔

"کیا تم ایڈجسٹ کر لو گی

اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور ابتھل کو لگا اسے دل کا دورہ پڑھ جائے گا

وہ اپنا چائے کا کپ اٹھا کہ باہر کی طرف لپکی۔۔۔۔۔۔

البتہ شاہ کا کپ ابھی تک ادھر ہی میز پہ پڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ بھاگ کہ اندر کی طرف گئی تھی

اور دروازہ بند کر کے سانس بحال کیا۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں یہ لڑکا کیوں اس کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

جان محسن تو بھی تھا ضدی

انا مجھ میں بھی تھی

دونوں خود سر تھے

جھکا تو بھی نہیں

میں بھی نہیں

آج صبح کا سورج۔۔۔۔اپنی تمام تر خوشگواری کے ساتھ طلوع ہوا تھا

آج ٹی وی لاؤنج۔۔۔۔۔ویران نہیں پڑا تھا۔۔۔

وہاں چہل پہل تھی۔۔۔۔

معمول سے ہٹ کہ ہال میں بھی گہما گہمی تھی۔۔۔۔

شیر از شاہ شام کو ہونے والے منگنی کے فنکشن کے لیے ملازموں کو تلقین دے رہے تھے۔۔۔۔

صوفے پہ کالے رنگ کی قمیض شلوار پہنے۔۔۔۔آستین اوپر کی طرف فولڈ کیے۔۔۔شاہ بے دلی سے ہال میں ہونے والی ڈیکوریشن دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر نظر اٹھا کہ ابتھل کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"آج ابتھل بی بی کی حالت دیکھنے لائق ہو گئی "

وہ سوچ کے دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا

شیر از شاہ کسی سے کال پہ بات کر رہے تھے۔۔۔۔

معمول سے ہٹ کے وہ آج بہت خوش لگ رہے تھے۔۔۔۔

شاہ نے ایک تیکھی نظر ان کے چہرے پہ ڈالی تھی۔۔۔

پھر گردن موڑ کہ یہاں وہاں دیکھنے لگا

وہ بور ہو رہا تھا

اب یہاں بھی رش تھی

ورنہ وہ اس لڑکی کو تنگ کر کے ہی ٹائم پاس کر لیتا۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پھر بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

شیر از شاہ۔۔۔۔

اب چلتے ہوئے اس کے قریب آرہے تھے۔۔۔۔

اس نے ایک نظر انہیں دیکھا تھا

پھر لاپرواؤی ی سے دوسری طرف دیکھنے لگا تھا

"شاہ"

انہوں نے قریب آ کے نرمی سے پکارا تھا۔۔۔۔

اس نے چہرہ ان کی جانب موڑ کہ۔۔۔۔سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

بولا کچھ نہیں تھا

وہ اس کے قریب صوفے پہ بیٹھ گ ئے۔۔۔۔۔

"کیا تم نے ابتھل کا چہرہ دیکھا ہے"

انہوں نے کچھ سوچ کے اس سے پوچھا

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔۔

"کیا تم دیکھنا چاہتے ہو۔۔۔۔"

وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا جائ زہ لے رہے تھے۔۔

وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا تھا۔۔۔۔

ٹانگ پہ ٹانگ رکھی تھی۔۔۔۔

پھر ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

"مجھے دلچسپی نہیں ہے۔۔۔۔کیا شادی کرنے کے لیے دیکھنا ضروری ہوتا ہے"

اس نے لاپرواؤی ی سے کندھے اچکا دی ئے تھے۔۔۔۔

شیر از شاہ سنجیدگی سے اس کا چہرہ دیکھ رہے تھے

تھوڑی دیر خاموشی سے وہی بیٹھے رہے۔۔۔۔۔

وہ چہرہ دوسری طرف موڑ کہ بیٹھا رہا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد بھی جب وہ وہی بیٹھے رہے تو۔۔۔۔۔شاہ نے گردن ترچھی کر کے انہیں دیکھا۔۔۔

شاید وہ کوئی ی بات کرنا چاہتے تھے۔۔۔

اس کے دیکھنے پہ انہوں نے بھی سر اٹھا کہ اس کو دیکھا تھا

جو منتظر نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

”بات یہ ہے شاہ کہ۔۔۔۔ابتھل پردے کی بہت پابند ہے۔۔۔وہ کسی صورت بھی منگنی کے اس فنکشن کے لیے رضامند نہیں تھی۔۔۔۔۔لیکن میرے کہنے پہ مان گ ئی ہے لیکن اس نے یہ ہی شرط رکھی ہے کہ اگر وہ سب کے سامنے آئے گی تو نقاب میں آئے گی۔۔۔۔“

انہوں نے ٹھہر کے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ دلچسپی سے ان کی بات سن رہا تھا۔۔۔۔

”تو آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں کہ میں اسے راضی کروں۔۔۔۔“

اس نے خود سے گیس لگایا تھا۔۔۔۔

نہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ تمہیں اس چیز سے کوئی ی مس ئی لہ تو نہیں ہے۔۔۔

وہ منتظر نظروں سے شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

شاہ نے پانچ منٹ کچھ سوچا تھا۔۔۔۔

”مجھے کوئی ی مس ئی لہ نہیں ہے آپ جانے اور وہ“

وہ لاپرواہی سے کہہ کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

اور تمہاری ماں

انہوں نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

شاہ گھوم کے ان کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ بھی آپ کا اور ان کا مسئلہ ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔"

وہ مسکرا کہ دوٹوک لہجے میں کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

اسے آج رات کے لیے پلاننگ بھی تو کرنی تھی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

ہر سمت اس کا تذکرہ تھا

ہر دل میں وہ جیسے بس رہا تھا۔۔۔۔۔

ان دونوں کی منگنی کی شام۔۔۔۔اس وسیع و عریض بنگلے پر اپنی تمام تر رونق سمیٹ کے اتری تھی۔۔۔۔

چمچماتی روشنیاں۔۔۔۔آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

پورے بنگلے میں تازہ گلاب کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

ساری ڈیکوریشن لال گلاب سے کی گئی تھی۔۔۔۔۔

مین گیٹ کے بالکل سامنے شیراز شاہ۔۔۔۔قیمتی لباس زیب تن کیے۔۔۔۔اور خوبصورت قیمتی شال کندھے پہ سجائے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔۔۔۔

تو دوسری طرف۔۔۔۔۔ مسز شیراز۔۔۔۔۔ڈارک پنک رنگ کا شارٹ بلاوز اور ساڑھی جس کے

اوپر۔۔۔۔سفید موتیوں کا کام تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ بالوں کا بٹر فلائے جوڑا بنائے ڈارک میک آپ کیے۔۔۔۔۔۔ چہرے

پہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

شاہ کا کچھ پتہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ کمرہ اندر سے لاک کر کے بیٹھا پتہ نہیں کیا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

نیچے بنے میک اپ روم میں وہ بے چینی سے بیٹھی یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ایک ماڈرن سی لڑکی جو شاید بیوٹیشن تھی۔۔۔۔۔

اس کا میک اپ کرنے کے لیے تیار تھی۔۔۔۔

اس نے اس کے بالوں کو پہلے ایک اونچے جوڑے کی شکل میں ترتیب دیا تھا

پھر اس کے کپڑوں کے میچنگ کا آئی شیڈ ڈھونڈنے لگی تھی۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کا میک آپ ختم ہوا تو۔۔۔۔۔

وہ لال لپ اسٹک اسے لگوانا چاہتی تھی لیکن اس نے انکار کر دیا۔۔۔۔۔

جب آدھا چہرہ چھپانا ہی تھا

تو کیا ضرورت تھی اتنا ہیوی میک آپ کرنے کی۔۔۔۔

اس نے میک آپ کو آخری ٹچ دیا تھا۔۔۔۔

پھر وہ لڑکی مسکرا کہ اس کی طرف پلٹی تھی۔۔۔۔

.....looking so beautiful preety girl

اس نے مسکرا کہ کہا تھا

تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی تھی۔۔۔

وہ دوپٹہ سیٹ کرنے لگی تھی۔۔۔

جب ابتھل۔۔۔۔۔۔نے اسے روک دیا تھا۔۔۔۔۔۔

میں دوپٹہ خود سیٹ کرلوں گی

اس نے دوپٹہ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے خاموشی سے اسے دوپٹہ تھما دیا تھا

اس نے دوپٹہ پہلے سر پہ اوڑا تھا

وہ لڑکی منہ کھول کے اپنی ایک گھنٹے کی محنت خراب ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”میم یہ کیا کر رہی ہیں آپ“

وہ صدمے کے زیر اثر بولی تھی۔۔۔۔۔

ابتھل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے۔۔۔۔۔اپنا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

پھر وہ دوپٹے کے پلو کو دھیان سے دوسری طرف لے کے گئی تھی۔۔۔۔۔اور پن لگا دی تھی۔۔۔۔

اب صرف اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھی۔۔۔۔۔

”میم یہ کیا کیا آپ نے“

اس نے صدمے سے وہی جملہ دوبارہ دہرایا۔۔۔۔۔

وہ مسکرا دی تھی۔۔۔۔

”میم مسز شیراز بہت ناراض ہونگی آپ ایسے باہر جائیں گی تو۔۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے لمبے سفید فراک کو ایک طرف سے اوپر اٹھاتے ہوئے کہا تھا

میری ان سے بات ہو گئی ہے

انہیں منانے کے لیے اللہ کو تو ناراض نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔

میں منگنی کے حق میں ہی نہیں تھی لیکن یہ چاچو کی مرضی تھی۔۔۔۔۔۔

اب چلیں باہر سب مہمان آچکے ہونگے۔۔۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہہ کے سامنے دیکھنے لگی۔۔۔۔

وہ برے دل سے ہی سہی اس کا فراک اوپر کی طرف اٹھا کہ اسے باہر لے جانے لگی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

شرم آتی ہے کہ دشمن کسے سمجھیں

دشمنوں کے بھی تو اپنے معیار ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

باہر ہال میں رنگ برنگی روشنیاں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ایک طرف لمبی سی ٹیبلز ایک لائن میں رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جہاں ایک ترتیب سے کھانے کی چیزیں پڑی تھی۔۔۔۔۔

اور اس کھلے ہال میں لوگ ٹولیوں کی صورت میں کھڑے ہاتھوں میں جوس کے گھاس پکڑے باتوں میں مصروف تھے

ویٹرز ہاتھوں میں ٹرے پکڑے۔۔۔۔یہاں سے وہاں گھوم رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

درمیان میں بڑی سی ٹیبل پہ کیک پڑا تھا۔۔۔

سامنے سٹیج پہ۔۔۔۔شاہ قیمتی سے تھری پیس سوٹ میں بالوں کو جیل سے سیٹ کیے۔۔۔۔بیزاری سے بیٹھا یہاں وہاں سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

سیڑھیاں اترتی ہوئی ابتھل کو دیکھ کے سب اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

اور پھر سب کی آنکھوں میں حیرت تھی

مسز شیراز کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔۔

بہت سی آنکھوں میں حیرت اور بہت سے چہروں پہ طنز واضح تھا۔۔۔۔

مسز شیراز نے نظریں چرا کے اپنے پیچھے کھڑے شیراز شاہ پہ ایک کاٹ دار نگاہ ڈالی تھی۔۔۔

جواب ابتھل کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔

سفید رنگ کی سٹریٹ نیٹ کی میکسی۔۔۔۔جس پہ سفید ہی موتیوں کا کام ہوا تھا۔۔۔۔پورے آستین والی اس سفید میکسی پہ سفید ہی رنگ کا خوبصورت حجاب اس نے اوڑھ رکھا تھا اور چہرہ چھپا رکھا تھا صرف دو آنکھیں دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔

وہ لڑکی مسز شیراز کے تن بدن میں آگ بھڑکا گئی تھی

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کا بھی اور شاہ کا بھی گلا دبا دیں۔۔۔۔

ابتھل اب سٹیج پہ جا چکی تھی

اور شاہ سے تھوڑے سے فاصلے پہ سجی ہوئی کرسی پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

لوگوں کے چہرے دیکھنے لائق تھے۔۔۔۔۔

تنگ اور چست اور چھوٹے چھوٹے کپڑوں میں ملبوس وہ عورتیں اسے عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

شاہ البتہ اطمینان سے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

وہ اس سے تھوڑے فاصلے پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

شاہ نے گردن موڑ کے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو میں کبھی یہ منگنی نہ کرتا۔۔۔۔۔"

اس نے سوچ کے سر جھٹک دیا تھا۔۔۔۔۔

مسز شیراز بددلی سے ایک کرسی پہ بیٹھ گ ئی تھی۔۔۔۔

اور باری باری ایک غصے بھری نگاہ ان کے چہروں پہ ڈالتی۔۔۔۔۔

وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

پھر کرسی کھینچ کے اس کے قریب لے کے گیا تھا

وہ سمٹ کے بیٹھ گ ئی تھی۔۔۔۔۔۔

"یہ لوگ تمہیں ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔ جیسے تم انسان نہیں ہو۔۔۔۔۔ کوئی ی اور ہی مخلوق ہو"

اس نے معصومیت سے کہہ کے جیسے اس کا مذاق اڑایا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہنوز سامنے دیکھ کہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔۔۔

"ویسے شک تو مجھے بھی ہے کہ تم کوئی ی اور ہی چیز ہو۔۔۔۔۔"

وہ سامنے سے آتے مہمانوں کی طرف ایک مسکراہٹ اچھال کے ساتھ ساتھ دھیمی آواز میں اسے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے چہرہ موڑ کے غصے سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔۔۔۔

”لگتے تو تم بھی مجھے کوئی ی اور ہی مخلوق ہو“

کچھ میرے اندر اتنی ہمت ہوتی۔۔۔۔۔ کہ میں اسے جواب دے پاتی۔۔۔۔۔

وہ سوچ کہ ہی رہ گ ئی

وہ تھوڑی دیر خاموش ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

سنو“

اس نے تھوڑے قریب ہو کہ اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سوالیہ گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ جو سامنے لڑکی کھڑی ہے۔۔۔۔۔نا

اس نے ہاتھ اٹھا۔۔۔۔۔سے کیک کے پاس کھڑی ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔

جس نے چست سا کھلے گلے کا فراک پہن رکھا تھا۔۔۔۔

اور اسے اور شاہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس لڑکی سے میرا دس سال ریلیشن رہا۔۔۔۔۔۔

ملنا جلنا بھی بہت تھا ہمارا آپس میں

اس نے مسکرا کہ اسے آگاہ کیا تھا

وہ بے دلی سے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

اور وہ جو سامنے سے لڑکا آرہا ہے نا

اس نے مین گیٹ سے اندر داخل ہوتے لڑکے کو دیکھ کے ہاتھ ہلایا تھا۔۔۔۔

یہ مجھے دس سالوں سے ڈر گز سپلائے کر رہا ہے۔۔۔۔۔

اس نے آنکھیں پھاڑ کے شاہ کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

ابھی اس کی عمر پچیس چھبیس سال ہے۔۔۔۔۔

دس سال پہلے تو وہ بامشکل۔۔۔۔۔چودہ پندرہ سال کا ہو گا۔۔۔۔۔۔

اتنا چھوٹا بچہ۔۔۔۔۔

وہ ورطہ حیرت میں مبتلا تھی۔۔۔۔۔

"اچھا اسے چھوڑو وہ سامنے جو آنٹی بیٹھی ہیں نا۔۔،

اس نے ٹیبل پہ بیٹھی ایک عورت کی طرف اشارہ کیا۔۔

ان کے بیٹے کے دوست کے سر پہ میں نے راڈ مارا تھا۔۔۔۔

بچ گیا ورنہ ایک دفعہ اور ایف آئی ی آر کٹ جاتی۔۔۔

اس نے لاپرواہی ی سے کہا

تو ابتھل نے ایک دفعہ پھر گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا

"ایک دفعہ اور مطلب۔۔۔۔۔"

اس کی زبان سے پھسلا تھا۔۔۔

ہاں زیادہ نہیں 7 8 دفعہ ایف آئی ی کٹی جیل میں تین چار مہینے کے بعد ایک رات تو ضرور ہی گزارتا ہوں۔۔۔

اس نے ایسے مسکرا کہ عام کے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

"بس زیاہ نہیں کسی کا سر پھاڑ دیا کسی کے ناک کی ہڈی توڑ دی۔۔۔۔۔" بس

وہ اسے عام سی بات سمجھ رہا تھا

ایڈجسٹ کر لو گی نا میرے ساتھ۔۔۔

اس نے معصومیت سے کہاہ

ابتھل نے دل تھام لیا۔۔۔۔۔

دور سے مسز شیراز چلتی ہوئی ی آئی ی ان کے ہاتھ

میں۔۔۔۔۔دو مخملی ڈبے تھے۔۔۔۔۔

وہ دونوں خاموش ہو گ ۓ

انہوں نے ایک کاٹ دار نگاہ شاہ کے چہرے پہ ڈالی۔۔۔۔

مسز شیراز نے ایک ڈبے سے نازک سی انگھوٹی نکالی

اور سختی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے انگھوٹھی پہنائی ی تھی۔۔۔۔۔

شاہ نے بہت غور سے ان کی یہ حرکت نوٹ کی تھی۔۔۔۔

ان کے خاندان میں لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو انگھوٹھی پہناتے تھے لیکن صرف ابتھل کی وجہ سے انھیں

انگھوٹھی خود پہنانی پڑ رہی تھی۔

ابتھل کی ماں نہیں تھی۔۔۔۔

شیراز شاہ نے ہی شاہ کے ہاتھ میں مردانہ انگھوٹھی پہنائی ی تھی۔۔۔

ابتھل اپنے چہرے پہ ماریہ کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اب لوگ انہیں مبارک دے رہے تھے۔۔۔۔۔۔

سب عورتیں بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

مسز شیراز کے ساتھ کھڑی ایک ماڈرن سی عورت نے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"پھر مسز شیراز سے اونچی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔"

ماریہ ہر چیز برینڈڈ لیتی ہو۔۔۔۔۔بہو کیوں تھرڈ کلاس لا رہی ہو۔۔۔۔۔

انہوں نے طنز کیا تھا۔۔۔۔۔

ماریہ پھیکا سا مسکرائی ی تھی۔۔۔۔

ابتھل کا رنگ فق ہوا تھا

شاہ نے ایک نظر انہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

”آنٹی آپ کی ہائی ی کلاس بیٹی کی۔۔۔۔۔نیوٹ پکچرز آج کل انٹرنیٹ پہ بہت ہٹ ہیں۔۔۔۔۔“

کیا آپ نے دیکھی ہیں۔۔۔؟

اس نے کہنی کرسی کی ایک سائی یڈ پہ ٹکا کہ مسکرا کہ کہا تھا

ان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔۔۔۔

مسکراہٹ غائی ب ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

”اور ہاں اس نے مجھے بھی پرپوز کیا تھا۔۔۔۔۔اور آفر بھی آپ پاس ہی تھی نا اس وقت۔۔۔۔۔لیکن میں نے ریجیکٹ کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔“

اب کیا ہے نا آنٹی ایسی لڑکیوں سے ٹائی م پاس تو کیا جا سکتا ہے شادی نہیں کی جا سکتی۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھا تھا

ماریہ ہاتھ باندھ کے اسے خفگی سے گھور کے سیڑھیاں اتر کے نیچے جانے لگی

ابتھل کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

اس عورت نے ایک نظر غصے سے اسے دیکھا تھا

پھر سٹیج سے نیچے اتر گ ئی تھی۔۔۔۔۔

منگنی ختم ہو گ ئی ہے میں ذرا اپنی گرل فرینڈ کو منا لوں۔۔۔۔۔بعد میں ملاقات ہوتی ہے۔۔۔۔“

وہ مسکرا کہ سر کو خم دیتا اسٹیج سے نیچے اتر کے ایک لڑکی کے قریب جا کے کھڑا ہو گیا

عجیب شخص تھا تھوڑی دیر اپنا سا لگتا تھا پھر اچانک بیگانہ لگنے لگتا تھا

اس نے سر جھٹک کے نظریں جھکا لی تھی

شاہ ابھی بھی اس مغرور سی لڑکی کو ہاتھ ہلا ہلا کے کچھ سمجھا رہا تھا۔۔۔

ابتھل کا یکدم ہر چیز سے بے زار ہو گیا تھا۔۔۔۔

صرف ہاتھوں کو نہ دیکھو کبھی آنکھیں بھی پڑھو

کچھ سوال بڑے خوددار ہوا کرتے ہیں

منگنی کا فنکشن ختم ہوتے ہی۔۔۔۔۔اس وسیع و عریض بنگلے کی ویرانی لوٹ آئی ی تھی۔۔۔۔

باہر تیز ہوا کے جھونکوں نے موسم کو مذید خوشگوار بنا دیا تھا۔۔۔۔

وہ گرے رنگ کی ٹی شرٹ نیچے بلیک جینز پہنے۔۔۔ہاتھوں میں کافی کا مگ پکڑے۔۔۔دونوں کہنیاں ریلینگ پہ ٹکائے نیچے لان میں ادھ کھلے موتیے کے پھولوں کو بہت انہماک سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

اس کی خوبصورت آنکھیں کسی بھی تاثر سے پاک تھی۔۔۔۔

عرصہ گزر گیا تھا۔۔۔لیکن اس گھر کی ویرانی ختم نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔۔

کسی کے پکارنے پر اس نے پلٹ کے دیکھا تھا۔۔۔۔

ملازمہ تھی جو سر جھکا کہ کھڑی۔۔۔تھی

وہ ریلنگ کے ساتھ ٹیک لگا کہ کھڑا ہو گیا

وہ اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

”صاحب جی میرا بیٹا چھت سے گر گیا ہے میں بیوہ عورت ہوں شاہ جی۔۔۔۔ مجھے جلدی سے اس کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر تاخیر ہو گئی تو۔۔۔۔۔۔

وہ کہتے کہتے رکی۔۔۔وہ بس رو دینے کو تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی

شاہ نے آنکھیں سکیڑ کے اس دبلی پتلی عورت کو دیکھا تھا

جس کے چہرے پہ دکھ اور تکلیف واضح تھی۔۔۔۔۔۔

اسے خاموش دیکھ کہ وہ پھر بولی تھی۔۔۔۔

”صاحب جی! بے شک آپ میری آدھی تنخواہ کاٹ لیں لیکن ابھی مجھے گھر جانے دیں۔۔۔“

وہ منت پہ اتر آئی ی تھی

شاہ ابھی تک اسی پوزیشن میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس تکلیف محسوس ہوئی ی تھی لیکن کس بات سے۔۔۔وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا

”ہاں تم جاؤ۔۔۔۔۔۔“

وہ دھیرے سے بول کے پھر اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا تھا

وہ نہیں چاہتا تھا کوئی ی بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ کہ اس کی کیفیت کا اندازہ لگا لے۔۔۔۔۔

وہ وہاں سے جانے لگی۔۔۔۔

شاہ نے پلٹ کے اسے پکارا تھا۔۔۔۔۔

اس نے مڑ کے شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی پینٹ کے جیب سے والٹ نکالا تھا۔۔۔۔۔اور اپنا کریڈٹ کارڈ نکال کے اس کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے ہکا بکا سی۔۔۔۔۔کبھی شاہ کو تو کبھی کریڈٹ کارڈ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

”یہ رکھ لو ضرورت آئے گا تمہیں“

اس نے نرمی سے کہا۔۔۔۔

”نہیں صاحب جی۔۔۔۔میں اتنی زیادہ رقم نہیں لے سکتی۔۔۔۔۔“

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

”میں یہ تمہیں۔۔۔۔خود اپنی مرضی سے دے رہا ہوں رکھ لو۔۔۔۔جتنا بھی خرچہ ہوتا ہے تمہارے بیٹے کے علاج پہ۔۔۔۔اس سے کرلو۔۔۔۔ایڈوائس نس تنخواہ سمجھ کے رکھ لو۔۔۔۔“

اس نے سنجیدگی سے کہہ کے اسے منتظر نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

وہ تذبذب کا شکار تھی۔۔۔

پھر خاموشی سے کارڈ تھام لیا تھا۔۔۔۔

اور ہاں۔۔۔۔نیچے سکیورٹی گارڈ سے میرا نمبر بھی لے لینا ورنہ گھر کے نمبر پہ کال کرلینا۔۔۔۔۔میں آج گھر ہی ہوں۔۔۔۔اگر کسی قسم کی بھی کوئی ی مدد کی ضرورت ہو تو مجھے بلا جھجک بتا دینا۔۔۔۔

وہ اسے کھلے دل سے پیشکش دے رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھ کہ۔۔۔۔دعائیں دیتی ہوئی ی رخصت ہوگئی تھی۔۔۔۔

اس نے پھر سے ریلنگ پہ کہنیاں ٹکا دی تھی۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ میں سے اڑتی ہوئی ی بھاپ ختم ہو چکی تھی۔۔۔کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔۔

وہ سوچوں میں ڈوب گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ غیر ارادی طور پہ۔۔۔۔۔اپنی ماں کا اور اس ملازمہ کا موزانہ کرنے لگا تھا

اس کے پاس پیسہ تھا لیکن رشتے نہیں تھے۔۔۔۔

اس نے محسوس کیا کہ سوچوں کے اس طوفان میں وہ پھنس کہ رہ گیا ہے۔۔۔۔۔۔

ایک کے بعد ایک سوچیں پرانی باتیں تلخ یادیں۔۔۔۔۔روکھے رویے۔۔۔۔۔ایک ساتھ اسے کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔۔۔۔

منظر بدل رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اب اسی بستر پہ وہ بکھرے بالوں والا لڑکا۔۔۔۔۔لحاف اوڑھے۔۔۔۔باہر کھڑکی میں نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔۔۔۔

دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی ی تھی تو اس نے گردن موڑ کہ۔۔۔۔۔دیکھا تھا۔۔۔۔

لانگ شرٹ اور ٹراؤزر پہنے۔۔۔۔۔دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔۔۔۔۔ہلکا پھلکا میک اپ کیے۔۔۔۔۔شلڈر کٹ بال کندھوں تک آرہے تھے۔۔۔۔۔

اسکی ماں مسکراتی ہوئی ی۔۔۔دروازے پہ کھڑی تھی۔۔۔۔

لگ ہی نہیں رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ان کے بیٹے کے ساتھ اتنی بڑی ٹریجڈی ہوئی ی ہے۔۔۔۔

وہ اونچی ہیل پہنے چلتی چلتی اس کے بیڈ کے قریب آ کہ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

شاید وہ ابھی ابھی کہیں سے واپس آرہی تھی۔۔۔۔

انہوں نے محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔۔

وہ گردن موڑ کے خالی خالی آنکھوں سے اپنی ماں کا چہرہ تکنے لگا تھا۔۔۔

"کیسے ہو شاہ"

اجنبی مسکراہٹ، اجنبی لہجہ،

وہ مسکرا کہ کسی اجنبی انسان کی طرح اس کا حال دریافت کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی بڑی ٹریجڈی ہوئی ی ہے میرے ساتھ اور آپ کو لگتا ہے میں ٹھیک ہوں۔۔۔

اس نے لب سی لیے تھے۔۔۔۔

بے حس لوگوں کے سامنے الفاظ ضائی ع کرنے کا کیا فائی دہ

پتھروں سے سر ٹکرانے سے آدمی چور چور ہو کے رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔

"میر شاہ نے آج کے دن۔۔۔۔دوسروں سے اپنے دکھ چھپانے کا۔۔۔۔۔طریقہ سیکھا تھا

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

آہستہ سی آواز میں کہہ کے وہ پھر گردن موڑ کے باہر دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

جہاں بارش ہونے کے آثار واضح تھے۔۔۔۔۔

"اچھا چھوڑو اس بات کو۔۔۔۔۔تمہارے بابا الیکشن جیت گ ئے ہیں کل واپس آجائی یں گے۔۔۔۔۔"

انہوں نے خوشی سے بتایا تھا

"ہر چیز ضروری تھی سوائے اس کی ذات کے"

اس نے اس دفعہ گردن موڑ کے دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

باہر اب ہلکی پھلکی بوندہ باندی شروع ہو گ ئی تھی۔۔۔۔

"کیا تم خوش نہیں ہوئے تمہارے بابا جیت گ ئے الیکشن۔۔۔اور اس کا کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔۔۔۔تم پہ جو حملہ ہوا۔۔۔۔اس کی وجہ سے۔۔۔۔لوگوں کا شک سیدھا مخالف پارٹی پہ گیا۔۔۔۔" اور اس کا فائی دہ تمہارے بابا کو ہوا۔۔۔۔۔۔"

کس قدر سفاک ماں تھی وہ۔۔۔۔۔۔

اس نے تڑپ کہ۔۔۔۔۔اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو بالوں کی لٹ اپنی انگلی پہ لپیٹتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ نے اب کی بار سختی سے آنکھیں مینچ لی تھی۔۔۔۔۔

کہیں آنسو گر کے اس کی عزت نفس کی توہین نہ کر دیں۔۔۔۔۔

لیکن وہ اگر اس کی آنکھوں میں جھانکتی تو انہیں اس کی تکلیف کا اندازہ ہوتا۔۔۔۔۔

میں تو بھول ہی گ ئی

اندر آ جائی یں آپ۔۔۔۔۔

انہوں نے تھوڑا آگے ہو کے جھانک کے کسی کو پکارا تھا

شاہ ابھی تک آنکھیں موند کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کہ آنکھیں موند کے بیٹھا

زندگی کتنی تلخ تھی بدمزہ۔۔۔۔۔

کوئی ی چلتا ہوا اندر آیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ایک پچاس سال کی موٹی سی عورت تھی۔۔۔۔۔ جن کے سامنے کے بالوں پہ سفیدی اتر چکی تھی۔۔۔۔ اپنے حلیے سے وہ غریب سی خاتون معلوم ہوتی تھی۔۔۔۔ سلیقے سے دوپٹہ سر پہ اوڑھ رکھا تھا۔۔۔۔۔ ہاتھوں میں تسبیح پکڑے۔۔۔۔ نورانی چہرہ لیے کمرے کے اندر داخل ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

کسی کے قدموں کی آہٹ سن کے شاہ نے آنکھیں کھول کے انہیں دیکھا تھا

وہ اس کی طرف دیکھ کہ مسکرائی ی تھی۔۔۔۔

وہ مسکرا بھی نہ پایا تھا۔۔۔۔۔

"اچھا دیکھو۔۔۔۔میں تو بہت مصروف ہوتی ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں وقت نہیں دے سکتی۔۔۔۔اب تم چل بھی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ تمہیں ایک فل ٹائم ملازمہ کی ضرورت ہے۔۔۔۔یہ آج سے تمہارے ساتھ ہونگی اور تمہاری ہر چیز کا خیال رکھیں گی۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے سنجیدگی سے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔

اب تم دیکھ لو آگے سب کچھ۔۔۔۔۔۔

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے سمجھاتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ جانے لگی تھی شاہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔

بچپن میں سونے سے پہلے جب وہ ڈر گیا تھا تو اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کے انہیں روکنا چاہا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ ہاتھ چھڑا کہ چلی گئی تھی۔۔۔۔

اس کے بعد آج سات سالوں بعد اس نے ان کا ہاتھ تھام کے انہیں روکنا چاہا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اس وقت کیا کچھ تھا امید دکھ تکلیف۔۔۔۔

باہر بجلی زور سے کڑکی تھی اور بارش کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

مام۔۔۔یہ کیوں۔۔۔۔۔آپ کیوں نہیں"؟

اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔

انہوں نے پہلے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس کے الفاظ پہ غور کیا تھا۔۔۔۔۔

آنکھوں میں پہلے الجھن پھر۔۔۔۔۔اجنبیت واضح تھی۔۔۔۔۔

اور پھر جب بولی تھی تو اس کی روح تک زخمی کر گئی تھی۔۔۔

”کیوں کہ بیٹا میں تمہاری ماں ہوں ملازمہ نہیں ہوں۔۔۔۔“

ہاتھ پہ گرفت ڈھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔

پتہ نہیں اس نے چھوڑا تھا کہ انہوں نے چھڑوایا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھی۔۔۔۔۔

اس دن میر شاہ نے بڑی سی بڑی تکلیف پہ بھی ضبط کرنا سیکھ لیا تھا۔۔۔۔۔

ہاتھ چھوٹ چکا تھا

وہ جا چکی تھی۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ خالی خالی آنکھوں سے ایک اجنبی چہرے کو دیکھا تھا

وہ اجنبی چہرہ جس نے اس کا بیڈ سا لٹکتا ہوا بے سدھ ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔۔۔۔

اس دن وہ اجنبی چہرہ اسے زندگی میں سب سے اپنا لگا تھا۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آئی ی تھی کہ۔۔۔۔وہ اس اجنبی عورت کا بیٹا تو نہیں تھا پھر کیوں اس نے اسے بیٹا کہہ کے زندگی کی راہ دیکھائی ی تھی۔۔۔۔۔

اس دن اس نے یہ بھی سیکھا تھا

رشتے خون سے نہیں احساس سے بنتے ہیں۔۔۔۔

بارش کے پہلے قطرے کے ہاتھ پہ گرتے ہی۔۔۔۔جیسے وہ سوچوں کے اس طوفان۔۔۔۔۔سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔۔

طوفان تھم چکا تھا

منظر بدل چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر اپنی ٹانگ کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اب چل سکتا تھا۔۔۔۔

وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

پھر یکدم ہاتھ میں پکڑے ٹھنڈے کافی کے مگ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ٹھنڈی کافی۔۔۔۔

کڑوی ٹھنڈی کافی اب اس کے کسی کام کی نہیں تھی۔۔۔۔

بالکل ایسے کچھ رشتے اب اس کے کسی کام کے نہیں تھی

❤❤❤❤❤❤

تو مجھے میں تجھے الزام دھرتا ہوں

اپنے من میں جھانکتا تو بھی نہیں میں بھی نہیں۔۔۔

اس نے کمرے کا دروازہ کھول کے دیکھا۔۔۔۔باہر لاؤنج بالکل خالی پڑا تھا۔۔۔۔

کچن میں کام کرنے والی ملازمہ بھی غائب ہی۔۔۔۔

تب ہی اسے کسی نے کھانے کا نہیں پوچھا تھا۔۔۔۔۔

اسے شدت سے بھوک کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ دیکھا شاہ کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا

مطلب وہ گھر میں نہیں تھا۔۔۔۔۔

وہ ویسے بھی۔۔۔۔اس کے سامنے آنے سے کتراتی تھی۔۔۔۔۔

وہ چلتی چلتی کچن تک آئی ی پھر فریج کھول کے دیکھا۔۔۔۔وہاں کچھ پھل پڑے تھے۔۔۔۔۔

اس نے کھانا چیک کرنے کی زحمت کیے بغیر۔۔۔۔پلیٹ میں پھل رکھے اور کمرے کی طرف جانے لگی۔۔۔۔۔

اس نے پلٹ کے دیکھا۔۔۔۔۔

شاہ مین گیٹ سے ہوتا ہوا۔۔۔ہال میں داخل ہوا اور صوفے پہ جاگرز پہنے ہوئے ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔

اور ریموٹ ہاتھ میں پکڑ لیا۔۔۔۔۔

اس نے شاید ابھی تک ابتھل کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ی ہال تک آئی ی اور شاہ کی نظروں میں بھی۔۔۔۔

اس نے اس وقت سفید رنگ کی۔۔۔لمبی قمیض اور ٹراوزر پہن رکھا تھا اور سر پہ حجاب کی طرز میں دوپٹہ اوڑر کھا تھا۔۔۔

اسے گزرتا دیکھ کہ اس کے چہرے پہ ذو معنی مسکراہٹ پھیل گ ئی تھی۔۔۔۔۔

پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس کے پیچھے آ کے کھڑا ہو گیا تھا

آہ واؤ آج تو آپ مجھے اکیلی مل ہی گ ئی ہے وہ بھی اکیلے میں اوپر سے اتنا حسین موسم پھر یہ تنہائی ی

وہ شوخ بھرے لہجے میں کہتے ہوئے مسکرایا

اس نے دوپٹے کو اپنے چہرے کے گرد سختی سے لپیٹ لیا

اور اس کا پلو اپنے منہ پہ کر کے چہرہ ڈھانپ لیا

وہ جی بھر کہ بدمزہ ہوا

"یار ایک تو مجھے تمہاری اس پاک بی بی بننے کی ڈرامہ بازی پر بہت غصہ آتا ہے"

سارے موڈ کا ستیاناس کر دیتی ہو

اس نے وہی صوفے پہ براجمان ہو کے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

"دیکھیں اس وقت گھر پہ کوئی ی نہیں ہے آپ پلیز یہاں سے نکل جائی یں اسلام اجازت نہیں دیتا کہ ایک مرد اور عورت تنہائی ی میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں"

وہ مدہم مگر مستحکم لہجے میں بولی

"لیکن میں کوئی ی نا اجنبی تو نہیں ہوں منگیتر ہوں تمہارا۔۔۔۔۔۔میرے تو قریب آسکتی ہو نا تمہارے ۔۔۔۔۔۔"

اس نے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے قریب کرنے کی کوشش کی

وہ اس اچانک افتاد پہ گھبرا گ ئی

"آپ اب حد پار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔منگیتر بھی نا محرم ہی ہوتا ہے اور میرے ساتھ بد تمیزی مت کریں میں کوئی ی آپ کی ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جنہیں آپ خرید کہ راتیں گزارتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور دروازے کی طرف بھاگی

"Wao intresting ......"

"کیا تم جانتی ہو کہ۔۔۔۔۔۔۔میں ایسے کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے ابرو اچکا کہ مسکرا کے ایسے کہا جیسے اسے فخر ہو۔۔۔۔۔۔

"ہاں جانتی ہوں میں"

اس نے جان چھڑانی چاہی۔۔۔۔۔۔

او یاد آیا میں نے ہی تو بتایا تھا تمہیں۔۔۔۔

اس نے یاد کرنے کی ایکٹنگ کی تھی

اس نے تیزی سے کمرے کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کی

لیکن وہ سامنے آ کے کھڑا ہو گیا

وہ اس کی پاکیزگی کا ڈرامہ ختم کرنا چاہتا تھا

عموماً ایسے ہی ہوتا تھا جو لڑکیاں سب کے سامنے اسے اگنور کرتی تھی

تنہائی میں اسے۔۔۔۔۔خود آفر کرتی تھی۔۔۔

"لیکن آج میں ذرا اپنا ٹیسٹ چینج کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

وہ اس سے دور ہوتی ہوئی دیوار کے ساتھ جا لگی

وہ اس کے اوپر جھکا اور اپنی گرفت مضبوط کی۔۔۔۔۔

وہ خود کو آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔لیکن ناکام ہو گئی

"مجھے چھوڑیں۔۔۔۔۔۔مجھے چھوڑیں پلیز۔۔۔۔۔"

وہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی

کم آن یار۔۔۔۔۔۔بور نہ کرو مجھے۔۔۔۔۔بس اب یہ شرافت کا ڈرامہ ختم کرو۔۔۔۔۔۔

وہ اکتا کے بولا

تو اس نے ایک ذوردار طمانچہ اس کے منہ پر دے مارا

وہ صدمے کے زیر اثر دو قدم پیچھے ہو گیا

آئندہ اگر تم نے میرے پاس آنے کی کوشش کی تو میں جان لے لوں گی تمہاری

وہ اسے انگلی سے وارن کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی

وہ وہی ساکت ہو گیا تھا۔۔۔۔

پھٹی پھٹی نظروں سے اس دھان پان سی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

جو اپنے کمرے میں جا کے غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کے ساتھ کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ محض اس کی اصلیت جاننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اس کا یہ خیال تھا کہ جب وہ اس کا منگیتر بن جائے گا۔۔۔۔

تب اس کی یہ شرافت کا بھوت اتر جائے گا۔۔۔۔۔

لیکن یہ محض اس کی خوش فہمی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے لال آنکھوں سے اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس کے اندر بدلے کی آگ بھڑکنے لگی تھی۔۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔۔۔۔ کہ

وہ اس لڑکی کو تباہ و برباد کر دے۔۔۔۔۔

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھ کہ ادھر ادھر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس پہ پہلی بار کسی لڑکی نے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

پہلے اسی لڑکی نے اسے ریجیکٹ کیا۔۔۔۔۔

اور اب اس کے منہ پہ طمانچہ دے مارا۔۔۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔۔

اس نے ٹیبل پہ پڑا اگلدان ذور سے زمین پہ پٹھ دیا۔۔۔۔۔

اس کا غصہ۔۔۔۔۔ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے پورے گھر کو تہس نہس کر کے رکھ دیا تھا۔۔

پھر صوفے پہ بیٹھ کے۔۔۔۔لال آنکھوں سے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔

"ابتھل۔۔۔۔۔تم نے میر شاہ کے منہ پہ طمانچہ مارا ہے۔۔۔ تمہیں یہ ایک تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا۔۔۔۔تمہاری اس پاکیزگی کو میں نے پوری محفل کے سامنے۔۔۔۔بے نقاب نہ کیا تو کہنا۔۔۔"

میں اب تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک تمہیں رسوانہ کر دوں۔۔۔۔

اس نے سوچتے ہوئے ہاتھ میں پہنی مردانہ انگوٹھی اتار کے زمین پہ پھینک دی۔۔۔۔

اور خود پیر پٹختا ہوا باہر نکل گیا

نہ سماعتوں میں تپش گھلے

نہ نظر کو وقف عذاب کر

جو سنائی دے اسے چپ سکھا

جو دیکھائی دے اسے خواب کر

آج کی یہ شام اپنے اندر سوگواریت سموئے اتری تھی۔۔۔۔اس بنگلے میں موجود دونوں نفوس کی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔۔۔۔

نچلے حصے کے اس چھوٹے سے کمرے میں۔۔۔۔ابتھل ڈری سہمی سی کمرے کو اندر سے بند کر کے بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے کے بیٹھی۔۔۔۔ تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھی۔۔۔

وہ کس سے شکایت کرتی۔۔

وہ دنیا میں کتنی اکیلی ہوگ ئی تھی۔۔۔۔۔

کاش کوئی ی تو ایسا ہوتا جو اس کی فریاد سنتا۔۔۔۔۔

وہ تو سب اللہ کی رضا کے لیے کرتی تھی۔۔۔۔

اور یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ۔۔۔۔۔آج اللہ نے ہی اس کی عزت بچالی تھی۔۔۔۔

دوسری طرف۔۔۔۔۔اوپر والے حصے کے اس کشادہ سے کمرے میں۔۔۔۔۔وہ بکھرے بالوں۔۔۔۔۔جینز جو فیشن کے مطابق گھٹنوں سے پھٹی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔اس نے سٹائی ل کے لیے جینز میں کٹ لگا رکھے تھے۔۔۔۔۔ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنے۔۔۔۔۔نیچے زمین پہ بیٹھا تھا آنکھیں لال تھی۔۔۔۔۔ایک کہنی ساتھ پڑی ٹیبل پہ ٹکا رکھی تھی۔۔۔

دوسرے ہاتھ میں گلاس پکڑا تھا۔۔۔جس کے اندر کوئی ی لال رنگ کا مشروب تھا۔۔۔

وہ جب بھی ٹینشن میں ہوتا تھا۔۔۔۔۔شراب ضرور پیتا تھا۔۔۔۔

اور آج جو ہوا تھا وہ اس کے لیے بہت گہرا صدمہ تھا۔۔۔۔

اسکے دل میں بدلے کی آگ جل رہی تھی۔۔۔۔

اس نے اس مشروب کا آخری کڑوا گھونٹ اندر اتارا تھا۔۔۔۔

پھر تقریباً لڑکھڑاتے ہوا اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

کھڑکی کے سامنے جا کے کھڑا ہوا گیا تھا۔۔۔۔

باہر لان کا صاف و شفاف منظر واضح تھا۔۔۔۔

آج آسمان صاف تھا۔۔۔۔

بارش کے کوئی ی آثار واضح نہیں تھے۔۔۔۔۔

وہ منظر ایک دفعہ پھر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ٹیبل پہ پڑا۔۔۔۔۔خوبصورت اور قیمتی گلدان اٹھا کہ زمین پہ پٹھ دیا تھا۔۔۔۔

وہ اتنی آسانی سے چھوڑ دے یہ بات ناممکن تھی۔۔۔

اسے بس ٹھیک موقع کی تلاش تھی۔۔۔۔

جو بہت جلدی اسے مہیا ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

وہ بے وفا ہی سہی اس پہ تہمتیں کیسی۔۔۔؟

ذرا سی بات پہ اتنا فساد کیا کرنا

وہ سب خاموشی سے بیٹھے۔۔۔۔۔ڈنر کرنے میں مصروف تھے۔۔۔۔

ٹیبل پہ انواع و اقسام کے کھانے پڑے تھے۔۔۔۔

ایک طرف۔۔۔۔۔نائٹ سوٹ میں ملبوس۔۔۔۔۔بالوں کو ڈھیلی سی پونی میں سمیٹے۔۔۔۔خفا خفا سی مسز شیراز بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

تو دوسری طرف۔۔۔۔۔سامنے والی کرسی پہ۔۔۔۔اپنے سابقہ حلیے میں سنجیدہ سے شیراز شاہ بیٹھے تھے۔۔۔

ایک طرف۔۔۔۔۔سفید رنگ کی قمیض شلوار پہنے آستینیں فولڈ کیے۔۔۔۔۔سنجیدہ چہرہ لیے۔۔۔۔شاہ بیٹھا۔۔۔۔تھا

"ابتھل کے کمرے میں۔۔۔۔۔کھانا بجھوا دیا ہے"

شیراز شاہ نے۔۔۔۔۔پانی کا جگ لاتی ملازمہ سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

شاہ نے اس نام کو ناگواری سے سنا تھا۔۔۔۔

پھر ہاتھ میں پکڑے چمچ کو تقریباً پھینکنے والے انداز میں پلیٹ میں واپس رکھ دیا

پھر سیدھا ہو کہ بیٹھا۔۔۔۔۔۔ جیسے خود کو۔۔۔۔۔ مطمئین کرنا چاہ رہا ہو۔۔۔۔

"نہیں شاہ جی۔۔۔۔۔ میں کھانا لے کے گئی لیکن انہوں نے کہا انہیں بھوک نہیں ہے۔۔۔۔۔"

ملازمہ نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کیوں؟ طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ نا اسکی؟

وہ پریشانی سے کہتے ہوئے اٹھنے لگے۔۔۔۔۔

شاہ نے۔۔۔۔۔ ناگواری سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"اب آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ پہلے کھانا کھالیں بعد میں دیکھ لیجیئے گا۔۔۔۔۔"

مسز شیراز نے ماتھے پہ بل ڈال کے ناگواری سے کہا تھا۔۔۔۔۔

ماریہ پہلے ہی ان سے ناراض تھی وہ اور ناراضگی مول نہیں لینا چاہتے تھے۔۔۔۔

لہازہ واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔

شاہ سر جھٹک کے پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں یاد آیا۔۔۔۔۔۔ کل میں ذرا لیٹ اٹھوں گا۔۔۔۔ مجھے جلدی مت جگانا۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے ٹشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا

مسز شیراز خاموشی سے بریانی کی پلیٹ میں چمچ گھمانے لگی۔۔۔۔۔

شاہ نے۔۔۔۔۔۔ روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے کچھ سوچا تھا۔۔۔۔۔۔

پھر اس کے چہرے پہ چمک واضح تھی۔۔۔۔

وہ ان کی طرف رخ موڑ کے ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔

جو اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

”بابا۔۔۔۔آپ کا خیال نہیں ہے۔۔۔۔کل کا جلسہ آپ کو گھر کر لینا چاہی ئے۔۔۔۔۔۔“

اس نے بریانی سے اتفاق کرتے ہوئے رائے پیش کی تھی۔۔۔۔۔

مسز شیر از نے کہنی تھوڑی کے نیچے ٹکا کہ ابرو اکھٹے کر کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”یہ بہتر رہے گا۔۔۔۔۔“

اس طرح لوگوں کو یہ بھی نہیں لگے گا کہ آپ خطرے کے پیش نظر اپنی فیملی کو ڈفنڈ کر رہے ہیں۔۔۔۔جتنا آپ فیملی کو سامنے لائی یں گے۔۔۔۔۔اتنا آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔۔دو چار بول ہمدردی کے مام بھی بول ہی لیتی ہیں۔۔۔۔۔۔بلکے۔۔۔۔ڈرامہ تو یہ بہت اچھا کر لیتی ہیں۔۔۔۔۔کیوں مام۔؟

اس نے چاولوں کا چمچ بھرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔نظر اٹھا کہ انہیں دیکھا تھا۔۔۔

جو شاید غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اوہ ہو کر کے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔۔۔۔۔

”میں بھی آج گھر ہی ہوں اپنے فرینڈز کو بھی بلالوں گا۔۔۔۔۔جتنے زیادہ لوگ ہونگے۔۔۔۔۔اتنا ہی جلسے کی پاپولیرٹی بڑھے گی۔۔۔۔۔

اس نے رک کے شیر از شاہ کے تاثرات دیکھے۔۔۔۔۔جو پر سوچ نظروں سے شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔اس کا کام بن رہا تھا۔۔۔۔۔

”ووٹ جیتنے کا آسان طریقہ یہ ہی ہے ڈیڈ کہ۔۔۔۔۔۔ہماری عوام ہمدردی کی ہی تو بھوکی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔جتنا آپ ان سے ہمدردی کریں گے۔۔۔۔اتنا ہی لوگ آپ کو سپورٹ کریں گے۔۔۔۔۔۔“

وہ کھانا کھا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

”آپ انہیں یہ شو کریں بابا کہ آپ ان کے دکھ درد میں شریک ہے نہ کہ آپ بلکے آپ کی فیملی بھی۔۔۔۔۔اس طرح آپ بے وقوف عوام کو اور بھی بے وقوف بنا سکتے ہیں۔۔۔۔۔“

وہ ان پہ احسان کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

آگے آپ کی مرضی۔۔۔۔۔

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کہ جانے لگا۔۔۔۔۔

”شاہ تم تیاری کرو۔۔۔۔۔“

”کل جلسہ گھر میں ہی ہو گا۔۔۔۔۔“

انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔۔

وہ سر ہلاتا ہوا مسکرا کہ آگے بڑھ گیا

آگے کا پلین بھی ترتیب دینا تھا

❤❤❤❤

یہ ان کا ظرف ہے کہ بیٹھے ہیں آستینوں میں

یہ میری خو ہے کہ میں یار یار کرتا ہوں۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ بیٹھا۔۔۔۔۔تیزی سے موبائل پہ کوئی نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ اس وقت بالکل سپاٹ تھا بغیر کسی تاثر کے۔۔۔۔۔

نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے موبائل کان سے لگا لیا رنگ جا رہی تھی۔۔۔۔۔

”ہیلو“

کال پک ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

”کدھر ہے تو۔۔۔۔۔“

وہ فون کان سے لگائے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

”ابھی مل سکتا ہے مجھ سے۔۔۔۔۔“

اس نے ٹیبل پہ کچھ کھنگالنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف لائن پہ موجود شخص ابھی بھی کچھ کہہ رہا تھا

وہ فون کندھے اور کان کے درمیان رکھ کہ۔۔۔۔کال سنتے ہوئے اب۔۔۔۔۔دونوں ہاتھوں سے کچھ تلاش

کر رہا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں گھر ہی آ جاؤ۔۔۔۔۔۔گھر ہی ہوں میں“

اس نے فون اب ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔۔۔۔

آخر اسے اس کی مطلوبہ چیز مل گ ئی تھی۔۔۔۔

ایک عدد سگریٹ کی ڈبی اور ایک عدد لائیٹر۔۔۔۔

وہ سگریٹ سلگا کہ وہی بیٹھ کہ۔۔۔۔۔۔اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔

پانچ دس منٹ کے وقفے کے بعد دروازہ کھلا۔۔۔۔

اور ایک اکیس بائیس سال کا دبلا پتلا لڑکا اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جو عمر میں شاہ سے چھوٹا معلوم ہوتا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے اسے اپنے قریب صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔۔

وہ چپ چاپ صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

شاہ نے سگریٹ کا آخری کش لے کے ایک سگریٹ اس کی طرف بڑھا دی۔۔۔۔۔

اس نے خاموشی سے سگریٹ لبوں کے ساتھ لگالی۔۔۔۔

"آج بہت وقت بعد مجھے کیسے یاد کر لیا شاہ؟"

اس نے سگریٹ دونوں انگلیوں کے درمیان دبا کہ۔۔۔۔اس سے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔

وہ دھیرے سے مسکرایا تھا۔۔۔

"کیونکہ میں نے تمہیں ایک فیور دے رکھا تھا۔۔۔۔

اب اس کا بدلہ چاہیے تھا مجھے۔۔۔۔۔

اس نے پہلے کھڑکی کے باہر دیکھا پھر اس کی آنکھوں میں

جہاں الجھن واضح تھی۔۔۔۔۔

"آج سے پانچ سال پہلے۔۔۔۔۔جب۔۔۔۔تم کالج میں تھے۔۔۔تو تم ایک لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی وجہ سے جیل پہنچ گئے تھے تم پہ کیس ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور اس وقت میں نے تمہاری مدد کی تھی

تمہاری فیملی میں سے کسی کو بھی پتہ نہیں چلا تھا اور تم جیل سے باہر بھی آگئے تھے۔۔۔۔

اس نے اس کی طرف دیکھ کہ مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔

وہ اسے باور کروانا چاہتا تھا۔۔۔

اس لڑکے کی آنکھوں میں اب شرمندگی واضح تھی۔۔۔۔

"اور جب۔۔۔۔تمہارا تمہاری گرلڈ فرینڈ سے بریک آپ ہو گیا تھا۔۔۔اور تم ڈرگز کے عادی ہو گئے تھے۔۔۔۔اس وقت تمہارا ٹریٹمنٹ بھی میں نے ہی کروایا تھا۔۔۔۔۔"

اس طرح تمہاری فیملی کو بھی پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔۔

وہ چلتا چلتا کھڑکی کے پاس گیا تھا۔۔۔

پھر پلٹ کے مسکرا کہ اسے دیکھا تھا

جس نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔۔۔

شاہ پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔

جہاں آسمان پہ کالے بادلوں کا راج تھا۔۔۔۔

"تو اب میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں شاہ"

اس نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے احسانات کی لسٹ سن سن کے بیزار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

"اچھا ایک بات بتاؤ کسی کو کسی کی نظروں سے گرانا ہو تو کیا کیا جاتا ہے۔۔۔۔"

وہ گھوم کے پھر اس کے بالکل سامنے صوفے پہ آ بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس نے اب کی بار پھر الجھن سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

جو دونوں کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکائے تھوڑا آگے کیطرف جھک کے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

"تو جس شخص کی نظروں میں اسے گرانا ہو اس شخص کو وکٹم کی طرف سے بدگمان کر دو۔۔۔۔"

اس نے آنکھوں میں الجھن لیے کہا تھا۔۔۔۔

"غلط بدگمانی دور بھی تو ہو سکتی ہے" اگر بدگمان شخص بات کی گہرائی میں جائے گا تو۔۔۔۔"

وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا پھر نفی میں سر ہلایا

سامنے بیٹھے لڑکے نے سر جھٹک دیا تھا۔۔۔

اس آدمی کو کوئی بھی بات سمجھانا فضول تھا۔۔۔۔۔

"اگر کسی بندے کو کسی کو نظروں میں گرانا ہے تو اسے وہ دیکھا دو۔۔۔۔۔۔ جس کی کوئی ی حقیقت ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے پہلے زمین کو دیکھا پھر سامنے بیٹھے ارحم کے چہرے کو۔۔۔۔۔۔

اس کے چہرے پہ ابھی بھی الجھن واضح تھی۔۔۔۔۔

تو کیا میں نے کسی کو۔۔۔۔۔ کسی کی نظروں میں گرانا ہے۔۔۔۔؟

اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

اکزیکٹلی۔۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔؟

آج رات ہمارے گھر میں بابا کا جلسہ ہے۔۔۔۔۔۔ جہاں بہت سے پولیٹیشن بابا کی مخالف پارٹی کے لوگ۔۔۔۔۔۔ سب آئیں گے۔۔۔۔۔

وہ اب اسے سمجھانے لگا تھا

اور وہ بغور۔۔۔۔۔ اسے سن رہا تھا۔۔۔۔۔

"اور تم بھی آؤ گے۔۔۔۔"

اس نے ارحم کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

اس نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

"ہاں آج رات تم جلسے میں آؤں گے اور بابا کو اور دوسرے تمام لوگوں کو۔۔۔۔۔۔ وہ چیز دیکھاؤ گے۔۔۔۔۔۔ جو حقیقت میں ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔"

اس نے اس کی طرف تھوڑا جھک کے کہا۔۔۔۔۔

اس نے اب کی بار نا سمجھی سے دیکھا تو

شاہ اٹھ کھڑا ہوا پھر اس کے قریب گیا اور اس کی کرسی پہ ایک ہاتھ ٹکا کہ جھکا۔۔۔۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔

وہ اب اسے کچھ سمجھا رہا تھا۔۔۔۔

وہ توجہ سے اسکی بات سن رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کے تاثرات اب بدل رہے تھے۔۔۔۔

آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے اپنے قریب کھڑے شاہ کو بس دیکھ کہ رہ گیا۔۔۔۔۔۔

پھر جب بولا۔۔۔۔۔۔ تو اس کے لہجے میں بے چارگی واضح تھی

"یہ سب غلط ہے میر شاہ۔۔۔۔۔۔" وہ کسی کی بہن ہے بیٹی ہے۔۔۔۔۔۔

وہ بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔

جس کے چہرے پر سفاکیت واضح تھی۔۔۔۔

میری جان۔۔۔۔۔۔ جو دو کام میں نے کیے ہیں نا۔۔۔۔۔ وہ بھی بہت غلط تھے۔۔۔۔۔۔ لیکن میں نے کیے اب تمہارا بھی کام بنتا ہے کہ تم مجھے انکار مت کرو۔۔۔۔

اس نے سختی سے اس کا چہرہ اپنی مٹھی میں لیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا۔۔۔۔ تو وہ سہم گیا۔۔۔۔

"دوسروں کی نہیں اپنی بہن کی فکر کرو۔۔۔۔۔ اگر یہ ساری باتیں تمہارے گھر پتہ چل گئی نا تو دو بہنیں گھر میں بیٹھی رہ جائیں گی۔۔۔۔۔"

جیسا کہا ویسا ہی کرو۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کا چہرہ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔

اسے اٹھنے کا اشارہ کیا

خود دوسری طرف منہ موڑ کے کھڑا ہو گیا۔۔۔

وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

بدگمانی شہر میں کس نے پھیلا دی جبکہ

ایک دوسرے سے خفا تو بھی نہیں میں بھی نہیں۔۔۔

آج پھر اس وسیع و عریض بنگلے میں معمول سے ہٹ کے گہما گہمی تھی۔۔۔۔

باہر مین گیٹ کے سامنے وسیع و عریض لان میں جلسے کے انتظامات مکمل تھے۔۔۔۔

شیراز شاہ اپنی نگرانی میں تمام انتظامات مکمل کروا رہے تھے۔۔۔

بالکل سامنے اسٹیج بنائی ی گ ئی تھی

جس پہ اونچی اونچی کرسیاں رکھی ہوئی ی تھی۔۔۔

نیچے مہمانوں کے لیے کرسیاں لگائی ی گ ئی تھی

شاہ ایک طرف کالے رنگ کی قمیض شلوار آستین اوپر کی طرف فولڈ کیے بڑھی ہوئی ی شیو کے ساتھ۔۔۔ آنکھوں میں بے زاری کے تاثرات سجائے۔۔۔۔ کھڑا اطراف کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔۔

مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

سب شیراز شاہ سے ہوتے ہوئے شاہ کی طرف آ رہے تھے۔۔۔

جو برے دل سے ہی ان کا استقبال کر رہا تھا۔۔۔۔

تقریر کا آغاز کرنے کے لیے شیراز شاہ اسٹیج پر گ ئے

توشاہ کی بے چینی میں اضافہ ہوا۔۔۔

وہ کبھی۔۔۔۔۔ مضطرب نظروں سے اپنی گھڑی کو دیکھتا تھا۔۔۔۔ جو شام کے سات کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔۔۔۔

شام کے سائے آہستہ آہستہ ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔۔۔۔۔۔

اور رات کی سیاہی آہستہ آہستہ پھیلنے لگی تھی۔۔۔۔

شیر از شاہ ابھی بھی کچھ بول رہے تھے۔۔۔۔۔

ایک گھنٹہ وہ ادھر کھڑا ہو کہ ارحم کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

جس کی آمد کے کوئی ی آثار دیکھائی ی نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔

شیر از شاہ کی تقریر اپنے آخری مراحل پر تھی۔۔۔

جب اسے گرے رنگ کی شرٹ نیچے کالے رنگ کی جینز پہنے ارحم آتا دیکھائی ی دیا۔۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔

اندھیرا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

لان میں لگائی ی گی لائٹس جل اٹھی تھی۔۔۔۔۔

"کدھر رہ گ ئے تھے تم اتنی دیر کیوں کر دی تم نے"

شاہ نے اس کے قریب جا کے دبے دبے غصے سے کہا۔۔۔۔

جو پریشان دیکھائی ی دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔

جاؤ اب اندر۔۔۔۔۔۔۔

اس نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود شیر از شاہ کی طرف بڑھ گیا جو تقریر ختم کر کے اب۔۔۔۔ اسٹیج سے اتر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ایک طرف نک سک سی تیار۔۔۔۔۔ چہرے پہ بے زاری کے تاثرات سجائے مغرور سی مسز شیر از بیٹھی تھی۔۔۔

میدان صاف تھا۔۔۔۔۔

اب اسے صرف ہنگامے کا انتظار تھا۔۔۔۔۔

وہ اب مطمئن سا مہمانوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

جرم کی نوعیتوں میں کچھ تفاوت ہو تو ہو

در حقیقت پارسا تو بھی نہیں میں بھی نہیں۔۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھول کے جھانک کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ باہر بالکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

ہال میں سے شور کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔

شیر از شاہ نے سرسری طور پہ اسے آج کے دن ہونے والے جلسے کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا

وہ تو ویسے بھی اس دن کے بعد کمرے سے باہر نکلنے سے کتراتی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے اس دن کے واقعے کا تذکرہ بھی شیر از شاہ سے نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے کمرہ اندر سے بند کر دیا تھا

اور خود پلنگ پہ آ کے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

اچانک سے لائٹ چلی گئی تھی۔۔۔

پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔۔۔۔

اسے کچھ گرنے کی آواز آئی ی تھی۔۔۔

اس نے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا

پیچھے گپ اندھیرا تھا

لان کی کھڑکی سے کوئی ی اندر داخل ہوا تھا

اس کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

"کون ہے وہاں"

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔۔۔۔

کوئی ی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

کوئی ی اب آہستہ آہستہ اس کے قریب آرہا تھا

ابتھل نے ٹیبل سے ٹارچ اٹھانے کے لیے ہاتھ آگے کی طرف بڑھایا

وہ دیوار کے ساتھ جالگی تھی۔۔۔۔

باہر شور کی آوازیں واضح تھی

اس کا پہلا شک شاہ پہ گیا تھا۔۔۔۔۔

جو بھی ہے وہی رک جاؤ۔۔۔۔

اس نے اس دفعہ ہمت کرکے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

لیکن کسی نے اسے دیوار کے ساتھ لگا کہ ہاتھ اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کہ اس کی آواز گھونٹ دی تھی۔۔۔۔

"شاہ اتنا گر گیا تھا۔۔۔۔۔

اس شخص نے جیب سے موبائی ل نکال کے کسی کو مسیج کیا تھا

موبائل کی مدہم روشنی میں ابتھل نے پھٹی پھٹی۔۔۔۔ آنکھوں سے غیر شناسہ چہرہ دیکھا تھا

وہ شاہ نہیں تھا۔۔۔

پھر کون تھا۔۔۔۔۔؟

❤❤❤❤

تو جفا کی میں وفا کی راہ پہ گامزن۔۔۔۔

پیچھے مڑ کے دیکھتا تو بھی نہیں میں بھی نہیں

شاہ ان تمام لوگوں کے درمیان میں بیٹھا تھا۔۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے۔۔۔۔ شیر از شاہ کے قریبی دوستوں کی بیویاں جو منگنی پہ نہیں آسکی تھی۔۔۔۔۔

ابتھل سے ملنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ تو یہ سب صرف شیر از شاہ کے لیے کر رہا تھا لیکن یہاں کام خود بخود آسان ہو گیا تھا

"شیر از شاہ ابتھل کو بلانے کمرے کی طرف جانے لگے۔۔۔ جب اچانک لائٹ چلی گئی

"ارے یہ لائٹ کیسے چلی گئی۔۔۔"

اندھیرے میں شیر از شاہ کی آواز ابھری۔۔۔

وہ ملازم کو آواز دیتے اس طرف جانے لگے۔۔۔

جب شاہ کو مسیج موصول ہوا۔۔۔

وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا

بابا۔۔۔۔

اس نے ٹارچ ہاتھ میں پکڑے ہوئے کہا۔۔۔۔

ابتھل۔۔۔۔۔باہر آنے پہ رضامند نہیں ہو گی۔۔۔۔اور میں خود بھی نہیں چاہتا وہ یہاں آئے۔۔۔۔

آپ ایک کام کریں ان سب کو لے کے ابتھل کے کمرے میں جائیں۔۔۔

میں چیک کرتا ہوں۔۔۔۔

وہ انہیں سنجیدگی سے کہتا ہوا۔۔۔۔

دوسری طرف چلا گیا۔۔۔

شیر از شاہ سب لوگوں کے ہمراہ اندر ابتھل کے کمرے کی جانب جانے لگے

ابھی وہ ابتھل کے کمرے سے دو قدم ہی دور تھے

جب اچانک لائٹ آگئی۔۔۔۔

۔۔۔انہوں نے جیسے ہی دروازہ کھلا۔۔۔

اندر کا منظر دیکھ کہ وہ ششدر رہ گئے۔۔۔۔

بستی کے تمام لوگ ہیں تو۔۔۔۔ محسن

آواز کوئی اپنے سوا کیوں نہیں آتی۔۔۔۔۔!!!

اس نے تیزی سے۔۔۔۔دروازے پہ صدمے کے زیر اثر۔۔۔اسے پھٹی پھٹی نظروں سے

دیکھتے۔۔۔۔ساکت سے کھڑے شیر از شاہ کی طرف قدم بڑھا کہ اسے صفائی دینا چاہی۔۔۔۔

انہوں نے ہاتھ اٹھا کہ اسے وہی روک دیا تھا۔۔۔۔

وہ حیرت اور صدمے کے زیر اثر بس انہیں دیکھ کہ ہی رہ گئی

اعتماد ٹوٹ چکا تھا اب کچھ بھی کہنا فضول تھا

لوگ آنکھوں پہ زیادہ الفاظ پہ کم یقین رکھتے ہیں۔۔۔

اور اس کے تو الفاظ کی ویسے بھی کم ہی اہمیت تھی۔۔۔۔۔

وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح وہی کھڑی ہو گئی

قدم من من بھاری محسوس ہونے لگے۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ارحم"

شیر از شاہ جب بولے تو ان کے لہجے میں دنیا جہاں کی سرد مہری تھی۔۔۔۔

مسز شیر از ایک ہاتھ سے ساڑھی کا پلو تھامے دوسرے ہاتھ سے چین انگلی پہ لپیٹتے طنزیہ مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

شاہ البتہ عجلت سے اندر داخل ہوا تھا پھر اندر موجود لوگوں کے چہرے پہ چھائی ی سنجید گی اور سرد مہری دیکھ کہ وہی دروازے پہ کھڑے ہو کہ۔۔۔ آنکھیں سکیڑ کہ اس سارے تماشے کو دیکھنے لگا۔۔۔

جیسے وہ اس تمام معاملے سے بے خبر ہو۔۔۔۔۔

"چاچو میں آپ کو بتاتی ہوں۔۔۔۔۔

اس نے اپنی صفائی ی دینے کے لیے قدم آگے بڑھائے تھے

بلب کی روشنی میں شاہ نے پہلی بار اس لڑکی کو نقاب کے بغیر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ مبہوت سا بس اسے دیکھ کہ رہ گیا تھا

کیا کوئی ی اتنا بھی خوبصورت ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔؟

اس نے بے اختیار سوچا تھا۔۔۔۔

پھر سر جھٹک دیا تھا۔۔۔۔

وہ نازک سی خوبصورت نقوش والی لڑکی اب۔۔۔۔ اپنی صفائی ی دینے کے لیے آگے بڑھی تھی۔۔۔۔

جب شیر از شاہ نے سختی سے۔۔۔۔۔۔ اسے ٹوک دیا تھا۔۔۔

"ابتھل۔۔۔۔۔۔تم سے نہیں میں اس سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔

انہوں نے۔۔۔۔۔۔ہاتھ اٹھا کہ کہا تو وہ وہی جم کہ رہ گئی۔۔۔۔

مسز شیراز نے بالوں کی لٹھ اپنی انگلی پہ لپیٹتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے شاہ کو دیکھا جو۔۔۔۔۔۔اس وقت سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا پھر ہلکا سا مسکرائی ی تھی۔۔۔۔

دوسرے تمام لوگ بس تماشائی ی تھے جو یہ تماشہ انجوائے کر رہے تھے۔۔۔۔۔

"بتاؤ مجھے"

شیراز شاہ نے اب کی بار قدرے اونچی آواز میں کہا تھا

"شاہ جی پتہ نہیں آپ میری بات پہ یقین کریں گے یا نہیں لیکن۔۔۔۔۔۔

وہ کچھ کہتے کہتے رکا۔۔۔۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا انہوں نے خود مجھے اندر بلایا۔۔۔۔۔اور پھر اپنے پاس بٹھایا۔۔۔۔۔مجھے بھٹکانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔"

ابتھل نے غصے اور حیرت کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ خود سے دو تین قدم کے فاصلے پہ کھڑے اس دبلے پتلے لڑکے کو دیکھا۔۔۔۔۔جو چہرے پہ بے چارگی سجائے مہارت سے جھوٹ گھڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

مسز شیراز اب سیدھی ہو کہ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔ہاتھ باندھ کہ طنز بھری نظروں سے ابتھل کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

شیراز شاہ نے کرب سے آنکھیں سختی سے مینچ لی تھی۔۔۔۔۔

شاہ البتہ کچھ بھی کہنے سے قاصر تھا یہ سب اس نے خود کیا تھا تھوڑی دیر کے لیے اسے پچھتاوے نے آن گھیرا تھا۔۔۔۔۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے وہ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا پھر سارا پچھتاوہ زائل ہو گیا تھا وہ پھر وہی پرانا والا شاہ بن گیا تھا۔۔۔

”چاچو یہ لڑکا جھوٹ بول رہا ہے میں تو جانتی تک نہیں ہوں اس کو۔۔۔۔بکواس کر رہا ہے یہ۔۔۔۔۔۔یہ خود کھڑکی سے چھلانگ لگا کہ اندر آیا میرے ساتھ ذبردستی کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔“

اس نے آگے بڑھ کہ شیر از شاہ کا بازو پکڑ کہ انہیں سمجھانا چاہا۔۔۔۔۔۔

انہوں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔

وہ منہ کھولے بے بسی سے انہیں دیکھ کہ رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

اس کی ماں ٹھیک کہتی تھی۔۔۔۔باپ میں اور چچا کے رشتے میں یہی فرق تھا۔۔۔

وہ جو کہتے تھے کہ وہ ان کی بیٹی جیسی ہے۔۔۔۔۔۔آج اسے یہ صرف کھوکھلی باتیں محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

سب لوگ تمسخرانہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ بہت بری طرح ذلیل ہوئی تھی۔۔۔۔

”اگر یہ سب جھوٹ ہے ابتھل تو تم نے۔۔۔۔شور کیوں نہیں مچایا۔۔۔۔۔شاہ کو کسی کو مدد کے لیے کیوں نہیں بلایا۔۔۔۔“

جب وہ بولے تھے تو ان کے لہجے میں دنیا جہاں کی اجنبیت تھی۔۔۔۔۔

اور ابتھل نے اب کی بار کوئی صفائی نہیں دی تھی۔۔

اس نے ہونٹ سل دیے تھے۔۔۔۔۔

”ہاں شور کیسے مچاتی۔۔۔۔کیوں لوگوں کو اکھٹا کرتی۔۔۔۔ایسی لڑکیوں کے تو چونچلے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔جدھر امیر لڑکا دیکھا۔۔۔۔اسے پھانسنے کے لیے ادائیں دکھانے لگی۔۔۔۔پہلے میرا بیٹا اب اسی کا دوست شرم نہیں آئی تمہیں۔۔۔؟

ہو سید زادی اور حرکتیں کیا ہے تمہاری ڈرامے باز لڑکی۔۔۔۔تم تو پہلے دن سے میری نظروں میں کھٹک رہی ہو۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کس کا گند ہو جو میرے بیٹے کے پلے بندھنے جا رہی تھی۔۔۔

مسز شیراز باریک ہیل پہنے نزاکت سے چلتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی

اب آنکھوں میں غیض و غضب اور نفرت لیے ہتک آمیز لہجے میں اس کی تذلیل کر رہی تھی

وہ بس نظر جھکا کہ ضبط کر کے کھڑی تھی۔۔۔۔آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

شاہ نے نظریں چرائی تھی۔۔۔۔۔

لیکن اب مذید میں تم جیسی بدکردار لڑکی کو اپنے گھر برداشت نہیں کروں گی۔۔۔۔

انہوں نے اسے بازو سے پکڑا تھا اور اسے باہر کی طرف لے کے جانے لگی

وہ بس درد بھری۔۔۔۔نظروں سے انہیں دیکھ کہ رہ گئی جو پتہ نہیں۔۔سفاکیت کے کس درجے پہ محیط تھی

یہ سب لوگ ایسے اس کے کردار پہ انگلی اٹھا رہے تھے۔۔۔۔۔

جیسے وہ خود بہت پاکیزہ پاک صاف تھے۔۔۔۔۔۔

”ممی۔۔۔۔چھوڑیں اسے۔۔۔۔۔ہم بعد میں اس بارے میں بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔“

شاہ نے پہلی بار اس گفتگو میں حصہ لیا تھا

”پرشاہ“

انہوں نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے۔۔۔۔

لیکن شاہ کے چہرے پہ سختی کے تاثرات دیکھ گیا

ان کی گرفت ابتھل کے ہاتھ پہ ڈھیلی پڑھ چکی تھی۔۔۔

وہ ہونٹ بھی کے ایک طرف ہو کے کھڑی ہو گ ئی تھی

پھر تیزی سے باہر نکل گ ئی تھی۔۔۔۔

ابتھل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

جو سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا

اسے اس وقت یہ شخص اپنا سب سے بڑا ہمدرد لگا تھا

وہ کچھ بولا کیوں نہیں تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ سب لوگ کمرے سے نکل رہے تھے۔۔۔۔

شیراز شاہ ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالتے کمرے سے باہر نکل گ ئے تھے۔۔۔

اب پیچھے شاہ اور ارحم کھڑے تھے۔۔۔

ایک طرف کونے میں کھڑی خاموش سی ابتھل۔۔۔۔

آج کے بعد اس گھر کیا۔۔۔۔ اس کے ارد گرد بھی کہیں۔۔۔۔ نظر آئے تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔۔ میں تمہاری۔۔۔

اس نے قریب جا کے اسے گریبان سے پکڑا تھا پھر پرے دھکیل دیا۔۔۔۔ تھا

وہ اس پہ ایک غصیلی نگاہ ڈال کے کالر جھاڑتا ہوا باہر نکل گیا.....

اب صرف وہاں ابتھل اور شاہ کھڑے تھے۔۔۔۔۔

وہ نازک سی لڑکی بہت معصوم سی تھی۔۔۔۔

رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں اور ناک لال ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

شاہ اس کو ایک نظر دیکھ کہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

رشتہ ہے محبت کا بہت تجھ سے میری جان۔۔۔۔

سوچا کہ بھی تجھ سے عداوت نہیں کرتے

آج اس وسیع وعریض بنگلے میں سوگواریت کا سماں تھا۔۔۔۔۔۔

اس چھوٹے سے کمرے میں بکھرے بالوں اور سوجھی ہوئی آنکھوں والی ابتھل بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

دائیں طرف کے بڑے کمرے میں صوفے پہ پریشان سے شیراز شاہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

البتہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بالوں میں کنگھی کرتی۔۔۔۔۔ مسز شیراز مطمئین سی لگ رہی تھی

بلا خود با خود جو ٹل گئی تھی۔۔۔۔

شاہ دروازہ کھول کے اندر جھانکا تھا

جہاں ایک طرف شیراز شاہ بیٹھے تھے اور بالکل سامنے بالوں میں کنگھی کرتی مسز شیراز۔۔۔۔۔

شیراز شاہ اسے دیکھ کہ سیدھے ہو کے بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔۔

ان کے سامنے ٹیبل پہ ایک اخبار پڑی تھی۔۔۔۔

شاہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا۔۔۔۔۔

ان کے قریب صوفے پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

شاہ اپنی عادت کے مطابق لاپرواہی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔

”شاہ۔۔۔۔۔تم سے ضروری بات کرنی تھی۔۔۔۔۔“

وہ کندھے پہ شال رکھے کندھے ڈھلکے ہوئے بہت تھکے تھکے لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

”جی کریں بات“

وہ اب پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہوا تھا

وہ جانتا تھا بات کیا تھی۔۔۔۔

لیکن انجان بن رہا تھا۔۔۔۔

”شاہ میں بہت شرمندہ ہوں کل جو کچھ بھی ہوا مجھے بالکل امید نہیں تھی کہ ابتہل ایسا بھی کچھ کر سکتی ہے۔۔۔۔۔انتخابات کے نزدیک اس کی ایک حرکت نے۔۔۔۔میرا سارا امیج خراب کر دیا ہے۔۔۔۔۔لیکن میں تمہاری زندگی خراب نہیں کر سکتا ہوں شاہ۔۔۔۔۔“

وہ ٹھہر ٹھہر کے الفاظ ادا کر رہے تھے۔۔۔۔

مسز شیراز اپنے کھلے بالوں کی سامنے والی لٹ اپنی انگلی پہ لپیٹ کے یہ سارا تماشہ دیکھ رہی تھی

وہ جانتا تھی کہ شاہ نہ کر دے گا

شیراز شاہ اسے گھر سے نکال دے گے سارا تماشہ ختم

وہ ویسے ہی اس لڑکی کی اتنی ٹینشن لے رہی تھی۔۔۔۔

”میں تمہارا اور ابتہل کا رشتہ تم پہ چھوڑتا ہوں میں نے ایک غلط فیصلہ کیا میں ابھی تک پچھتا رہا ہوں۔۔۔۔۔

اب تمہاری زندگی کے بارے میں کوئی ی فیصلہ نہیں کروں گا“

انہوں نے تلخی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

یہ اب تم پہ ہے کہ تم یہ رشتہ ختم کر دو یا اسے قائم رکھو۔۔۔۔۔

انہوں نے اپنی بات مکمل کر کے۔۔۔۔۔۔چہرہ دوسری طرف موڑ لیا تھا

وہ ماریہ کی آنکھوں میں دیکھنے سے کترا رہے تھے۔۔۔۔۔

"ابتھل کی وجہ سے میں انتخابات میں ہار جاؤں گا۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے اخبار اٹھا کہ میر شاہ کے ہاتھ میں پکڑائی ی

جہاں کل ہونے والی بات۔۔۔۔۔کو مرچوں مسالوں کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔۔۔۔

اس نے اخبار واپس ٹیبل پہ رکھ دی تھی پھر ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

ڈیڈ شاید یہ خبر آپ نے غور سے پڑھی نہیں ہے۔۔۔۔یہاں یہ لکھا ہے کہ شیراز شاہ نے۔۔۔۔۔اپنے ہی مرحوم بھائی ی کی بیٹی پہ ظلم کے پہاڑ توڑ دی ئے۔۔۔۔"

پہلے اس سے اپنے بیٹے کی منگنی رچوا کہ۔۔۔۔۔اس کے باپ کی تمام دولت ہتھائی ی۔۔۔۔۔پھر لوگوں کو جمع کر کے اس پہ الزام لگا دیا۔۔۔۔"

اس نے ایک ہی سانس میں اپنی بات ختم کر کے مسکرا کہ۔۔۔۔اخبار فولڈ کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔۔۔۔۔

شیراز شاہ کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔۔

یہ یقیناً کسی مخالف نے جھوٹی خبر چھاپی تھی

"یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔" وہ لڑکی بد کردار ہے۔۔۔۔"

مسز شیراز کنگھی ٹیبل پہ پٹھ کہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔۔

بالکل یہ بات جھوٹ ہے۔۔۔۔۔سیاست میں مخالفت ایسے ہی کی جاتی ہے۔۔۔۔۔باتوں کو غلط رنگ دے کے جو بظاہر آپ کو ہاتھ ملا رہے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔وہی آپ کو ڈستے ہیں۔۔۔۔۔

کل تو سارے ڈیڈ کی پارٹی کے ہی لوگ تھے۔۔۔۔تو پھر یہ خبر کیسے چھپ گ ئی۔۔۔۔۔

اس نے سنجیدگی سے کہا

ان کی دشمنی ابتحل سے نہیں ڈیڈ سے ہے تو وہ ایشو پکڑ کے ڈیڈ پہ ہی الزام لگائے گے نا ان کی تو ابتحل کے ساتھ ہمدردیاں ہونگی

وہ ہر بات سنبھالنے کا ہنر جانتا تھا۔۔۔۔۔

اور ایسے حالات میں اگر۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔۔ اسے گھر سے نکالتے ہیں یا کچھ بھی ایسا ویسا کرتے ہیں تو۔۔۔۔ آپ جیتا ہوا الیکشن بھی ہار جائیں گے۔۔۔۔۔

اس نے ٹیبل پہ پڑا پن گھماتے ہوئے کہا

پھر آنکھ اٹھا کہ دیکھا اس کی باتیں اثر کر رہی تھی۔۔۔۔

ابھی جو جیسے چل رہا ہے چلنے دیں ڈیڈ۔۔۔۔۔

اگر ابتحل بدکردار ہے تو میں بھی بدکردار ہی ہوں وہ ڈھکے چھپے طور پہ کرتی ہے۔۔۔۔ میں سب کے سامنے۔۔۔۔

اس نے لاپروائی ی سے کہہ کے۔۔۔۔ صوفے کے ساتھ ٹیک لگالی

مسز شیراز نے۔۔۔۔۔۔ خفگی سے پہلو بدلا

بلا ابھی بھی ٹلی نہیں تھی۔۔۔۔۔

آپ نے بس کرنا یہ ہے کہ ابتحل کو اس شادی کے لیے رضامند کرنا ہے خود پہ ایک عدد جعلی حملہ کروانا ہے۔۔۔ ارحم نے سامنے آکے کہنا ہے کہ یہ آپ کے مخالفین کی ایک سازش تھی

بس تختہ الٹ جائے گا

وہ لائحہ عمل ترتیب دے کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

"ابتھل اس وقت مجبور ہے ڈیڈ اور مجبور کی مجبوریوں سے فائی دہ اٹھانا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

اپنی کرسی بچائی ی ئے

ایک عدد شادی تو میں آپ کے لیے کر ہی سکتا ہوں

آپ نے بھی مجھے بہت سے فیور دی ئے ہیں

"کل شام نکاح رکھ لیں۔۔۔۔" اور میں جانتا ہوں وہ مان جائے گی۔۔۔۔"

مسز شیراز نے اسے گھورا

تو اب ایک سکینڈلائی ز لڑکی۔۔۔۔ میری بہو بنے گی۔۔۔

انہوں نے اونچی آواز میں کہا

وہ وہی رکا تھا

پھر گردن موڑ کے انھیں دیکھا تھا۔۔۔۔

جو ابھی تک اسے کاٹ دار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ کی بہو نہیں میری بیوی۔۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے کہا

"میر شاہ اپنے دشمن کو قبر میں ہی پہنچا کے دم لیتا ہے۔۔۔۔۔" ابتھل بی بی

وہ ایک گہری سانس لے کے سوچتا ہوا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤

پانی کے جزیروں پہ حکومت ہے ہماری

سو بہتے ہوئے اشکوں پہ قناعت نہیں کرتے

شام ہو چکی تھی۔۔۔۔پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔۔۔۔

وسیع و عریض بنگلے۔۔۔۔۔۔میں چھل پہل تھی۔۔۔

شاہ نے صوفے پہ بیٹھے بیٹھے ہی۔۔۔۔ملازمہ کو اشارہ کیا تھا وہ ابتھل کے کمرے میں چلی گ ئی تھی۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے کے بیٹھی تھی۔۔۔۔

کسی کی آہٹ پہ چونک کے اس نے دیکھا تھا

وہ ہاتھ لال رنگ کا لباس پکڑے اندر داخل ہوئی ی تھی

ابتھل نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔

”بی بی جی۔۔۔۔رونا بس کر دیں جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔“

اب اپنی اگلی زندگی کے بارے میں سوچی ئے۔۔۔۔

وہ بات کرتے کرتے اس کے قریب ہی بیڈ پہ بیٹھ گ ئی تھی

پھر خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

”میری زندگی میں کیا بچا ہے۔۔۔۔کہ میں آگے بڑھوں میں تو ذلیل و خوار ہو گ ئی ہوں۔۔۔۔میری منگنی ٹوٹ گ ئی ھے۔۔۔۔اور تم کہتی ہو میں آگے بڑھ جاؤں۔۔۔“

وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

”کس نے کہا بی بی جی۔۔۔۔چھوٹے شاہ نے۔۔۔۔تو منگنی نہیں توڑی۔۔۔۔بلکے انہوں نے ہی یہ لہنگا بجھوایا ہے کہ تیار ہو جائی یں۔۔۔۔آج شام کو آپ کا اور ان کا نکاح ہے۔۔۔۔“

اس نے جیسے اس پہ بم پھوڑ دیا تھا

شاہ نے منگنی نہیں توڑی تھی لیکن کیوں۔۔۔؟

نہیں تم جاکے انہیں انکار کردو وہ تو اپنی انا میں آ کے یہ رشتہ ختم نہیں کر رہا میں مذید اس گھر میں نہیں رہوں گی میں کہیں بھی چلی جاؤں گی۔۔۔

اس نے تیزی سے کہا تھا۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے بی بی جی پاگل ہو گئی ہیں کہاں جائیں گی آپ۔۔۔۔۔۔عورت کی عزت مرد سے ہوتی ہے آپ سب کو چھوڑیں۔۔۔۔آپ چھوٹے شاہ جی کو دیکھیں۔۔۔۔انہوں نے اپنے ماں باپ کے سامنے کہا ہے کہ۔۔۔۔انہیں آپ کے کردار پہ کوئی شک نہیں ہے اگر آپ ان کے ساتھ غلط نہیں ہو سکتی تو کسی کے ساتھ غلط نہیں ہے وہ آپ سے ہی شادی کریں گے"

وہ تیز تراز عورت۔۔۔۔اس بے وقوف لڑکی کو اور بے وقوف بنا رہی تھی۔۔۔۔

پیسے لے رکھے تھے کام تو پورا کرنا تھا۔۔۔۔

"اکیلی عورت کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔بی بی جی ہمارے گاؤں میں۔۔۔۔ایک یتیم بے سہارا لڑکی کی عزت لوٹ لی۔۔۔"

آپ اس گھر میں محفوظ ہیں باہر بھیڑیے ہیں۔۔۔۔

وہ ہاتھ نچا نچا کے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی

اور وہ اور سہم گئی۔۔۔۔

اسے اپنی ماں کی نصیحتیں یاد آئی تھی

اسے انٹرویو لیتے۔۔۔۔۔وہ آفر کرتے۔۔۔۔مرد یاد آئے تھے۔۔۔

ایک لمحہ لگا تھا۔۔۔سوچنے میں۔۔۔۔

میر شاہ ان سب سے بہتر تھا وہ اسی گھر میں رہی گی تو اپنی بے گناہی بھی ثابت کر لے گی

”تم انہیں کہوں میں تیار ہوں۔۔۔“

اس نے لہنگے کو دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔۔۔

اسی شام سادہ سی ایک تقریب میں

وہ ابتھل سے

ابتھل میر شاہ بن گ ئی تھی۔۔۔

نفرتوں کے اور بدلے کے ایک ن ئے دور کا آغاز ھوا تھا

مٹا رہی تھی مجھے طرز انتہا اس کی

کبھی نہ کھل سکی مجھ پہ کوئ ی ادا اس کی

اس خوبصورت چاندنی رات میں۔۔۔۔جب چاند اپنے جوبن پہ تھا۔۔۔ ٹمٹماتے ستارے۔۔۔۔ مسکرا مسکرا کہ۔۔۔۔اس خوبصورت رات کو روشن کر رہے تھے۔۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے کا اوپر والا بڑا کمرہ۔۔۔گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔

نیچے زمین پہ بھی پھولوں کی پتیاں بکھری ہوئ ی تھی۔۔۔۔

یہ سارا کام شاہ نے اپنی نگرانی میں کروایا تھا۔۔۔۔

یہ خوبصورت سجا ہوا منظر۔۔۔۔۔کسی خوابیدہ جگہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ ایک طرف۔۔۔۔۔ ہلکے لال رنگ کا لہنگا۔۔۔۔جو کہ ویلوٹ کے کپڑے کے تھا اوپر۔۔۔سفید موتیوں سے۔۔۔کام کیا گیا تھا۔۔۔۔بالوں کا اونچا سا جوڑہ بنائے۔۔۔۔ہلکا سا میک اپ کیے۔۔۔۔۔پلکیں نیچے گرائے۔۔۔گھونگھٹ اوڑھے ڈری سہمی سی بیٹھی تھی۔۔ناک میں موتی کے دانے جتنی لونگ ابھی بھی چمک رہی تھی۔۔۔۔

اس کی بھٹکتی نظریں بار بار دروازے پہ جا ٹھہرتی تھی۔۔۔۔۔۔

جہاں پہ شاہ کی آمد کے کوئی ی آثار دیکھائی ی نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔

نکاح کے ان تین بولوں سے۔۔۔۔۔اس کی زندگی یکدم بدل گ ئی تھی۔۔۔۔۔

جو شخص کچھ نہیں تھا

اچانک وہ سب کچھ بن گیا تھا۔۔۔۔۔۔

دروازے دھیرے سے کھلا تھا۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔اس کے ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔۔۔۔۔

سامنے۔۔۔۔کالے رنگ کی شروانی۔۔۔۔۔پہنے۔۔۔۔۔بالوں کو ایک ترتیب میں سیٹ کیے۔۔۔۔۔۔وہ فون

کان کے ساتھ لگائے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔

وہ آج اسے بہت سلجھا ہوا ڈیسنٹ لگا تھا۔۔۔۔

وہ اسے نظر انداز کرتا ہوا فون کان کے ساتھ لگائے صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اس نے بے دلی سے نظریں جھکالی۔۔۔۔۔

"ہاں یار کل مل لوں گا تم سے۔۔۔۔۔"بس یہ کچھ دن بہت مصروف رہا ہوں۔۔۔۔۔۔"

وہ بیزاری سے صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے کسی سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

کتنی دفعہ کہا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے Love you مت کہا کرو۔۔۔۔۔

تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔۔۔۔میں تو نہیں کرتا نا۔۔۔۔۔

اس نے گھونگھٹ اوڑھ کے بیٹھی ابتھل کی طرف دیکھ کہ کہا تھا۔۔۔۔

جس نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ مسکرای مسکرایا تھا۔۔۔۔

اچھا چلو کل ملتے ہیں پھر تم ریسٹ کرو۔۔۔۔۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور ابتھل کو گھو گھنٹ کے اندر اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا اور اسے نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر وہ واش روم میں جا کے غائب ہو گیا تھا۔۔۔

وہ چینج کر کے واپس آیا تھا۔۔۔۔۔

اب اس نے ایک ڈھیلی ڈھالی۔۔۔۔۔ٹراؤزر شرٹ پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔

وہ بیڈ کے پاس سے گزر کے آگے گیا۔۔۔۔۔۔پھر پیچھے آیا۔۔۔۔۔

آنکھیں سکیڑ کے ہونٹوں کو سیٹی کی شکل میں سکیڑ کے۔۔۔۔۔۔وہ بیڈ کے قریب گیا۔۔۔۔۔

پھر گھو گھنٹ کے اندر۔۔۔۔۔۔۔سے ابتھل نے دیکھا تھا

وہ جھک کے اس کے قریب کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔؟"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکا کہ بظاہر سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

وہ دھک سے رہ گ ئی تھی

اس کا نکاح ہوا تھا اور وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اوہ اچھا۔۔۔۔۔۔سوری یاد آیا اس وقت میں نے اوور ڈوز لے رکھا تھا نا۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔۔۔مجھے آدھے سے زیادہ باتیں یاد نہیں رہتی۔۔۔۔۔"

وہ ایک۔۔۔۔۔۔ہاتھ سے ماتھا مسلتا مسکرا کے اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا۔۔

وہ بس صدمے سے اس کی بات سن کے رہ گ ئی

اتنا بھی کیا نشہ ہے کہ بندہ۔۔۔۔۔اپنی بیوی کو بھی بھول جائے۔۔۔۔۔۔

"لیکن نشے میں تو نکاح ہوتا ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔مطلب میرا اور آپ کا نکاح ہوا ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے گھونگھٹ کے نیچے سے ہی مری مری آواز میں کہا۔۔۔۔۔

ارے نہیں یار اس وقت تو ہوش و حواس میں تھا۔۔۔۔

اس کے بعد نشہ کیا۔۔۔۔۔

تو بس پرانی باتیں بھول گیا تھوڑی دیر کے لیے۔۔۔۔۔

.....You knoW.....over dose

وہ مسکرا کے کہتا ہوا ٹانگیں نیچے لٹکا کہ ہی۔۔۔بیڈ پہ نیم دراز ہو گیا۔۔۔۔۔

وہ وہی سمٹ کے بیٹھ گ ئی۔۔۔۔

انسان بھی تھا یہ شخص یا نہیں۔۔۔۔

وہ سوچ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔۔

یہ چہرہ کیوں چھپایا ہوا ہے ابھی بھی تم نے۔۔۔۔۔شریعت میں شوہر سے بھی پردے کا حکم ہے کیا؟

اس نے ایک بیڈ پہ ٹکا کہ۔۔۔۔۔۔ہاتھ سر کے نیچے ٹکا کہ اسے خفگی سے دیکھا۔۔۔۔

"نہیں وہ یہ منہ دیکھائی ی کی رسم ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔بے وقوف آدمی ہے۔۔۔۔۔

وہ کیا ہوتی ہے۔۔۔اب۔۔۔۔

منہ دیکھائی ی۔۔۔۔

اس نے برا سا منہ بنا کہ اس کی نقل اتاری۔۔۔

وہ اسے زچ کر رہا تھا۔۔۔۔

آپ کی امی نے آپ کو نہیں بتایا۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آواز میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

”نہیں تم بتادو۔۔۔۔“

اس نے بیزاریت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

دولہا گھونگھٹ اٹھاتا ہے۔۔۔۔اپنی دلہن کا اس کا چہرہ دیکھتا ہے۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔پھر اسے کوئی ی تحفہ دیتا ہے۔۔۔

وہ بھی تنگ ہو چکی تھی۔۔۔۔

اس لیے قدرے اونچی آواز میں بولی تھی

اوہ۔۔۔۔۔ٹھیک اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔۔۔۔اصل میں شادی پہلی بار کر رہا ہوں نا۔۔۔

تو پریکٹس نہیں ہے نا۔۔۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

پھر قریب ہوا۔۔۔ہاتھ آگے گھونگھٹ کی طرف لے کے گیا۔۔۔۔پھر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔۔۔۔

گھونگھٹ کے اندر وہ اسے حیرت زدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

تو جو گفٹ ہوتا ہے۔۔۔وہ منہ کی مناسبت سے دیا جاتا ہے۔۔۔

اس نے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

اس نے گہرا سانس لیا اور نظریں پھیر لی

اسے سمجھانا مشکل تھا۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کہ۔۔۔۔۔اس کا گھونگھٹ اٹھایا۔۔۔

پھر مبہوت سا رہ گیا۔۔۔۔

وہ کھوئی کھوئی نظروں سے اسے دیکھنے۔۔لگا۔۔۔

جو پلکیں جھکا کہ بیٹھی تھی۔۔۔۔

خوبصورت شہد آنکھوں پہ۔۔۔۔لمبی پلکوں کا پہرہ تھا۔۔۔۔۔

اس نے نظریں پھیر لی۔۔۔۔اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اسے مذید نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ ابھی تک نظریں جھکا کہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

پھر لمبی سانس لی تھی۔۔۔اور چہرے کا رخ اس کی طرف موڑا تھا۔۔۔

تمھارا گفٹ۔۔۔۔۔"

وہ سوچنے لگا۔۔۔

اوہ یاد آیا۔۔۔۔ایک گفٹ ہے میرے پاس۔۔۔

مجھے اس بارے میں آئیڈیا نہیں تھا۔۔۔ورنہ۔۔۔میں کوئی گفٹ لے آتا۔۔۔۔

وہ شرمندہ نہیں تھا۔۔۔۔۔بس مسکرا کہ کہہ رہا تھا

اس نے اپنے ٹراؤزر کے جیب میں کچھ کھنگالنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔

پھر اس نے اپنے ٹراؤ زر کے جیب میں سے ایک عدد سگریٹ بر آمد کیا تھا۔۔۔

اور اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔۔۔

اس نے جھکی پلکیں اٹھا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پھر سگریٹ کو حیرت سے دیکھا تھا

پتہ نہیں وہ کرنا کیا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

اوہ نہیں پسند آیا۔۔۔؟

وہ یکدم مایوس ہوا تھا۔۔۔

اچھا چلو ایک دفعہ پھر تلاش کرتے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے اب کی بار۔۔۔۔ جیب کھنگالا تو اب کی بار اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چاکلیٹ تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے یہ اب۔۔۔۔۔

اس نے خوشی خوشی آگے بڑھایا

تو اس نے۔۔۔۔۔۔ بے دلی سے چاکلیٹ اس کے ہاتھ سے لے لی۔۔۔۔۔

آدھی تمہاری آدھی میری۔۔۔۔۔

وہ بیڈ سے۔۔۔۔۔ اٹھا اور اس کے دائیں طرف جا کے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ہے ہی کتنی۔۔۔۔۔

وہ سوچ کہ رہ گئی

لیکن اس کی طرف دیکھ کہ زبردستی مسکرائی۔۔۔

وہ بھی جواب میں مسکرا دیا۔۔۔۔۔

دروازے پہ ہلکی سی دستک ہوئی۔۔۔۔

تو شاہ نے گردن موڑ کے دیکھا تھا۔۔۔۔

سامنے نائٹ سوٹ میں ملبوس سنجیدہ سی مسز شاہ کھڑی تھی۔۔۔۔

تمہیں شاہ جی بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔شاہ

ابتھل کو نظر انداز کرتی ہوئی ی وہ شاہ سے مخاطب تھی۔۔۔۔

اس نے ماتھے پہ بل ڈال کے انہیں دیکھا تھا

جواب آگے بڑھ گ ئی تھی۔۔۔

پھر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

ابتھل نے اسی تھکی تھکی نظروں سے دور جاتے ہوئے دیکھا

پھر آنکھیں موند لی۔۔۔

❤❤❤❤❤

دل نے مجھے تڑپایا آنکھوں نے کیا رسوا

اپنوں سے ہوا یہ کچھ بیگانوں سے کیا ہوتا؟

آج کی صبح۔۔۔۔۔اس وسیع و عریض بنگلے میں معمول سے ہٹ کے رونق تھی۔۔۔۔۔

شیراز شاہ۔۔۔۔ کہیں جانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔۔۔اور ساتھ ہی۔۔۔۔۔ مہنگی سی ساڑھی زیب تن کیے۔۔۔۔۔میک اپ سے لبریز چہرہ مغرور سی۔۔۔۔۔ مسز شیراز بھی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں عجلت سے شاہ کو کچھ سمجھا رہے تھے۔۔۔۔

اس نے کمرے سے جھانک کے دیکھا۔۔۔۔

پھر دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ گ ئی وہ ان لوگوں کا سامنا۔۔۔۔۔ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس نے الماری سے نیا لباس نکالا۔۔۔شوخ رنگ کا۔۔۔

پھر میچنگ کی جیولری سلیکٹ کی۔۔۔

یہ سارا سامان کل ہی نکاح کے بعد اسے ملازمہ نے لا کہ دیا تھا۔۔

اس نے تیار ہونے کے بعد۔۔۔لال رنگ کی لپ اسٹک لگائی ی۔۔۔

اور شیشے کے سامنے۔۔۔کھڑے ہو کے اپنا تنقیدی جائی زہ لیا۔۔۔

پھر اس نے دروازہ کھول کے باہر جھانکا۔۔۔۔

باہر خاموشی تھی۔۔۔

ٹی وی لاؤنج اب سنسان پڑا تھا۔۔۔

مطلب شیر از شاہ۔۔۔۔اور۔۔۔ماریہ۔۔۔۔اب جا چکے تھے

اور شاہ کہیں دیکھائی ی نہیں دے رہا تھا

اس کا دل بجھ سا گیا۔۔۔۔

وہ بجھے دل کے ساتھ سیڑھیاں اترتی ہوئی ی نیچے آئی ی۔۔۔۔

اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی ی

پھر چلتی چلتی۔۔۔۔اپنے سابقہ کمرے کے پاس آئی ی۔۔۔۔

اور کمرے کے اندر سے آتی۔۔۔۔آواز سن کہ ٹھٹک گ ئی

وہ آواز پہچانتی تھی۔۔۔۔

وہ اسی دن والے لڑکے۔۔۔۔کی آواز تھی۔۔۔۔

اسے جی بھر کہ غصہ آیا تھا۔۔۔

یہ لڑکا ابھی بھی اس گھر میں کیا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔۔۔۔

اس کی۔۔۔۔۔اگلی بات سن کے اس کے قدم وہی جم گ ئے

"شاہ تمہارے کہنے پہ میں نے۔۔۔۔۔ابتھل کو۔۔۔۔۔بدنام کرنے کا ڈرامہ رچایا۔۔۔۔۔۔جیسا تم نے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔۔۔۔۔بغیر کچھ سوچ سمجھے۔۔۔۔۔اپنی فیملی کے بارے میں بھی کچھ نہیں سوچا کہ اگر۔۔۔۔۔یہ بات میری بابا کو پتہ چل گ ئی تو میرا کیا انجام ہو گا۔۔۔اور اب تم کہہ رہے ہو کہ۔۔۔۔میں میڈیا پہ آ کے بیان دوں۔۔۔۔

اندر سے آتی ہوئی ی جھنجھلائی ی ہوئی ی آواز نے اسے ساکت کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ صدمے سے دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

یہ سب شاہ نے کروایا تھا۔۔۔۔

یہ بات اس کے ذہن میں پہلے کیوں نہیں آئی ی۔۔۔۔

اس لڑکے کی اس کے ساتھ کیا دشمنی ہو سکتی تھی۔۔۔۔

اور مسز شیراز نے یہ بھی تو کہا تھا۔۔۔۔شاہ کا دوست۔۔۔

اس نے یہ سب پہلے کیوں نہیں سوچا۔۔۔۔

وہ وہی پتھر کی ہو گ ئی تھی۔۔۔۔۔

شاہ اور اس لڑکے کے درمیان تکرار ابھی بھی جاری تھی

لیکن وہ اب اور کچھ سننا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔

وہ تقریباً بھاگتی ہوئی ی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ی اپنے کمرے میں جا کے غائب ہو گ ئی۔۔۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

جو اس کو دیکھتے رہنے میں کٹ گئی

وہ ساعتیں بھی محیط حواس کتنی تھی

وہ بے چینی سے کمرے میں یہاں سے وہاں۔۔۔۔ چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔

اسے بس شاہ کا انتظار تھا۔۔۔۔

اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔۔۔۔

آخر دروازہ کھلا تھا۔۔۔۔۔اور شاہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

سفید رنگ کی قمیض شلوار پہنے بازو اوپر کی طرف فولڈ کیے۔۔۔۔۔وہ مسکراتا ہوا۔۔۔۔۔۔اس کے قریب آیا۔۔۔۔

وہ بس غصیلی نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

یہ تو مجھے پتہ ہی تھا کہ تم بد کردار ہو لیکن اس حد تک گرے ہوے بھی مجھے نہیں پتہ تھا۔۔۔۔

وہ ہاتھ باندھ کہ۔۔۔۔ تاسف سے بولی تھی۔۔۔۔۔

تو شاہ نے گردن موڑ کہ اسے دیکھا تھا

ویسے تمہارا کردار بھی دیکھ ہی لیا میں نے۔۔۔۔۔باہر چہرا ڈھانپ کے گھومتی ہو۔۔۔۔۔اور تنہائی میں مردوں کے ساتھ ملتی ہو۔۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ کہا تو اسے تپا دیا۔۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی وہ سب کچھ جھوٹ تھا دھوکہ تھا میں نے اسے اپنے کمرے میں نہیں بلایا تھا۔۔۔

"اور اپنے کردار کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا میر شاہ۔۔۔۔۔"؟

اس نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی

لیکن توقع کے برعکس اس کا قہقہہ بے اختیار تھا

"اچھا بس اب میرے اور تمہارے کردار میں زیادہ فرق تو نہیں رہا۔۔۔۔۔۔"

میں سرے عام لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارتا ہوں اور تم تنہائی ی میں مردوں کو بلاتی ہو۔۔۔۔۔۔

"تمہارا اور میرا کپل بیسٹ ہے کیوں۔۔۔۔؟

اس نے ایک دفعہ پھر اسے تپانے کی کوشش کی

"میں تمہاری جان نکال لوں گی۔۔۔۔۔۔ کیا میں جانتی نہیں ہوں اس دن وہ سب تمہاری سازش تھی بدلہ لیا ہے تم نے مجھ سے"

وہ غصے سے بول رہی تھی

"تم اپنی حد میں رہو۔۔۔۔۔۔ تم نے مجھے یعنی میر شاہ کے اوپر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ اور تمہارا خیال تھا کہ میر شاہ تمہیں اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔ میر شاہ کہتے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔ جب تک دوسرے کو برباد نہ کر دوں چین سے نہیں بیٹھتا تم نے شاید میر شاہ کے ڈسے ہوئے لوگ نہیں دیکھے نہ اجڑتے ہے نا بستے ہیں۔۔۔۔ اور تم ابھی سے پریشان ہو گئی ہوا ابھی تو شروعات ہوئی ی ہے۔۔۔۔۔ تم بھی یاد رکھو گی کہ کوئی ی میر شاہ ملا تھا ۔۔۔۔۔

اس نے اس کا بازو اتنے زور سے پکڑا کہ اس کے منہ سے دبی دبی چیخ نکلی

تو کیا تم نے۔۔۔۔۔ مجھے برباد کرنے کے لیے مجھ سے شادی کی ہے۔۔۔۔؟

اس نے افسوس سے کہا تھا

اس کی بازو لال ہو چکی تھی۔۔۔۔

تکلیف کی وجہ سے۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو آگ ئے تھے

شاہ نے اس کا بازو چھوڑ دیا

وہ اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

"تو اور کیا؟

اس نے لاپرواہی ی سے کہا۔۔۔۔

تو ٹھیک ہے میر شاہ۔۔۔۔۔

ایسے تو ایسے سہی۔۔۔۔۔

تم مجھ سے نفرت کرتے ہونا۔۔۔۔۔تم مجھے برباد کرنا چاہتے ہونا۔۔۔۔۔؟ تم خود کو پتھر سمجھتے ہونا۔۔۔۔۔؟

میں تمہیں چیلنج کرتی ہوں۔۔۔۔۔میر شاہ۔۔۔۔

تم مجھ سے زیادہ دیر نفرت نہیں کر پاؤ گے۔۔۔۔۔

آج سے ٹھیک ایک مہینے بعد۔۔۔۔۔تم میر شاہ خود مجھے کہو گے کہ۔۔۔۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔تم سے عشق ہے ابتھل

۔۔۔۔۔

وہ جنونی انداز میں کہتی ہوئی ی۔۔۔۔۔اس کے سامنے آکھڑی ہوئی ی۔۔۔۔۔

وہ اس کے سینے تک آتی تھی۔۔۔۔۔

اس نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔پھر اس کا سر تا پا جائی زہ لیا تھا۔۔۔

وہ چھوٹی سی لڑکی کتنی بڑی بات کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

پھر دو قدم اس کے قریب آیا تھا

وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

وہ پھر دو قدم آگے ہوا تھا

وہ دیوار کے ساتھ جا لگی تھی

وہ اس کے قریب آیا

ہاتھ دیوار پہ ٹکا کہ گرفت مضبوط کی۔۔۔۔۔

مجھے تمہارا یہ چیلنج قبول ہے۔۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی ی تھی۔۔۔۔

پہلی بار کوئی ی شخص اس کے اتنے قریب آیا تھا

اس کا شوہر۔۔۔۔۔

وہ میر شاہ تھا حواسوں پہ چھا جانے والا شخص۔۔۔۔

اور اگر یہ نہ ہوا تو۔۔۔۔۔میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔۔۔۔۔

اس نے اب کی بار ذرا سختی سے کہا تھا

وہ منہ کھول کے اسے دیکھ کہ رہ گ ئی۔۔۔۔۔

وہ اس سے دور ہوا تھا

لیکن میری بھی ایک بات یاد رکھنا شاہ۔۔۔۔

آگ کو بھی۔۔۔۔پانی کی مدد سے ہی بجھایا جاتا ہے۔۔۔۔

تم نے میرے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔۔۔۔بہت ذیادہ۔۔۔۔

لیکن میں تمہیں محبت کی مار دوں گی شاہ۔۔۔

وہ اسے للکار رہی تھی۔۔۔

دیکھتے ہیں۔۔۔۔کون کسے مات دیتا ہے۔۔۔

وہ لاپرواہی سے کہتا ہوا باہر نکل گیا

نگاہ میں جو اترتا ہے۔۔۔دل سے کیوں اترے

دل و نگاہ میں پیدا انتضاد کیا کرنا

صبح کی روشنی کی مدہم خوبصورت کرنیں۔۔۔۔لان کی سرسبز گھاس پہ۔۔۔۔پڑتے ہی ایک دلنشین منظر پیش کر رہی تھی۔۔۔

اس نے نماز ختم کر کے۔۔۔۔ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے۔۔۔۔

پھر جائے نماز تہہ کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

پھر کھڑکی کے پاس گئی اور۔۔۔۔۔پردے ایک طرف کیے۔۔۔

سورج کی مدہم روشنی کھڑکی سے ہوتی ہوئی اندر کمرے میں پھیل گئی۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ روشنی پھیل رہی تھی

اس نے گردن موڑ کہ دیکھا۔۔۔

شاہ تکیے کو سینے کے ساتھ لگائے۔۔۔۔۔۔بے خبر سو رہا تھا۔۔۔

اس کے بال اس کے ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ سوتے ہوئے اسے بہت معصوم لگا تھا۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے قریب گئی تھی۔۔۔

وہ بہت برا تھا۔۔اس نے اس کے ساتھ بہت برا کیا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ اتنا اچھا کیوں لگتا تھا۔۔۔

شاید وہ معصوم تھا۔۔۔۔۔

یا شاید اس کا شوہر تھا۔۔۔

اس نے مسکرا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے ماتھے پہ پڑے بکھرے بال ہٹا کہ ایک طرف کیے تھے۔۔۔

اس کا بازو تھوڑا سا ہلا تھا۔۔

اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔۔۔

اس نے اب کی بار۔۔۔۔ہاتھ بڑا کہ بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیری تھی۔۔

اس نے کروٹ بدلی تھی۔۔۔۔

لیکن آنکھیں نہیں کھولی تھی۔۔۔

وہ غنودگی میں تھا۔۔۔۔

اس نے۔۔۔۔۔اس کا کمبل درست کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

اسی لمحے شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔

تکیے پہ اس کی گرفت ڈھیلی ہوئی ی۔۔۔

اس نے ابتھل کا ہاتھ اپنے سینے پہ رکھ لیا۔۔۔۔

اس کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔

پہلے تو ابتھل نے سمجھا وہ یہ سب جان بوجھ کہ کر رہا ہے لیکن وہ ہنوز گہری نیند میں تھا

ابتھل وہی بیٹھ کہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

وہ اس کی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

اپنے قریب کسی کی موجودگی کے احساس پہ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کہ دیکھا تھا

پھر لال آنکھوں سے اس نے ابتھل کو دیکھا تھا

جو مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا

اس نے مسکرا کہ۔۔۔۔۔اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تھا

جو شاہ نے اپنے سینے کے قریب لے جا کے تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔

اس نے تیزی سے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ ذور سے ہنسی تھی۔۔۔۔۔۔

اس نے پہلی بار اسے یوں ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ بس خاموشی سے اسے دیکھنے لگا

بولا کچھ نہیں۔۔۔۔

پھر نظروں کا زاویہ بدلا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ڈر گئے ہو۔۔۔۔"

اس نے مسکراتے ہوئے جھک کہ کہنی اس کے سینے پہ ٹکائی ی

وہ اس کے بہت قریب تھی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔میں کس بات سے ڈروں گا۔۔۔۔۔"

اس نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔

پھر گردن موڑ کے باہر دیکھنے لگا۔۔۔۔

جہاں اب سورج۔۔۔کی چمکتی ہوئی کرنیں۔۔۔۔۔کھڑکی کے ساتھ ٹکرا رہی تھی۔۔۔

وہ ابھی تک اس پہ جھکی ہوئی تھی

"مجھ سے ڈر گئے ہو"

اس نے ہاتھ اپنی تھوڑی کے نیچے ٹکا کہ آنکھیں مٹکا کہ کہا۔۔۔۔

اب کی بار شاہ نے دلچسپی سے اس معصوم چہرے والی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ ان آنکھوں میں دیکھنے سے گھبراتا تھا۔۔۔۔۔۔

نظریں چرا گیا تھا

"تم سے کیوں ڈرو گا۔۔۔۔۔تم چڑیل ہو کوئی۔۔۔۔۔"؟

وہ خفگی سے کہتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔

ابتھل ایک طرف ہو کہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"نہیں چڑیل تو نہیں ہوں بیوی ضرور ہوں آپ کی۔۔۔۔۔"؟

وہ ایک ادا سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

وہ اس کی پیٹھ گھور کے رہ گیا۔۔۔۔۔

پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔

ابتھل جو الماری کے پاس کھڑی۔۔۔۔۔اس کے کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔

پلٹ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔

سنبھال کہ۔۔۔۔شاہ۔۔۔۔۔آپ کی ٹانگ ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی ی

اس نے شاہ کو پیار سے ٹوکا تھا۔۔۔۔۔

وہ سر جھٹکتا ہوا۔۔۔۔۔کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا

❤❤❤❤

اک راہ سے میں بھی گریزاں

اک موڑ پہ وہ بھی رک گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ آج گھر سے باہر نہیں نکلا تھا۔۔۔اس کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔

موبائل پہ۔۔۔۔۔گیمز کھیل کھیل کہ اور کروٹ بدل بدل کے بھی تھک گیا تھا۔۔۔۔۔

لہازہ اٹھ کہ سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

ابتھل پتہ نہیں ڈریسنگ ٹیبل پہ کیا تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔

کھلے بال جو کمر تک آتے تھے کسی آبشار کی مانند کمر پہ جھول رہے تھے۔۔۔۔۔

اس نے پہلی بار اس کے بال دیکھے تھے۔۔۔۔۔

پھر وہ سیدھی ہو کہ بیٹھی۔۔۔۔۔پھر اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

پھر مسکراتی ہوئی ی شاہ کے قریب بیڈ پہ بیٹھ گ ئی

جو بیزاری سے یہاں وہاں دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم بور ہو رہے ہو۔۔۔۔۔؟

اس نے۔۔۔ کہنی گھٹنے پہ ٹکا کہ ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکا کہ۔۔۔۔اسے دلچسپی سے دیکھا۔۔۔۔

"ہاں تھوڑا بہت۔۔۔۔"

اس نے بیزاری سے کندھے اچکا دی ئے

پھر ٹیبل سے سگریٹ کا ڈبہ اٹھایا۔۔۔۔

اس میں سے ایک سگریٹ لبوں کے ساتھ لگایا

اور لائی یٹر اٹھانے سے پہلے ہی ابتھل نے ہاتھ بڑھا کہ۔۔۔لائی یٹر جھپٹ لیا

شاہ نے گردن ترچھی کر کے منہ میں سگریٹ دبائے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

جو لائی یٹر ہاتھ میں پکڑے بیٹھی تھی۔۔۔

ابتھل نے لائی یٹر کو جلایا تھا آگ کا شعلہ بھڑکا تھا۔۔۔۔

وہ لائی یٹر سگریٹ کے قریب لے کے گ ئی تھی۔۔۔تو سگریٹ جل اٹھا تھا

شاہ گہری نظروں سے اس کی یہ کاروائی ی نوٹ کر رہا تھا

پھر نظریں پھیر کے دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔۔

یہ آپ کی زندگی کا آخری سگریٹ۔۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کہ۔۔۔۔لائی یٹر ٹیبل پہ واپس رکھ کہ سگریٹ کی ڈبی اٹھالی تھی۔۔۔۔

شاہ نے چونک کے اسے دیکھا تھا

جو سگریٹ اٹھا کہ کھڑکی کی طرف گ ئی تھی اور۔۔۔ڈبہ کھڑکی کھول کے باہر پھینک دیا تھا

شاہ نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

بولا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔

اور اس کے علاوہ آپ کے دراز میں پڑھا وہ سفید پاؤ ڈر۔۔۔۔وہ شراب کی بوتلیں سب کچھ میں نے باہر پھینکوا دیا ہے۔۔۔۔۔

اس نے آرام سے تسلی سے کہہ کے کھڑکی بند کر کے ہاتھ جھاڑے تھے۔۔۔

اور شاہ کا چہرہ دیکھنے لائق تھا

وہ صدمے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"کیا تم نے۔۔۔۔میرے ڈرگز۔۔۔۔پھینک دیے۔۔۔۔"

تمہیں پتہ ہے وہ کتنے مہنگے تھے۔۔۔

وہ دھاڑتے ہوئے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

وہ نقصان دہ بھی تھے۔۔۔

وہ اسے سامنے سے ہٹاتے ہوئے۔۔۔۔صوفے پہ جا بیٹھی تھی۔۔۔

"مجھے اپنا نفع نقصان پتہ ہے۔۔۔۔آئندہ ایسی حرکت مت کرنا۔۔"

میں اپنی پرسنلز میں انٹرفی ئی ربرداشت نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے گہری سانس کھینچ کہ خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔

اور اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ۔۔۔تم ایسی حرکتیں کر کے۔۔۔۔میری یہ بری عادتیں ختم کر لو گی تو تمہاری غلط فہمی ہے۔۔۔۔۔

اپنا چیلنج پورا کرو۔۔۔

میری پرسنلز میں مت پڑو۔۔۔۔

وہ اسے انگلی سے وارن کرتا۔۔۔۔۔

دروازہ کھول کے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔

اس کی اس قدر بے رخی پہ وہ آنسو پی کہ رہ گ ئی تھی۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

مخالفوں سے تو ممکن ہے دوستی اپنی

منافقوں سے مگر اتحاد کیا کرنا

شام کے سائے اس وسیع و عریض بنگلے پہ منڈلانے لگے تھے۔۔۔

مسز شیراز۔۔۔۔کا صبح سے کچھ پتہ نہیں تھا

وہ ویسے بھی۔۔۔۔گھر دیر سے لوٹتی تھی۔۔۔۔

ایک دن بعد انتخابات تھے۔۔۔۔۔

شیراز شاہ وہاں مصروف تھے۔۔۔۔

شاہ پتہ نہیں کدھر غائ ب تھا

وہ گھر میں اکیلی تھی۔۔۔۔

اس لیے ٹی وی لاؤنج میں آبیٹھی تھی۔۔۔۔

اس نے اس وقت کالے رنگ کی ایک سادہ سی قمیض اور ٹراؤزر پہن رکھا بالوں کا جوڑہ بنائے۔۔۔سر پہ دوپٹہ اوڑے۔۔۔۔وہ۔۔۔۔ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔اور چینل بدلنے لگی تھی۔۔۔۔

اسی وقت دھڑام سے۔۔۔۔دروازہ کھلا تھا۔۔۔

وہی اس دن والی لڑکی۔۔۔۔شارٹ شرٹ اور جینز پہنے۔۔۔۔کہنی کہ ساتھ پرس ٹکائے۔۔۔۔لال چہرہ لیے اندر داخل ہوئی ی تھی۔۔۔

بال آج اس نے کھول رکھے تھے۔۔۔

”شاہ کدھر ہے۔۔۔۔“

اس لڑکی نے اسکا سر تا پا جائزہ لیتے ہوئے سختی سے کہا۔۔۔۔۔

میرے شوہر۔۔۔۔ جہاں بھی ہیں۔۔۔۔ آپ کو اس سے کیا غرض ہے۔۔۔۔

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی

اور چلتے چلتے اس کے قریب آئی تھی۔۔۔۔

اوہ تمہارا شوہر۔۔۔۔

وہ طنزیہ ہنسی تھی۔۔۔

ہاں یاد آیا اب تو وہ تمہارا شوہر ہے۔۔۔۔

اس نے بالوں کی لٹ انگلی پہ لپیٹتے ہوئے۔۔۔۔ طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

جی بالکل میرے شوہر۔۔۔۔

اس نے اطمینان سے کہا

”تمہیں پتہ ہے۔۔۔۔ تمہارا وہ نہاد شوہر۔۔۔۔ میرا کیا لگتا ہے۔۔۔؟

اس نے لٹ ڈھیلی چھوڑ دی تھی۔۔۔

”ہاں بتایا تھا انہوں نے کہ آپ ان کے پیچھے پڑی ہیں۔۔۔۔ اور انہیں پریشان کرتی ہیں۔۔۔۔ لیکن انہیں آپ میں کوئی دلچسپی نہیں۔۔۔۔“

اس کے اعتماد میں کمی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اس کا چہرہ فق ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

how dare you.....girl...

اپنی اوقات دیکھی ہے مڈل کلاس لڑکی۔۔۔۔۔ تم مجھ سے شاہ کو چھینو گی۔۔۔۔۔ تم ہو کیا۔۔۔۔۔؟ تم میں اور مجھ میں زمین آسمان کا فرق ھے۔۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔۔۔ سارا وقت میرے ساتھ گزارتا ہے۔۔۔۔۔ تم اس کی نام نہاد بیوی ہو صرف۔۔۔۔۔؟

وہ چلارہی تھی

ابتھل خاموشی سے اس کی بات سن رہی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ خاموش ہوئی ی تو۔۔۔۔

ابتھل نے مسکرا کہ اسے دیکھا تھا

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ۔۔۔۔۔ مجھ میں اور آپ میں واقعی ہی زمین آسمان کا فرق ہے۔۔۔۔۔ میں شاہ کی بیوی ہوں۔۔۔۔ جس سے اس نے عزت سے نکاح کیا ہے۔۔۔۔۔ میں شاہ کی ہر چیز کی حقدار ہوں اور شاہ میری ہر چیز کا حقدار ہے۔۔۔۔۔۔ آپ ایک باہر کی عورت ہیں۔۔۔۔۔ جس کے ساتھ شاہ محض وقت گزاری کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اور کچھ نہیں۔۔۔۔ آپ میں اور مجھ میں یہی فرق ہے آپ سے وہ ہوٹلوں میں ملتا ہے۔۔۔۔ اور میں پورا دن اس کے ساتھ رہتی ہوں۔۔۔۔

وہ بولتی جارہی تھی اور سامنے کھڑی لڑکی کا چہرے کا رنگ اڑتا جارہا تھا۔۔۔۔۔

اور رہی بات چھیننے کی تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔۔۔ مجھے شاہ کو چھیننے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔ شاہ ہے ہی میرا۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔۔

اور جہاں تک بات رہی وقت گزارنے کی تو۔۔۔۔وہ اب زیادہ تر وقت میرے ساتھ ہی گزارتے ہیں آپ کی انہیں اب ضرورت نہیں رہی۔۔۔۔تو آپ کو ایک مفت مشورہ ہے۔۔۔۔اپنی عزت نفس بچائیے ایک شادی شدہ مرد کے ساتھ وقت گزار کے آپ خسارے میں ہی رہیں گی

اس نے لفظ شادی شدہ پہ خاصا زور دے کے کہا تھا

اس لڑکی نے اڑی اڑی رنگت لیے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

جس کا رخ اب سیڑھیوں کی طرف تھا۔۔۔۔۔۔

شازیہ۔۔۔۔۔میڈیم کو چائے کافی کا پوچھ لینا۔۔۔۔

آخر کو مہمان ہیں ہمارے گھر۔۔۔۔۔

وہ مسکرا کہ کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

دیکھ لوں گی تمہیں میں۔۔۔۔

وہ دھمکی دیتی پیر پٹختی باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

رکھتے ہیں تجھے دل میں عقیدت سے ہمیشہ

نظروں سے فقط تیری عبادت نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔

رات کے کیسی پہر۔۔۔۔اس نے کسی احساس کے تحت گھبرا کہ آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دیکھا تھا اس کے بالکل پاس۔۔۔۔۔شاہ۔۔۔۔۔پسینے میں شرابور پڑا تھا

اس کی تو بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔۔

شاہ کا انتظار کرتے کرتے۔۔۔

اور شاہ کس وقت آیا تھا۔۔۔

اور اب اس کی حالت خراب لگ رہی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ اس کے ماتھے پہ رکھا تھا

وہ بخار میں تپ رہا تھا

وہ مکمل طور پہ ہوش میں نہیں تھا۔۔۔۔

بس کراہ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اس کے ہاتھ بالکل ٹھنڈے پڑھ چکے تھے۔۔۔

ابتھل نے گھبرا کہ۔۔۔۔اس کا سر اپنی گود میں رکھا۔۔۔

شاہ۔۔۔۔آنکھیں۔۔۔۔کھولیں۔۔۔۔؟

اس نے اس کا چہرہ تھتھپایا تھا۔۔۔۔

جو بامشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"میں مر جاؤں گا۔۔۔۔"

وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔

ابتھل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

"نہیں شاہ آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔میں ہوں نا۔۔۔۔آپ حوصلہ رکھیں۔۔۔۔"

اس نے بے اختیار لب اس کے ماتھے پہ رکھے تھے۔۔۔

شاہ نے۔۔۔۔آنکھیں کھول کے اسے دیکھا تھا

اس نے شاہ کا سر سرہانے پہ رکھا تھا۔۔۔۔۔

اور خود نیچے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔۔

اس نے۔۔۔۔۔سب سے پہلے مسز شیراز کے کمرے پہ دستک دی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر دروازہ کھٹکھٹایا تھا

کوئی ی جواب نہیں آیا تھا

اس نے مایوس ہو کہ سرونٹ کوارٹر کی طرف رخ کیا پھر کچھ سوچ کہ واپس پلٹ گ ئی۔۔۔۔

اگر ہسپتال لے کے جاتے جاتے ہی طبیعت زیادہ بگڑ گ ئی تو۔۔۔۔

وقت کم تھا اس نے جو بھی کرنا تھا۔۔۔اپنی مدد کے تحت کرنا تھا۔۔۔۔۔

اس نے جلدی سے ایک باؤل میں پانی ڈالا۔۔۔۔۔

اور فسٹ ایڈ باکس میں سے پٹیاں نکال کہ بھاگتی ہوئی ی۔۔۔۔۔کمرے میں گ ئی۔۔۔۔۔

بیڈ پہ بیٹھی۔۔۔۔۔

شاہ ابھی تک۔۔۔۔۔کراہ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے شاہ کا سر گود میں رکھا

اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں اس کے ماتھے پہ رکھ کہ بخار کی تپش ختم کرنے کی کوشش کی۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے حرارت پہنچانے کی کوشش کی۔۔۔۔

آدھے گھنٹے کی محنت کا یہ صلہ ملا تھا کہ

اس کی حالت اب پہلے سے بہتر تھی۔۔۔۔

بخار اتر چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کی گود میں ہی سر رکھ کہ سو گیا تھا

ابتھل نے مسکرا کہ اسے دیکھا تھا

جواب چین سے سو رہا تھا

اس نے اس کے ماتھے پہ پڑے بکھرے بال سنوارے تھے۔۔۔

شاہ کا ہاتھ ابھی تک۔۔۔۔۔ابتھل کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔

وہ بہت برا شخص۔۔۔۔۔اسے دنیا میں سب سے اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔

کہیں وہ اس سفر میں اکیلی نہ رہ جائے۔۔۔۔۔

اگر شاہ کو اس سے محبت نہ ہوئی تو۔۔۔۔

اس نے گھبرا کہ شاہ کے معصوم چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

پھر بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کہ آنکھیں موندلی تھی۔۔۔۔۔

ایک تو تھا جسے غربت میں پکارا دل نے

ورنہ بچھڑے ہوئے احباب تو سب یاد آئے۔۔۔۔

موسم سرما کی اس بوندا باندی نے جہاں موسم خوشگوار کیا تھا وہی سردی کی شدت میں اضافہ بھی کر دیا تھا۔۔۔۔۔

بارش کی پھوار۔۔۔۔لان کی اس نرم وملائم گھاس پہ۔۔۔۔پڑتے ہی ایسے محسوس ہوتا جیسے کوئی ہیرا چمک رہا ہو۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موندے تقریباً غنودگی میں تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ کا سر ابھی تک اس کی گود میں تھا

اس نے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔۔۔

آنکھوں کو ملتے ہوئے۔۔۔۔اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا تھا

جہاں روشنی پھیل چکی تھی۔۔۔

رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے اس کی نماز بھی قضا ہو چکی تھی۔۔۔۔

بارش کے قطرے کھڑکی کے ساتھ ٹکرا کہ پھسل رہے تھے۔۔۔۔

اس کے دل کو ملال نے آن گھیرا تھا۔۔۔۔

اب اسے قضا نماز ادا کرنی پڑے گی اس نے سوچا تھا۔۔۔۔۔

اس نے نظر جھکا کہ دیکھا

شاہ گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔۔

رات ٹانگ ایک ہی جگہ ٹکائے رکھنے کی وجہ سے اس کی ٹانگ سن ہو چکی تھی اور اب ٹانگ میں تکلیف شروع ہو گ ئی تھی۔۔۔۔

شاہ اب آہستہ آہستہ نیند سے بیدار ہو رہا تھا۔۔۔۔

ابتھل کا ہاتھ پتہ نہیں رات کے کس پہر اس نے ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔

ابتھل کے آدھے بال کیچر سے پھسل کے نکل چکے تھے۔۔۔۔

اور وہ اس کے سر میں نرمی سے انگلیاں پھیرنے لگی۔۔۔۔

اس کے سر کے سامنے کے کیچر سے آزاد بال شاہ کے چہرے کے ساتھ ٹکرا رہے تھے

شاہ نے آہستہ سے آنکھیں کھولی۔۔۔

نظروں کا تبادلہ ہوا تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے ابتھل کا معصوم چہرہ دیکھنے لگا۔۔۔۔

جو مسکرا کہ اس کے چہرے پہ جھکی ہوئی تھی

وہ کچھ دیر اسی پوزیشن میں لیٹا اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔

پھر چونک گیا۔۔۔۔

اس کا ہاتھ اپنے سر سے ہٹایا۔۔۔۔

ابتھل کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

لیکن اس نے خود کو سنبھال لیا تھا

وہ اس کی گود میں سر رکھ کے لیٹا ہوا تھا

وہ اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔

"میں یہاں۔۔۔۔ میرا مطلب تمہاری گود میں سر رکھ کہ کیوں لیٹا ہوا تھا۔۔۔"؟

اس نے نظر ملائے بغیر کہا تھا۔۔۔

ابتھل نے ہاتھ آگے بڑھایا پھر اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔

بخار اتر چکا تھا

"رات کو بہت تیز بخار تھا آپ کو۔۔۔۔۔ بے ہوش ہو گئے تھے۔۔۔۔ میں نے پٹیاں رکھی۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ آپ میری گود میں سر رکھ کہ ہی سو گئے۔۔۔۔"

اس نے بالوں کو کیچر سے آزاد کیا تھا۔۔۔

ریشمی بال۔۔۔۔۔ اب کندھے سے ہوتے ہوئے بکھر گئے تھے۔۔۔۔

شاہ نے گردن موڑ کہ اسے دیکھا تھا

پھر دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔۔۔۔

یہ لڑکی اس کے حواسوں پہ چھا رہی تھی۔۔۔۔۔

اللہ کا شکر ہے۔۔۔۔۔میری آنکھ کھل گ ئی۔۔۔۔۔

وہ بالوں کو۔۔۔۔۔ایک جگہ اکھٹا کرتی ہوئی ی اپنی ہی دھن میں مگن بولتی جا رہی تھی۔۔۔۔

"نہیں تو کیا ہوتا۔۔۔"؟

شاہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اللہ نہ کرے۔۔۔۔۔آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ جاتی۔۔۔۔۔

اس نے اب بالوں کو جوڑے کی شکل میں ترتیب دے کے کیچر لگایا تھا۔۔۔۔۔

ہاں طبیعت بگڑ جاتی تو۔۔۔۔۔زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا۔۔۔۔۔

مر جاتا میں۔۔۔۔۔"

وہ اس کے سحر سے نکل آیا تھا

رخ دوسری طرف موڑ کہ۔۔۔۔۔لاپرواہی ی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

بارش کی رفتار بڑھ چکی تھی۔۔۔۔

کھڑکی کا شیشہ بھیگ چکا تھا۔۔۔۔۔

اللہ نہ کرے شاہ"

اس نے تڑپ کے کہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

جو سنجیدگی۔۔۔۔۔۔سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"یہ سب بھی تمہارے۔۔۔۔۔ڈرامے کا حصہ ہے۔۔۔۔"

شاہ نے لاپرواہی سے کہا تھا۔۔۔۔

ابتھل نے۔۔۔۔۔تاسف سے اس بے اعتبار شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

آنکھوں میں ڈھیروں افسوس تھا۔۔۔۔۔

"آپ لوگوں کے خلوص کو شک کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہیں۔۔۔۔۔؟"

اس نے ہمدردی کے تاثرات لیے۔۔۔۔۔نرمی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

پھر تھوڑا سا آگے ہو کے۔۔۔۔۔اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔

جو بالکل سپاٹ تھا۔۔۔۔۔۔

وہ سینے پہ بازو لپیٹے باہر برستی بارش کو دیکھتے ہوئے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

ابتھل نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

پھر وہ ابتھل کی طرف مڑا تھا۔۔۔۔۔۔

"لوگوں میں خلوص ہوتا کب ہے۔۔۔۔۔؟جو چیز ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔اسے شک کی نظر سے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔؟"

پھر سے باہر دیکھنے لگا تھا

"لوگ اتنے بے اعتبار نہیں ہوتے شاہ۔۔۔۔۔"

اس نے نرمی سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہ نے آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔بے بسی لیے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔۔

"لوگ قابل اعتبار بھی نہیں ہوتے۔۔۔۔۔"

اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکال لیا تھا۔۔۔۔۔

”محبت کرنے والے قابلِ اعتبار ہوتے ہیں۔۔۔۔“

اس نے تھکی ہوئی سی سانس خارج کر کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کہ کہا تھا۔۔۔۔

اس کی نظریں ہنوز باہر جمی تھی۔۔۔۔۔

”محبت کرنے والے ہی سب سے زیادہ۔۔۔۔ناقابلِ اعتبار ہوتے ہیں۔۔۔۔۔“

ابتھل نے ہونٹ بھینچ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔جو سپاٹ تاثرات چہرے پہ سجائے۔۔۔۔باہر دیکھ رہا تھا۔۔۔

بارش آہستہ آہستہ تھم رہی تھی۔۔۔۔

اس شخص کی اپنی دنیا تھی۔۔۔اسے ہرانا مشکل نہیں تھا ابتھل کے پاس دلائل کم نہیں تھے۔۔۔۔ لیکن وہ اسے ہرانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

اس نے رخ دوسری طرف موڑ لیا۔۔۔۔۔

پھر مڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ عجیب سی نظروں سے۔۔۔۔باہر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ نظریں نہیں ہٹا رہا تھا۔۔۔۔

آنسو چھلکنے کی دیر تھی۔۔۔۔

”شاہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔۔؟ دنیا میں ک ئی طرح کے لوگ ہے۔۔۔ بعض۔۔۔۔لوگ کھلی کتاب کی طرح ہوتے ہیں۔۔۔ان کی ذندگی کا ہر اک ورق دنیا کے سامنے ہوتا ہے۔۔۔کوئی بھی انھیں کھول کے پڑھ سکتا ہے۔۔۔۔رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔۔۔۔ لیکن بعض لوگ۔۔۔۔بظاہر کھلی کتاب کی طرح ہوتے ہیں۔۔۔ لیکن ہمیں انہیں ڈسکور کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔ جیسے مصنف اپنی کوئی قیمتی کتاب یا کہانی لکھنے سے پہلے

۔۔۔۔وہ کہانی ڈسکور کرتا ہے اپنے دماغ۔۔۔۔میں۔۔۔۔پھر اسے اپنے دماغ کے کسی کونے میں فٹ کرتا ہے۔۔۔۔اس کے بارے میں سوچتا ہے۔۔۔۔وہ کہانی کوئی ی اس کے دماغ سے تب تک نہیں چرا پاتا ۔۔۔۔جب تک وہ اسے کاغذ پہ نہ اتار دے۔۔۔۔۔

باہر بارش تھم چکی تھی۔۔۔۔

وہ شاہ کی طرف دیکھنے کے بجائے کسی غیر مرئی ی نقطے کو گھورتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

بعض لوگوں کو بھی یونہی ڈسکور کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔انہیں دل کے کسی کونے میں فٹ کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔پھر ان کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے۔۔۔۔انہیں دل کے اس کونے میں رکھنا ہوتا ہے۔۔۔۔جہاں کوئی ی اور نہ پہنچ پائے۔۔۔۔۔انھیں ایسے ہی قریب رکھنا ہوتا ہے۔۔۔۔جیسے۔۔۔۔مصنف اپنی کسی قیمتی تحریر کو رکھتا ہے۔۔۔۔۔

شاہ کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔۔۔۔

اس کے چہرے پہ اب دکھ تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

تب وہ ڈسکور ہونے لگتے ہیں۔۔۔۔۔کھلنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔دل میں جگہ دیتے ہیں۔۔۔۔

ایسے لوگ بہت قیمتی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے بات ختم کر کے۔۔۔۔شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے تھک کہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کہ آنکھیں موندلی تھی۔۔۔

اس کا دل دکھا تھا۔۔۔۔۔

"آپ نے خود کو کمپلیکیٹڈ بنالیا ہے شاہ۔۔۔۔۔"

لیکن مجھے یقین ہے میں آپ کو ڈسکور کرلوں گی۔۔۔۔۔

اس نے پھیکا سا مسکرا کے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور پھر تم شرط جیت جاؤ گی۔۔۔

شاہ نے آنکھیں کھول کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

"نہیں میں آپ کو جیت جاؤ ں گی۔۔۔۔"

اس نے اب کی بار مسکرا کہ اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"تھک جاؤ گی۔۔۔۔۔"

شاہ نے پھیکا سا مسکرا کہ۔۔۔۔۔جیسے اسے چیلنج کیا تھا۔۔۔۔۔۔

"آپ میرے ہو گ ئے۔۔۔۔۔تو ساری تھکاوٹ اتر جائے گی۔۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی ی۔۔۔۔۔

شاہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا

جواب اس پہ کمبل درست کر رہی تھی۔۔۔

"تم یہ سب شرط جیتنے کے لیے نہیں کر رہی ہو؟

اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

جواب الماری کھولے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس نے وہی کھڑے کھڑے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

تو شاہ نے ماتھے پہ بل ڈال کے۔۔۔۔۔ابرو اکھٹے کر کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

"میں شرط جیتوں یا ہاروں مجھے اب کوئی ی فرق نھیں پڑتا۔۔۔۔۔"

اس نے ایک سفید رنگ کی ہینگر شدہ شرٹ نکالتے ہوئے کہا

شاہ اس کی باتوں کو ڈرامہ بازی گردانتے ہوئے۔۔۔۔اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

پھر دروازہ کھول کے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

ابتھل نے ہاتھ میں اس کی شرٹ پکڑے۔۔۔افسوس سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا

❤❤❤❤

وہ جو پتھر یونہی رستے میں پڑے رہتے ہیں

ان کے سینے میں بھی شاہکار ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

موسم کی اس خوشگواریت میں ایک طرح کا سوگ تھا۔۔۔۔یا ہمدردی۔۔۔

وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔۔۔

ہر چیز نکھری نکھری لگ رہی تھی۔۔۔۔

لیکن اندر ویرانی ڈیرے جمائے بیٹھی تھی۔۔۔

وہ لان میں ہاتھ میں کافی کا مگ تھامے بیٹھی اس بدلتے موسم کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔۔۔کیا تھا۔۔۔۔؟وہ ایسا کیوں تھا۔۔۔۔؟

کیا واقعی وہ اتنا برا تھا۔۔۔۔؟

یا محض۔۔۔۔۔یہ سب ایک چھلاوا تھا۔۔۔۔۔

حقیقت اس کے برعکس تھی۔۔۔۔۔

وہ چہرے پہ الجھن بھرے تاثرات سجائے۔۔نیچے اگی سبز گھاس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

سامنے۔۔۔۔۔گلی کا منظر صاف دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ ابھی کچھ دیر پہلے نکلا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔

جب اس نے۔۔۔۔سامنے کسی کا عکس دیکھا تھا

کوئی ی گھٹنوں کے بل نیچے زمین پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

سامنے۔۔۔۔ایک چھوٹا بچہ بوسیدہ سا لباس پہنے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

شاہ مسکرا مسکرا کہ اس سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ شاہ کی ذات کا انوکھا اور عجیب رخ تھا۔۔۔۔۔

اس نے دور سے ہی دلچسپی سے اسے دیکھا تھا

جو دنیا جہاں سے بے خبر۔۔۔۔ایک کونے میں اس بوسیدہ سے لباس والے بچے کے شانے پہ ہاتھ ٹکائے مسکرا کہ

اسے کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

وہ بار بار کھلکھلا کہ ہنس رہا تھا۔۔۔۔

ابتھل اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی پھر آنکھوں کی پتلیاں سکیڑ کے اسے دیکھا تھا

جو اب کچھ شاپر اس بچے کی طرف بڑھا رہا تھا

یہ تو وہ مغرور سا میر شاہ نہیں تھا

ابتھل نے ہاتھ سینے پہ لپیٹ کے۔۔۔۔۔۔سر پلر کے ساتھ ٹکا دیا۔۔۔۔

اور فرصت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

اس نے ایک اور حیران کن منظر دیکھا تھا۔۔۔۔۔

یہ سب بہت حیران کن تھا۔۔۔

اس نے چونک کے۔۔۔۔۔ سر پلر سے ہٹا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے بچے کے پاؤں پہ لگی گرد۔۔۔۔۔۔ ٹشو سے صاف کی تھی پھر اس میں جوتے پہنائے تھے۔۔۔۔۔

وہ چھوٹا سا معصوم سا بچہ۔۔۔۔۔ جس کے سفید چہرے پہ جگا جگا کالک کے نشان تھے۔۔۔۔۔اس نے مسکرا کہ شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔

اور ابتھل نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

وہ شخص کیا تھا؟

وہ سمجھنے لگی تھی

وہ بچہ پرانا سا تھیلا اٹھائے اٹھ کھڑا ہوا تھا

شاہ نے والٹ سے کچھ نوٹ نکال کے اس کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔۔

جو بچے نے خوشدلی سے تھام لیے تھے۔۔۔۔۔۔

”اور ابتھل کو یاد آیا تھا۔۔۔۔۔ آج صبح جب وہ کمرے میں واپس آیا تھا تو۔۔۔۔شاہ کے ہاتھ میں جوتے تھے۔۔۔۔“

تب ابتھل کے پوچھنے پہ۔۔۔۔۔اس نے کہا تھا۔۔۔۔۔

اپنے کسی دوست کو تحفہ دینا ہے۔۔۔۔۔

تو یہ تھا اس کا وہ دوست۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔ نمی جھلملانے لگی تھی۔۔۔۔۔

بچے نے دور جا کے ہاتھ ہلائے تھے۔۔۔۔

شاہ نے بھی مسکرا کہ ہاتھ ہلا کے اسے رخصت کیا تھا۔۔۔۔

پھر گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا

ابتھل کے ہاتھ میں کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے شاہ کو ڈسکور کر لیا تھا۔۔۔۔۔

شاہ کی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی

❤❤❤❤❤

پھول کھلنے کا جو موسم میرے دل میں اترا

تیرے بخشے ہوئے کچھ زخم عجب یاد آیا

یہ ایک مصروف سڑک تھی۔۔۔۔ جہاں پہ آج معمول سے ہٹ کہ چہل پہل تھی۔۔۔۔ گاڑیوں کے ہارن

۔۔۔۔۔۔ شور میں اضافہ کر رہے تھے۔۔۔۔

وہ لینڈ کروزر پارکنگ ایریا میں پارک کرتا۔۔۔۔۔

چابی ہاتھ میں پکڑے گاڑی سے اترا تھا۔۔۔۔۔

کالے رنگ کا اپر جس کی ہیٹ سر پہ گرا رکھی تھی۔۔۔۔ نیچے بلیک جینز۔۔۔۔۔۔ جو گرز پہنے۔۔۔۔۔۔ وہ چابی

انگلی میں گھماتا۔۔۔۔۔۔

اس عالیشان عمارت کے سامنے آ کے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

جہاں بڑا ساroyal sonکا بورڈ آویزاں تھا

وہ آہستہ آہستہ چلتا سیڑھیاں اترتا۔۔۔۔۔ نیچے کی طرف جانے لگا۔۔۔۔۔

جہاں پہلے راہداری تھی۔۔۔

پھر آگے۔۔۔۔۔ کچھ کچھ فاصلے پہ کرسیاں اور ٹیبل رکھی ہوئی ی تھی۔۔۔۔

جس پہ بعض لوگ گروپس کی صورت میں اور بعض کپل بیٹھے۔۔۔۔ کھانے پینے اور خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔

ایک طرف ایک مسکراتی ہوئی ی لڑکی۔۔۔۔ رسیپشنٹ سیٹ پہ بیٹھی تھی

اس نے دور کھڑے ہو کہ۔۔۔۔۔ ہی اسے پہچان لیا تھا

جو ہاف سلیوز ٹائی ٹ شرٹ زیب تن کیے۔۔۔۔ بالوں کی اونچی پونے کیے۔۔۔۔ بیزاری سے بیٹھی تھی

شاہ چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔۔۔۔ پھر کرسی کھینچ کے اس کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ سنجیدہ سے بیٹھے شاہ کو دیکھا تھا

پھر مسکرائی ی۔۔۔۔۔

شاہ البتہ دونوں ہاتھوں کو باہم جوڑ کہ کہنی ٹکا کہ یہاں وہاں دیکھ رہا تھا

آخر تم نے میری بات مان ہی لی۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ جیسے اپنی فتح کی خوشی منائی ی۔۔۔۔۔

تمہاری بات سن کے نہیں آیا۔۔۔۔ تمہاری بکواس سن کے آیا ہوں۔۔۔۔۔ جو تم دو دن سے فون پہ کیے جا رہی ہو۔۔۔۔۔۔

اور تمہیں وارن کرنے آیا ہوں۔۔۔۔۔

اس نے انگلی اٹھا کہ چہرے پہ سختی کے تاثرات سجائے۔۔۔۔ دانت پیس کے اسے وارن کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔۔

اس نے زور کا قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

شاہ نے لب بھینچ کے سامنے بیٹھی اس بے شرم لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔

”نہیں نہیں شاہ۔۔۔۔“

”ایسے تم اچھے نہیں لگتے۔۔۔“

اس نے اپنی شہادت کی انگلی اس کی انگلی میں پھنسا کے انگلی ایک طرف کی۔۔۔۔

شاہ نے سختی سے اپنی انگلی اس کی۔۔۔ گرفت سے آذاد کی

پھر رخ موڑ کے دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔۔۔۔

جہاں سب لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے

”تم میری بیوی کو۔۔۔۔ کچھ بھی کہو گی۔۔۔۔۔ یہاں تک کے ثبوت کے ساتھ بھی۔۔۔۔ وہ تمہاری بات کا ہرگز یقین نہیں کرے گی۔۔۔۔“

وہ قریب ہو کے دبی دبی آواز میں غرایا تھا۔۔

اوہ ری ئی لی۔۔۔

وہ اسکے قریب ہو کہ جھکی تھی۔۔۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔

”ہاں تم بھی جانتی ہو میرا تمہارا کبھی کوئی ی غلط تعلق نہیں رہا۔۔۔۔ ہم صرف اچھے دوست تھے۔۔۔۔ اور آج تم مجھے بلیک میل کر رہی ہو۔۔۔“

وہ ٹھنڈی آہ بھر کے پیچھے ہٹا تھا۔۔۔۔

”اچھا وہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔۔ میں کیا ہوں۔۔۔“؟

وہ ڈھیلی پڑ چکی تھی

”تم گلے پڑی بلا ہو۔۔۔“

وہ سیدھا ہو کہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔پھر دبے دبے غصے سے بولا تھا۔۔۔۔

”اور وہ دو ٹکے کی لڑکی ہے“؟

وہ چڑ گئ تھی۔۔۔۔

دانت پیس کے بولی تھی۔۔۔۔۔

”تم ایک بازاری عورت ہو۔۔۔۔وہ میری بیوی ہے۔۔۔۔۔“

اس نے دونوں ہاتھ زور سے ٹیبل پہ رکھے تھے۔۔۔

آواز پیدا ہوئی ی تھی

پھر سارے لوگ اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔

”شاہ۔۔۔تم اس لڑکی کے لیے۔۔۔۔مجھے بے عزت کر رہے ہو۔۔۔۔جس کی نظر میں تمہاری ذرا سی بھی اہمیت نہیں ہے۔۔۔۔۔“

اس نے تاسف سے سر جھٹکا تھا۔۔۔۔۔

”اوہ تو تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو۔۔۔۔“

اس نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

”ابھی دو دن پہلے ہی ہماری ملاقات ہوئی ی تھی۔۔۔۔تب اس نے مجھے کہا تھا۔۔۔۔

کہ۔۔۔۔شاہ جیسا بد کردار شخص میرا شوھر ہے اس سے بڑھ کہ میرے لیے تکلیف کی بات کیا ہے؟

وہ اپنے ذہن میں تانے بانے ترتیب دے رہی تھی

شاہ نے ماتھے پہ بل ڈال کے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اس سے بڑھ کہ دکھ کیا ہے۔۔۔۔ کہ وہ شخص میرا شوھر ہے۔۔۔۔ جس کو نماز تک نہیں آتی ہر وقت جس کے منہ سے سگریٹ کی شراب کی۔۔۔ بدبو آتی ہے۔۔۔۔۔۔

اس نے چہرے پہ معصومیت سجا کہ کہا تھا۔۔۔۔۔

اور شاہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اور۔۔۔۔ پھر اس نے یہ کہا۔۔۔۔ ایک معذور شخص کے ساتھ زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔۔۔

اس نے اس کی دکھتی رگ پہ وار کیا تھا

اس نے کرب سے نظریں اٹھا کہ اسے دیکھا تھا

وہ میرے بارے میں ایسا نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔

وہ بے یقین تھا۔۔۔

سامنے بیٹھی لڑکی کا چہرہ تن گیا تھا۔۔۔۔۔

"اچھا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔۔۔ تم اپنی بیوی سے پوچھ لینا۔۔۔۔ کیا دو دن پہلے۔۔۔۔ ہماری ملاقات نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔

اس نے پر اعتمادی سے اپنے ہاتھوں کے ناخنوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

شاہ نے لب بھینچ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

ویٹر دو کپ کافی کے لایا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی نے ایک مگ اٹھا کہ شاہ کے قریب کیا۔۔۔

شاہ نے لال آنکھوں سے پہلے مسکراتی ہوئی ی لڑکی کو دیکھا۔۔۔۔ پھر کافی کے کپ کو۔۔۔۔ جھٹکتا ہوا۔۔۔۔ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

وہ اپنی چال چل چکی تھی۔۔۔

اطمینان سے کپ لبوں کے ساتھ لگالیا

"ابتھل بی بی کہا تھا نہ تمہیں یہ بہت مہنگا پڑے گا۔۔۔۔طلاق کی مٹھائی ی۔۔۔۔کھانے آؤں گی تمہارے گھر۔۔۔"

اس نے دل ہی دل میں خود کو داد دی

❤❤❤❤❤

وہ اک تو کہ تیرا ہر کسی کو میرے بغیر

معملات محبت میں معتبر کہنا۔۔۔۔

دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔۔

ابتھل نے گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ بکھرے بالوں والا لڑکا لال آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا

اس نے کھڑکی کے قریب کھڑے کھڑے ہی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ چلتے چلتے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔۔

"کیا تم دو دن۔۔۔۔پہلے میری کسی جاننے والی لڑکی سے ملی تھی۔۔۔۔"اس نے سختی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے زہن پہ ذور دے کے سوچا تھا۔۔۔۔

پھر کچھ یاد آنے پہ فوراً سے بولی تھی۔۔۔۔

"ہاں مگر ہوا کیا ہے۔۔۔؟اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتی۔۔۔۔

شاہ نے اسے کمر سے تھام کے اپنے قریب کیا۔۔۔۔

اس کی گرفت اس کی کمر پہ مضبوط تھی۔۔۔۔اس نے گھیر اتنگ کر لیا تھا

وہ اس سب کے لیے۔۔۔تیار نہیں تھی۔۔۔۔۔

بس اسے دیکھ کہ رہ گئی۔۔۔۔۔

"تمہیں افسوس ہے کہ۔۔۔۔تم نے ایک بدکردار شخص سے شادی کی۔۔۔۔"

وہ آرام سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

اس کی دھڑکنیں بے ترتیب تھی۔۔۔۔

اس نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔۔۔

"آپ اگر یہ سب ہیں بھی تو۔۔۔۔میں کیوں آپ کی برائی کسی سے کروں گی۔۔۔"

وہ پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔

شاہ کو یہ سب یقیناً اسی لڑکی نے کہا تھا۔۔۔۔۔

اسے اس پہ جی بھر کہ غصہ آیا تھا۔۔۔۔

"تمہیں مجھ سے کچھ شکوہ تھا شکایت تھی۔۔۔تم مجھ سے کہتی پریوں نہ کرتی ابتھل۔۔۔۔"

وہ ٹوٹ چکا تھا۔۔۔۔دھیما ہو چکا تھا۔۔۔۔گرفت بھی ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔اسے چھوڑا نہیں تھا۔۔۔۔۔

"لیکن تمہاری وجہ سے۔۔۔۔صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔اس دو ٹکے کی لڑکی نے مجھے معذوری کا طعنہ دیا۔۔۔"اس نے اسے پرے دھکیلا۔۔۔۔

وہ دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔

وہ بے یقینی سے اس کا بدلتا ہوا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

پھر اس نے۔۔۔اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔

تم شروع سے جانتی ہو میں ایک ٹانگ سے ٹھیک سے چل نہیں پاتا۔۔۔۔اس کے باوجود تم نے شادی سے انکار کیوں نہیں کیا۔۔۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ مڑور ڈالا تھا۔۔۔۔

اس کے منہ سے دبی دبی چیخ نکلی۔۔۔۔

شاہ نے ایک دم سے اس کا ہاتھ چھوڑا جو لال ہو چکا تھا

اس کی آنکھیں نم تھی

شاہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔۔۔

"میں بے قصور ہوں شاہ۔۔۔۔میں نے اسے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔۔" اس نے سر جھکا کے مدہم آواز میں کہا۔۔۔۔

شاہ کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

اس کی آنکھوں میں سچائی ی تھی۔۔۔۔۔

"میں ایسا بولنا تو دور سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔" اس نے ایک دفعہ پھر صفائی ی دی تھی۔۔۔۔

شاہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔۔۔۔جو اب لال ہو چکا تھا۔۔۔۔اس نے نرمی سے ہاتھ اپنے سینے میں چھپا لیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کا ہاتھ ٹھنڈ کی وجہ سے ٹھنڈا پڑ چکا تھا

وہ اسے تکلیف سے بچانے کے لیے۔۔۔۔۔حرارت پہچانا چاہتا تھا

"لیکن افسوس مجھے اس بات کا ہے کہ آپ کو مجھ سے زیادہ اس لڑکی پہ یقین ہے"

اس نے تاسف سے کہہ کے ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔اور تیزی سے باہر نکل گ ئی۔۔۔

شاہ نے اپنی بھڑاس دیوار پہ نکالنے کے لیے ہاتھ کا مکا بنا کہ دیوار پہ دے مارا۔۔۔۔

****

ہم نے ماضی کی سخاوت پہ جو پل بھر سوچا

دکھ بھی کیا کیا ہمیں یاروں کے سبب یاد آئے۔۔۔۔

رات۔۔۔۔کا اندھیرا۔۔۔۔ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔۔۔

سیاہ سنسان رات۔۔۔

اس علاقے کے اکثر بنگلوں کی بتیاں جل اٹھی تھی۔۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے کی بھی بتیاں جل اٹھی تھی۔۔۔۔

پورا گھر ویران پڑا تھا اور خاموشی پھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔

تکلیف دہ خاموشی۔۔۔۔رگوں کو چیرنے والی خاموش۔۔۔

صرف اوپر والے کمرے کی لائیٹ آف تھی۔۔۔۔۔

اور محض سانس لینے کی آواز آرہی تھی۔۔۔

پورا کمرہ اور اس کا وجود اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

وہ ٹانگیں بیڈ کے اوپر کیے گھٹنے سینے کے ساتھ ٹکائے۔۔۔۔گھٹوں پہ سر جھکا کہ بیٹھی ہوئی ی تھی۔۔۔

آنسو ٹوٹ ٹوٹ کے آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔

اس کی ذات شاہ کے لیے کتنی بے اعتبار تھی۔۔۔۔

دروازہ آرام سے کھلا تھا۔۔۔۔۔

اور کسی نے ہاتھ بڑھا کہ لائٹ آن کی تھی۔۔۔۔

پورا کمرہ ایک دم سے روشن ہوا تھا

آہٹ پہ اس کا جھکا ہوا سر اٹھا تھا۔۔۔۔۔

اور سامنے۔۔۔۔۔اسے کھڑا دیکھ کہ۔۔۔۔۔اس نے آنکھیں پھیر لی تھی۔۔۔۔۔

شاہ نے۔۔۔۔۔۔ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

تھکے تھکے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔۔۔

زندگی کی اس طویل مسافت سے گھبرایا ہوا۔۔۔۔۔تھکا ہوا اکتایا ہوا وہ شخص۔۔۔۔۔نظریں ملائے بغیر۔۔۔

بیڈ کی دوسری طرف بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

پھر نظریں۔۔۔۔۔۔نیچے زمین پہ جمادی تھی۔۔۔۔۔

ابتھل دوسری طرح رخ موڑے بیٹھے تھی۔۔۔۔

ہتھیلی کی پشت سے آنکھوں کے کناروں کو صاف کیا تھا۔۔۔۔

شاہ نے ایک تھکی ہوئی سی سانس ہوا کے سپرد کی تھی۔۔۔۔

....i m sorry

اس نے سر ابھی تک جھکا رکھا تھا۔۔۔۔بہت مشکل سے اتنا بول پایا تھا۔۔۔۔۔

ابتھل خاموش رہی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں بولی تھی

شاہ نے۔۔۔۔۔۔بے بسی سے اسے دیکھا تھا

جو ابھی تک گردن موڑے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

”آپ کے سوری سے کیا ہو گا۔۔۔شاہ۔۔۔۔کیا وقت لوٹ آئے گا۔۔۔۔آپ اپنے الفاظ واپس لے لیں گے۔۔۔۔۔یا پھر۔۔۔۔۔وہ جو میر امان ٹوٹا ہے۔۔۔۔۔اس کا کیا ہو گا شاہ۔۔۔؟“

اس نے گردن موڑ کے تیزی سے کہا تھا۔۔۔۔بات کے اختتام میں۔۔۔۔۔۔اس کا لہجہ نرم پڑ گیا تھا۔۔۔۔غصے کی جگہ ملال نے لے لی تھی۔۔۔۔۔

شاہ نے۔۔۔چبھتی ہوئی ی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

”میں نے تمہیں دن کو کہا تھا ابتھل۔۔۔۔۔“

”محبت کرنے والے سب سے زیادہ بے اعتبار ہوتے ہیں۔۔۔۔“

اس نے جیسے۔۔۔۔۔طنزیہ ہنس کے اسے یاد دہانی کروائی ی تھی۔۔۔۔۔

”شاہ محبت کرنے والے کبھی۔۔۔۔۔۔بے اعتبار نہیں ہوتے۔۔۔۔“

”محبت کرنے والے تھکتے نہیں ہیں تھکا دی ئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔“

”شاہ۔۔۔۔۔۔راستے نہیں تھکاتے۔۔۔۔۔رویے تھکا دیتے ہیں۔۔۔۔۔رویے ہی اجاڑ دیتے ہیں۔۔۔۔۔الفاظ تباہ کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔جیتے جی مار دیتے ہیں۔۔۔۔“

اس نے اونچی آواز میں تلخی سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کا سانس پھولنے لگا تھا۔۔۔۔

گلے میں کوئی ی نمک کا گولہ پھنسنے لگا تھا۔۔۔۔آواز رندھ گ ئی تھی

وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

”اور۔۔۔۔۔یہ سب تب بہت تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔جب کرنے والا ہمارا کوئی ی اپنا ہو۔۔۔۔۔؟“

وہ سامنے۔۔۔۔دیوار کو دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

ابتھل نے پہلی بار۔۔۔۔مڑ کے اس کا پژمردہ چہرہ دیکھا تھا۔۔۔

ہلکے آسمانی رنگ کی قمیض شلوار پہنے آستین موڑے۔۔۔ہلکی بڑھی ہوئی شیو۔۔۔۔۔بکھرے ہوئے بال۔۔۔

اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اسے اس پہ ترس آیا تھا۔۔۔۔۔

"میں تمہیں سمجھتی ہوں شاہ۔۔۔۔"

وہ اک دم۔۔۔۔نرم پڑ چکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھ شاہ کے ہاتھ پہ رکھا تھا۔۔۔۔

شاہ نے۔۔۔۔لال آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"نہیں ابتھل۔۔۔۔یہ جو لوگ کہتے ہیں نا۔۔۔۔دعوٰی کرتے ہیں۔۔۔۔دوسرے انسان کو سمجھنے کا۔۔۔۔یہ سب جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔۔بکواس کرتے ہیں۔۔۔۔

وہ تیز تیز بولتا ایک دم تلخ ہوا تھا۔۔۔۔

ایک ہاتھ بیڈ کے کونے پہ ٹکائے اس نے نظر اٹھا کہ ابتھل کو دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔۔۔۔

"ہم کبھی کسی دوسرے انسان کو نہیں سمجھ سکتے۔۔۔کیوں کہ ہم گہرائی میں جانا ہی نہیں چاہتے۔۔۔ہم وہی دیکھتے ہیں جو دوسرا شخص ہمیں دیکھانا چاہتا ہے۔۔۔۔اگر کوئی شخص تلخ ہے۔۔۔کڑوا ہے۔۔۔تو ہم وہی

دیکھتے ہیں۔۔۔۔ کہ ہاں یہ شخص تلخ ہے۔۔۔ لیکن یہ شخص۔۔۔ تلخ کیوں ہے۔۔۔۔ہم کبھی نہیں سوچتے۔۔۔؟

اس نے ہونٹ بھینچ کے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"کیا تم یقین کرو گی۔۔۔۔ کئی دفعہ ماں باپ بھی بچوں کو نہیں سمجھ پاتے۔۔۔۔۔وہ مسکراہٹ کے پیچھے۔۔۔ چھپے درد کو نہیں۔۔۔۔ جان پاتے۔۔۔۔۔۔"

"اس وقت ان کا تجربہ سب دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے۔۔۔"

اس نے تلخی سے کہا تھا پھر زمین کو گھورنے لگا تھا۔۔

ابتھل بس اسے سنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔

"اگر میں کہوں تم غلط ہو تو۔۔۔۔؟"

اس نے مدھم سا کہا تھا۔۔۔۔

"تو میں۔۔۔۔ اس بات کو دلائل سے ثابت کروں گا۔۔۔۔"

اس نے اب کی بار سر اٹھا کہ اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے ابتھل۔۔۔۔ میرے ساتھ ہوئے ایک حادثے نے میری زندگی کے دو سال برباد کر دیئے۔۔۔ میں مفلوج ہو کے رہ گیا۔۔۔۔ میرے اپنوں نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔۔ میرا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔ لیکن تمہیں پتہ ہے۔۔۔۔

اس نے رخ اس کی جانب موڑا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں کرچیاں واضح تھی۔۔۔۔

"میر شاہ مر اکب تھا۔۔۔۔؟

اس نے۔۔۔۔اتنے دکھ سے کہا کہ۔۔۔۔

بے اختیار۔۔۔۔ابتھل کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کہ بہہ گیا۔۔۔۔

"کچھ لوگوں کی کہانیاں کتنی درد بھری ہوتی ہیں۔۔۔"

تکلیف دہ زندگی سے عاری۔۔۔کہانیاں۔۔۔۔

جس دن میری ماں نے میرا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔۔تھا

"میرا اس دن اعتباد اٹھ گیا تھا۔۔۔خون کے رشتوں پر سے۔۔۔۔"

"خون گاڑھا ہوتا ہے۔۔۔۔ابتھل وہ بہت جلدی جم جاتا ہے منجمند ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے دیوار کو گھورتے ہوئے۔۔۔بہت آہستہ سے کہا تھا۔۔۔

اس کے لہجے میں درد ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔

"اور۔۔۔سب بیماریوں کی جڑ بھی یہی خون ہوتا ہے۔۔۔دل نے خون کی سپلائی روک دی۔۔۔۔۔انسان مر گیا۔۔۔"

اس نے دکھ بھری مسکراہٹ سے ابتھل کی طرف دیکھ کے نارمل سے انداز میں کہا

ابتھل بس دم سادھے اسے سن رہی تھی۔۔۔

اور۔۔۔۔جسم میں خون جمنے لگا۔۔۔۔انسان مر گیا۔۔۔۔۔

وہ موت کی حقیقت کو اتنے عام سے انداز میں بیان کر رہا تھا۔۔۔۔

بلڈ سیلز نے۔۔۔۔کم ہوئے۔۔۔۔یا زیادہ ہو گئے۔۔۔۔

انسان مر گیا۔۔۔۔۔

اس دفعہ وہ ہلکا سا مسکرایا بھی تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔

انسان کی رگ کٹ گ ئی۔۔۔یا اس کے جسم کا کوئی ی حصہ متاثر ہوا۔۔۔خون نکلا۔۔۔۔۔اور انسان مر گیا۔۔۔۔

اس نے گویا کندھے اچکا کہ کہانی ختم کر دی تھی۔۔۔۔

پھر مڑ کے ابتھل کی طرف دیکھا تھا

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"میری اس ساری تمہید کا۔۔۔۔لبِ لباب یہ ہے کہ۔۔۔۔

جیسے جسمانی سارا نظام خون کی وجہ سے چلتا ہے۔۔۔۔ایسے ہی۔۔۔۔انسان۔۔۔۔کی دل کی تاریں بھی انہیں خونی رشتوں کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔۔۔۔جدھر یہ خونی رشتے۔۔۔۔تکلیف دیتے ہیں۔۔۔ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔دل کو خون سپلائی ی کرنا روک دیتے ہیں۔۔۔۔خون جمنے لگتا ہے۔۔۔دوسرا انسان مرنے لگتا ہے۔۔۔۔"

جس دن۔۔۔۔۔میری ماں نے میرا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔خون کی سپلائی ی روک دی گ ئی تھی۔۔۔۔دل کی پہلی تار ٹوٹی تھی۔۔۔

اس دن میر شاہ آدھا مر گیا تھا۔۔۔

وہ اپنی۔۔۔۔زندگی کی کہانی خود ہی سنا رہا تھا۔۔۔۔

وہ بہت تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔۔۔

"جن لوگوں کو محبتیں نہیں ملتی نا ابتھل۔۔۔۔انہیں اگر زندگی میں کبھی محبت مل بھی جاتی ہے نا۔۔۔۔تو وہ اس کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔۔۔۔"

کسی کو سمجھنے کا دعوی کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔۔

شاہ تم نے مجھے زندگی کی آدھی حقیقت بتائی ی ہے۔۔۔۔

میں تمہیں زندگی کی پوری حقیقت بتاتی ہوں۔۔۔۔

وہ ہتھیلی کی پشت سے۔۔۔۔ آنسو صاف کرتی سیدھی ہو کہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

"تم نے جو بھی کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔۔۔۔ میں متفق ہوں تمہاری بات سے۔۔۔۔ لیکن شاہ۔۔۔۔ زندگی بہت طویل ہے بہت ویران۔۔۔۔ کسی لمبی ویران سنسان سرنگ جیسی۔۔۔۔ تکالیف سے بھرپور۔۔۔۔۔"

اس نے کہنا شروع کیا تھا۔۔۔۔

شاہ نے دونوں ٹانگیں اوپر بیڈ پہ پھیلا کہ۔۔۔۔ سر بیڈ کراؤن پہ ٹکا کہ آنکھیں موند لی وہ اب بس اسے سن رہا تھا۔۔۔۔

میں نے زندگی سے ایک چیز سیکھی ہے۔۔۔۔ شاہ زندگی بہت مختصر ہے۔۔۔۔ پلک جھپک کے گزر جاتی ہے۔۔۔۔۔ نئے لوگ زندگی میں آتے ہیں۔۔۔۔ کچھ لوگ بچھڑ جاتے ہیں۔۔۔ یونہی چلتے چلتے کھو جاتے ہیں۔۔۔۔"

وہ اپنی دھن میں مگن آرام آرام سے کہے جا رہی تھی۔۔

رات کا یہ پچھلا پہر لمحہ بالمحہ سرک رہا تھا۔۔

کہانیاں لمبی تھی۔۔۔

وقت تھوڑا تھا۔۔۔۔

"وہ سیدھی ہو کہ بیٹھی تھی تھوڑا سا شاہ کی طرف جھکی تھی۔۔۔

جیسے اسے متوجہ کرنا چاہ رہی تھی

اپنے اوپر کسی کا عکس محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھول کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

"میں نے زندگی سے ایک چیز سیکھی ہے کوئی ی بھی رشتہ دائی می نہیں ہوتا۔۔۔۔سب رشتے وقتی ہوتے ہیں۔۔۔ایک لمحے کے لیے کوئی ی ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ ہم سے بچھڑ جاتا ہے"

وہ بہت آرام سے نرمی سے کہہ رہی تھی۔۔۔۔

وہ بس اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"یہ بات مجھے تب پتہ چلی۔۔۔۔جب میں پانچ سال کی تھی۔۔۔۔تم یقین مانو۔۔۔۔ابھی میں اور بابا دکان پہ کھڑے تھے۔۔۔۔اور میرے بالکل ساتھ۔۔۔۔

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

ایک انگلی کا فاصلہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔

ابھی ہی انہوں نے مسکرا کہ مجھے دیکھا تھا۔۔۔۔

زندگی کتنی پر سکون تھی۔۔۔۔

وہ جیسے انہیں دنوں میں کھو گ ئی تھی۔۔۔۔۔

جب اچانک دن دھاڑے اس دکان پہ ڈاکہ پڑ گیا تھا۔۔۔۔

انہوں نے اندھا دھند فائیرنگ کی تھی۔۔۔۔

بابا چونکے سامنے تھے۔۔۔انہیں۔۔۔۔سات گولیاں لگی تھی۔۔۔۔

اس نے آنکھوں میں تکلیف لیے۔۔۔۔اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

شاہ بس اپنے اوپر جھکی۔۔۔۔۔اس معصوم سے چہرے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔جس کی جھیل جیسی آنکھوں میں بہت کچھ کھونے کا ملال تھا۔۔۔۔۔

اور انہیں مڑ کے مجھے دیکھنے تک کی مہلت نہیں ملی۔۔۔۔اور مجھے ایک چیخ مارنے کی یہاں تک پلک جھپکنے کی بھی مہلت نہیں ملی

ان کا ہاتھ چھوٹ گیا تھا۔۔۔۔وہ اوندھے منہ زمین پہ پڑے تھے۔۔۔۔۔

میرا باپ مجھ سے ایک سیکنڈ میں بچھڑا تھا۔۔۔۔۔اک لمحہ۔۔۔۔۔۔

اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کہ اسے بتایا تھا۔۔۔۔

اک لمحے پہلے میں یتیم نہیں تھی

ایک لمحے بعد میں یتیم تھی۔۔۔۔۔

یہ زندگی کی حقیقت ہے شاہ۔۔۔۔۔ہمیں جلد یا بادیر اس بات کو سمجھنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔

ہماری زندگی۔۔۔۔۔کسی بھی۔۔۔۔ان اکسپیکٹڈ موڑ پہ آ کے ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔

جیسے تمہارے خون کے رشتے نے تمہارا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

ویسے۔۔۔۔۔میرے خون کے رشتے کا ہاتھ موت نے بہت بے دردی سے چھڑوایا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی

"ہم اکیلے آتے ہیں دنیا میں شاہ۔۔۔۔ہمیں اکیلا ہی جانا ہوتا ہے۔۔۔۔۔"ہمیں دوسروں پہ ڈپینڈ کر کے زندگیاں نہیں گزارنی چاہیئے۔۔۔۔۔ہمیں اپنے لیے خود سب کچھ کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔"

اس نے بس اتنی آواز میں کہا تھا جتنا وہ خود سن سکتی تھی۔۔۔۔۔

اور دیکھو تمہاری ٹانگ بھی تو آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگی ہے۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ اس کی طرف دیکھ کہ کہا۔۔۔

شاہ نے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔۔۔

"یہ واپسی کا سفر بھی آسان نہیں تھا ابتھل۔۔۔۔۔"

اس نے آہ بھری تھی۔۔۔۔۔

"میں تو زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اگر وہ نہ ہوتی تو میں کبھی نہ چل پاتا۔۔۔۔۔"

اس نے سامنے دیوار کو گھورتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

کون۔۔۔۔؟

ابتھل نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"وہی جنہیں مام میری دیکھ بھال کے لیے لائی ی تھی۔۔۔۔وہ بہت اچھی تھی۔۔۔۔بالکل تمہاری جیسی دکھتی تھی۔۔۔معصوم سی تھی۔۔۔باتیں بھی تمہاری جیسی کرتی تھی۔۔۔۔۔"

وہ اپنی ہی سوچ میں گم تھا۔۔۔۔۔

"میں جب انہیں کہتا تھا میں نہیں چل پاؤ ں گا۔۔۔۔تو وہ مجھے کہتی تھی۔۔۔۔شاہ تم چلو گے تم مجھے چل کے دیکھاؤ گے۔۔۔۔۔"

جیسے کوئی ی ماں اپنے بچے کو انگلی پکڑ کے چلنا سیکھاتی ہے۔۔۔۔۔ٹھیک ویسے ہی۔۔۔

وہ ایک دم پر جوش ہوا تھا پھر مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

اور جس دن میں اپنے پاؤ ں پہ دوبارہ سے چلنے لگا تھا اس دن وہ بہت خوش تھی۔۔۔

اس دن وہ جب گ ئی تھی تو پھر واپس نہیں آئی ی۔۔۔۔۔

بہت ڈھونڈا میں نے ان کو۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔وہ جیسے کہیں کھو ہی گ ئی تھی۔۔۔

ممی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

انہوں نے کہا۔۔۔۔۔۔

وہ جا چکی ہے گاؤں سے آئی ی تھی۔۔۔۔۔

اب واپس نہیں آئے گی۔۔۔۔۔۔

اس نے افسردگی سے سر جھکا لیا تھا۔۔۔۔۔

کیا تمہارے پاس ان کی کوئی ی تصویر ہے ہم مل کے انہیں ڈھونڈ لیں گے۔۔۔۔

اس نے کسی امید کے تحت کہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے پہلے اسے دیکھا تھا پھر ٹیبل پہ پڑا موبائی ل اٹھایا تھا اس پہ انگلیاں پھیرنے لگا تھا۔۔۔۔

پھر ایک تصویر پہ کلک کر کے اس کے چہرے کے قریب کی تھی۔۔۔۔۔

اور ابتھل کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا

اس نے بے ساختہ اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ کے سر نفی میں ہلایا تھا

شاہ نے چونک کے اس کی اس حرکت کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"یہ میری ماں ہیں۔۔۔۔۔شاہ۔۔"

وہ ابھی تک نفی سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔

شاہ سیدھا ہو کے بیٹھا تھا۔۔۔۔

وہ ابتھل کی حالت دیکھ کہ یکدم پریشان ہوا تھا

"ہاں کیا ہوا ابتھل۔۔۔"

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کرے۔۔۔۔۔

اس نے۔۔۔۔۔ابتھل کو کندھوں سے تھام کے اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔

"تو کیا تم وہ لڑکے ہو جس کی جدائی ی نے میری ماں کو۔۔۔۔۔۔کینسر کا مریض بنا دیا۔۔۔۔۔

وہ ابھی تک بے یقین تھی۔۔۔۔۔

پھٹی پھٹی نظروں سے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

شاہ نے ہولے سے اس کے کندھے چھوڑ دی ئے تھے

ہاتھ پہلو میں آگرے تھے

تم انہیں بہت پیارے تھے شاہ۔۔۔۔۔وہ ہر وقت مجھ سے تمھاری باتیں کرتی رہتی تھی۔۔۔۔۔لیکن وہ میرے سامنے تمہارا نام نہیں لیتی تھی۔۔۔۔۔وہ تمہیں پیار سے بہت کچھ بولتی تھی نام نہ کبھی انہوں نے بتایا نہ میں نے پوچھا۔۔۔۔۔مجھے کبھی دلچسپی ہی نہیں ہوئی ی

کبھی کبھی چڑ جایا کرتی تھی۔۔۔۔۔وہ پورا دن گھر سے غائی ب رہتی تھی۔۔۔۔۔میرے حصے کا وقت بھی وہ تمہیں دے دیتی تھی۔۔۔۔۔۔

آنسو اس کا چہرہ بھگو رہے تھے

وہ بس بولتی ہی جا رہی تھی۔۔۔۔

اور شاہ سانس روکے سن رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"میں اکثر ان سے جھگڑتی کہ آپ کیوں کسی کی آیا بنی ہوئی ی ہیں۔۔۔۔۔آپ میرے ساتھ وقت گزاریں میں آپ کی بیٹی ہوں۔۔۔۔۔"

لیکن وہ مجھے کہتی ابتھل۔۔۔۔وہ مجھے بہت عزیز ہے وہ مجھے نوکرانی نہیں اپنی ماں سمجھتا ہے۔۔۔۔اور میں اسے اپنا بیٹا اسے میرے ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔

میں اس لڑکے سے بلاوجہ چڑنے لگی تھی وہ اس کی بہت تعریفیں کرتی تھی۔۔۔۔۔

یا تو تم وہ نہیں رہے۔۔۔۔۔

یا امی جھوٹ بولتی تھی۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتی تھی وہ چاچو کے گھر جاتی ہیں اور چچی صرف اپنے بیٹے کے مطلب کے لیے انھیں استعمال کر رہی ہیں۔۔۔۔اور وہ لڑکا تم ہو۔۔۔۔۔چاچی نے پتہ نہیں ان کی عزت نفس پہ کیا ضرب لگائی ی کہ۔۔۔۔۔وہ اکیلے میں رو لیتی لیکن تم سے ملنے نہیں جاتی تھی۔۔۔۔

اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔۔۔۔۔

میری ماں مر گ ئی شاہ تم سے ملے بغیر مر گ ئی

اس کے رونے کیا رفتار میں تیزی آئی ی تھی

شاہ نے خاموشی سے۔۔۔۔۔اسے کندھے سے پکڑ کے اپنے قریب کیا۔۔۔۔اور اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا

۔۔۔۔۔

وہ اس کے گریبان کو سختی سے ہاتھ میں پکڑے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔۔۔۔

شاہ بھی رونا چاہتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن مرد تھا رو نہیں سکتا تھا۔۔۔۔

ضبط کر کے رہ گیا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

میں نے خود ڈس لیا تھا اپنے آپ کو

آستین کے سانپ حیران رہ گ ۓ

صبح کی روشنی پھیلی تو اس نے رات کی تمام تر سوگواریت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے میں دن کے گیارہ بجے۔۔۔۔ناشتے کی خوشبو پھیلی ہوئی ی تھی۔۔۔

آج شیر از شاہ نے واپس آنا تھا۔۔۔۔

تو بنگلے کی سجاوٹ کے بھی انتظام کرنے تھے۔۔۔۔

رات کو دیر تک جاگنے اور رونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں۔۔۔۔لال اور سوجی ھوئی ی تھی۔۔۔

شاہ شاید اس سے پہلے اٹھ گیا تھا۔۔۔

اس لیے ابھی گھر میں نہیں تھا۔۔۔۔

وہ سر پہ دوپٹہ درست کرتی سادہ سی گرے رنگ کی قمیض شلوار پہنے سڑھیاں اترتی سیدھی کچن میں آگ ئی۔۔۔۔۔

”شاہ کدھر ہے۔۔۔۔“

اس نے چاۓ کی کیتلی چولہے سے نیچے اتار کے رکھتے ہوۓ کہا۔۔۔۔

”پتہ نہیں صبح بی بی جی کے کمرے میں گ ۓ تھے پھر غصے میں گھر سے باہر نکل گ ۓ۔۔۔“

اس نے شروع میں سرسری سے انداز میں کہا۔۔۔۔

بات کے آخر میں وہ رازداری سے بولی تھی۔۔۔۔

ابتھل نے پرسوچ نظروں سے ماریہ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔۔

پھر ملازمہ کی طرف متوجہ ہو گ ئی۔۔۔۔

دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ دیکھا تھا دروازے کھولے۔۔۔وہ نک سک سی تیار۔۔۔۔مسز شیر ازا سے غصیلی نظروں سے گھور رہی تھی

ان کی نظروں کی تپش سے اسے اپنا آپ راکھ ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

شادی کے بعد۔۔۔۔پہلی دفعہ وہ یوں ان کے سامنے آئی ی تھی۔۔۔

اس لیے وہ تھوڑی گھبر ائی ی ہوئی ی تھی۔۔۔

وہ قیمتی ساڑھی کا پلو اپنے ہاتھوں میں تھامے شعلہ بار نظروں سے اسے گھورتی اس کے قریب آئی ی۔۔۔۔

وہ ہونٹ چبانے لگی۔۔۔

"ہاں تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تم میرے ساتھ مقابلے بازی پہ اتر آئی ی ہو۔۔۔۔"

انہوں نے سرد مہری سے اونچی آواز میں کہا۔۔۔

ابتھل نظریں جھکائے یونہی کھڑی رہی۔۔۔۔

کہ تم میرے بیٹے کے میرے خلاف کان بھر کے تم اس گھر میں اپنی جگہ بنالو گی۔۔۔۔قبضہ کرلو گی۔۔۔

وہ غرائی ی تھی تو۔۔۔وہی پرانے والی ڈری سہمی ابتھل لوٹ آئی ی تھی۔۔۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ۔۔۔۔تم شاہ کو یہ حقیقت بتا کہ۔۔۔۔کہ تم اس عورت کی بیٹی ہو جس نے اس کی دیکھ بھال کی۔۔۔۔تم اسے میری طرف سے بدظن کر کے۔۔۔۔اس کی ہمدردی حاصل کرلو گی۔۔۔۔"

وہ بھوکی شیرنی کی طرح اس پہ جھپٹی تھی اور وہ کسی معصوم ہرنی کی طرح دبک گ ئی تھی۔۔۔۔

"لیکن میری زندگی میں۔۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔"

تمہاری نہ کل اس گھر میں کوئی ی جگہ تھی۔۔۔۔نہ آج ہو گی۔۔۔۔شاہ تمہیں کسی ٹشو کی طرح استعمال کر کے چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔

انہوں نے حقارت سے کہا تو وہ تڑپ کے رہ گ ئی۔۔۔۔

لیکن۔۔۔میں تمہیں پانچ منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔

آج تمہارا قصہ پاک کر کے ہی چھوڑوں گی

وہ اس پہ جھپٹی اور اسے بازو سے پکڑ کے گیٹ کی طرف لے کے جانے لگی۔۔۔

وہ مذاحمت کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

سارے ملازم سر جھکا کہ۔۔۔۔کھڑے تھے۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بے عزتی کے احساس سے چھلک پڑی تھی۔۔۔

انہوں نے گیٹ کے پاس پہنچ کے اسے۔۔۔۔نیچے زمین کے سپرد کیا تھا۔۔۔

وہ منہ کے بل زمین پہ گری تھی۔۔۔

اس کی کہنی زخمی ہوئی ی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھوں کے بل اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔

تو نظر کسی کے جوتوں پہ پڑی۔۔۔۔

اس نے اسی سیدھ میں دیکھا

سامنے شاہ کھڑا تھا۔۔۔

وہ بس روتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

مسز شیراز بھی وہی ساکت کھڑی تھی۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کے اسے کندھوں سے تھام کے کھڑا کیا تھا۔۔۔

وہ سہم کے اس کے چوڑے سینے کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔۔۔۔

”ام کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ ابتھل کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہی ہیں۔۔۔۔۔“؟

وہ جیسے غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔۔

”شاہ یہ دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔۔۔“

وہ اس کی طرف بڑھی جب شاہ نے انہیں ٹوکا۔۔۔۔

”میری بیوی۔۔۔۔۔“۔۔۔۔۔۔

اس نے لفظ بیوی پہ زور دے کے سختی سے کہا۔۔۔۔۔

ان کے لہجے کی تیزی میں کمی آئی

”یہ گھٹیا۔۔۔۔۔

وہ پھر کچھ کہتے ہوئے آگے بڑھی تھی۔۔۔۔۔

”میری بیوی۔۔۔۔۔“

اس نے ہونٹ بھینچ لیے۔۔۔۔۔

وہ غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔۔۔۔

”شاہ یہ تم اس دو ٹکے کی لڑکی۔۔۔۔۔“

اس سے پہلے کے وہ اپنا جملہ پورا کرتی۔۔۔۔۔

شاہ کی ہمت جواب دے گئی۔۔۔۔

”یہ دو ٹکے کی لڑکی نہیں ہے۔۔۔“ام۔۔۔۔۔”میری بیوی ہے۔۔۔۔۔“

میری عزت۔۔۔۔۔

اس نے چلا کے کہا تھا

مسز شیراز کا دل دہل گیا تھا۔۔۔۔۔

ابتھل بس ڈری سہمی سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اور آپ نے میری بیوی کو اس گھر سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔۔۔۔ملازموں کے سامنے اس کی تذلیل کی۔۔۔۔"

"میری پاک دامن بیوی کے سر سے دوپٹہ تک ڈھلک گیا۔۔۔۔۔"

وہ غرایا تھا۔۔۔۔

مسز شیراز بس منہ کھولے۔۔۔۔۔اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ابتھل نے بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔

مام اٹس لاسٹ وارننگ فار یو۔۔۔۔۔

اگر آپ نے آئندہ ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی تو۔۔۔۔میں بھول جاؤں گا۔۔۔۔۔

آپ میری ماں ہیں۔۔۔۔۔

چلو ابتھل۔۔۔۔

اس نے ابتھل کا ہاتھ پکڑا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

مسز شیراز صوفے پہ ڈھ سی گ ئی۔۔۔۔

دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔۔۔۔

پانی سر سے اوپر جاچکا تھا۔۔۔۔

❤❤❤❤

ہونٹوں میں گلوں کی نرم خوشبو

باتوں میں تو شہد گھولتا تھا۔۔۔۔

جلتے مدہم کی ذرد روشنی میں اس نے گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھے شاہ کو دیکھا۔۔۔

جو اس کی کہنی اپنے گھٹنے پہ ٹکائے جائی زہ لے رہا تھا۔۔۔۔

ابتھل نے مسکرا کہ اسے دیکھا۔۔۔۔

اسے پتہ چل گیا تھا وہ اس کی ماں کو کیوں اتنا پیارا تھا۔۔۔

اس نے۔۔۔۔پاؤڈین فرسٹ ایڈ باکس میں سے نکال کے اس کے زخم پہ لگائی تو۔۔۔۔اس نے بامشکل اپنی سسکی روکی۔۔۔

شاہ نے نظر اٹھا کہ دیکھا تو وہ مسکرا دی۔۔۔

"تھینک یو۔۔۔شاہ۔۔۔۔"

اس نے آہستہ سا کہا۔۔۔۔

"کس لیے۔۔۔"

وہ پٹی کر رہا تھا۔۔۔

اپنی مما کے سامنے مجھے ڈیفینڈ کرنے کے لیے۔۔۔۔

اس نے نارمل سے انداز میں کہہ کے۔۔۔شاہ کے معصوم چہرے کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ متفکر لگ رہا تھا۔۔۔۔

"اس کا خیال رکھنا۔۔۔۔اسے پانی سے بچانا۔۔۔۔"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔اس کی لٹھ کان کے پیچھے اڑستا۔۔۔ مسکراتا ہوا۔۔۔۔الماری کی طرف گیا۔۔۔۔

وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی ی اس کے پیچھے گ ئی۔۔۔۔

وہ الماری میں سے کپڑے نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔

اس نے بہت پیار سے پکارا۔۔۔۔

”جی کرے شاہ۔۔۔“

اس نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تھا۔۔۔۔

وہ کھکھلا کہ ہنسی تھی۔۔۔۔

”میں آپ کو کیسی لگتی ہوں۔۔۔۔۔“

اس نے ایک ہاتھ الماری پہ رکھ کے تقریباً شرماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شاہ نے ہونٹ سکیٹر کے اسے دیکھا تھا۔۔۔جو سر جھکائے شرما رہی تھی۔۔۔۔

”پھر اس کے قریب آ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔۔۔

”تم پیاری ہو۔۔۔۔۔۔اور پیاری لگتی ہو۔۔۔۔۔“

وہ سرگوشی کرتا۔۔۔۔۔

آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔

وہ جھنپ کے مسکرا دی۔۔۔۔۔

قتل گاہوں کی طرح سرخ ہے رستوں کی جبیں

اک قیامت تھا میرا آبلہ پا ہو جانا۔۔۔۔۔

آج صبح سے ہی اس وسیع و عریض بنگلے پر ابر رحمت برس رہی تھی۔۔۔۔۔

بارش کے ان قطروں نے جہاں۔۔۔۔ موسم کو خوشگوار کیا تھا۔۔۔ وہی سردی کی شدت میں بھی اضافہ کیا

تھا۔۔۔

دسمبر کی اس سرد صبح میں ویسے بھی۔۔۔۔ عجیب سی سوگواریت تھی۔۔۔۔۔

کہیں بدلے کی آگ کا جلتا ہوا شعلہ۔۔۔۔ بھڑک رہا تھا۔۔

کہیں کسی کو حاصل کرنے کی امید۔۔۔۔۔۔

کہیں۔۔۔۔۔

کسی کو تباہ کرنے کی سازش۔۔۔۔

اس وسیع و عریض بنگلے کے مکین۔۔۔ اپنی ہی دھن میں مگن بہت کچھ سوچ رہے تھے۔۔۔

نچلی منزل کے اس بڑے اور عالیشان کمرے میں۔۔۔۔ وہ نائٹ سوٹ میں ملبوس۔۔۔ کھلے بال شانوں پہ

گرائے۔۔۔ جو نیچے سے مڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ اکڑی گردن مزید اکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔ چہرے سے متفکر

دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔۔ انگلی میں پہنی ہوئی قیمتی انگھوٹھی۔۔۔ دوسرے ہاتھ کی شہادت کی انگلی کی

مدد سے اوپر نیچے کرتی۔۔۔۔ یہاں سے وہاں پورے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔۔

باتھ روم کا دروازہ کھول کے شیر از شاہ نکلے تھے اور ایک سرسری نظر۔۔۔۔ اپنی مغرور بیوی جو اب بے چین

دکھ رہی تھی۔۔۔ آگے بڑھ کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو گئے۔۔۔ تولیے سے بال سوکھا کہ تولیہ

ایک طرف رکھا۔۔۔ انہوں نے اس وقت سادہ سی سفید رنگ کی قمیض شلوار پہن رکھی تھی۔۔۔ کف اوپر

کی طرف فولڈ کیے۔۔۔۔۔

مسز شیر از نے ان کو ایک نظر دیکھا تھا

ایک جوان بیٹے کے ہوتے ہوئے۔۔۔ بھی وہ آج بھی اتنے ہی۔۔۔ خوبرو تھے۔۔۔۔۔ جتنے شادی کے وقت تھے

وہ الیکشن جیت چکے تھے۔۔۔۔۔ رات کو ہی گھر واپس لوٹے تھے۔۔۔۔۔

رات دیر سے لوٹے تھے

شاہ سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔۔

شاہ کو کون سی دلچسپی تھی۔۔۔۔۔؟

وہ کنگھی کرنے کے بعد۔۔۔۔ پیچھے کھڑی ماریہ کی طرف مڑے تھے

جو ہاتھ باندھے انھیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"ماریہ۔۔۔۔ آج شام کو میں اپنی جیت کی خوشی میں ایک فنکشن ارینج کروا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ جیسے کہ میں الیکشن جیت چکا ہوں تو میری کوئی ی بھی چیز پرسنل نہیں رہی اب۔۔۔۔۔ تو شاہ کی شادی بھی پرسنل نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔

انہوں نے۔۔۔۔۔ الماری سے اپنی واسکوٹ نکالتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

مسز شیراز دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کہ کھڑی انہیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔

لہازہ۔۔۔۔ اس لڑکے کے بیان کی وجہ سے اس دن ہونے والا ہنگامہ تو دب گیا۔۔۔۔ لیکن میں چاہتا ہوں ہم ایک دفعہ ابتھل اور شاہ کو میڈیا کے سامنے۔۔۔۔ لا کے لوگوں کے منہ بند کروا دیں۔۔۔۔۔ جو لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ۔۔۔۔ ان دونوں کی ازواجی زندگی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔ یا یہ شادی محض ایک سمجھوتہ ہے۔۔۔۔"

انہوں نے واسکوٹ ماریہ کی طرف بڑھائی ی۔۔۔۔

اس نے تھام لی۔۔۔۔۔

اور آگے بڑھ کہ۔۔۔۔۔انہیں پہنائی ی۔۔۔۔۔۔

پھر پیچھے ہو کے کھڑی ہو گ ئی۔۔۔۔

”میں جانتا ہوں۔۔۔۔ان دونوں کی ازواجی زندگی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔لیکن ڈرامہ کرنے میں کیا خرج ہے۔۔۔۔“

انہوں نے ٹھہر کے ماریہ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”یہ آپ کی غلط فہمی ہے شیراز وہ دونوں خوش ہیں۔۔۔۔۔“

اس کے لہجے میں عجیب سی حسد تھی۔۔۔۔۔۔

”اوہ اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ہمارا بیٹا خوش رہے اس سے بڑھ کے خوشی کی بات کیا ہے۔۔۔۔۔“؟

وہ اپنے اوپر پرفیوم چھڑک رہے تھے۔۔۔۔۔

گلاب کے پھولوں کی مصنوعی خوشبو پورے کمرے میں پھیل رہی تھی۔۔۔۔۔

”اچھا تم شاہ کو بتا دینارات کے فنکشن کے بارے میں۔۔۔۔۔اور اگر کسی کو انوائی ٹ بھی کرنا ہے تو کر دینا۔۔۔۔۔۔“

وہ سرسری سا کہتے ہوئے آگے بڑھ گ ئے تھے۔۔۔۔

”میں نے کسے انوائی ٹ کرنا ہے۔۔۔۔۔“

وہ سر جھٹکی ہوئی ی۔۔۔۔۔بیڈ پہ بیٹھ گ ئی۔۔۔۔۔

انگلیوں کی پوروں سے ماتھے کو مسلا۔۔۔۔

پھر ایک دم چونکی۔۔۔۔۔

چہرے پہ۔۔۔۔۔۔۔ عجیب سا تاثر آیا۔۔۔۔

کسی زہریلی ناگن جیسا۔۔۔۔۔

جو اپنے ہی بچے نگل جائے۔۔۔۔۔

”ہاں ایک بندے کو تو میں نے بھی انوائی ٹ کرنا ہے۔۔۔ کچھ لوگ کتنے اچھے وقت پر یاد آتے ہیں۔۔۔“

ان کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ ابھر کے معدوم ہوئی ی۔۔۔۔

ٹیبل سے موبائی ل اٹھایا۔۔۔۔

وہ اب کسی کا نمبر ڈائی ل کر رہی تھی

❤❤❤❤❤

میری آنکھوں کے سمندر میں اترنے والے

کون جانے۔۔۔۔۔تری قسمت میں ہے کیا ہو جانا

بارش تھم جانے کے بعد۔۔۔۔ سورج نکل آیا تھا۔۔۔۔ اب سورج کی کرنوں نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔

یہ دوپہر۔۔۔۔۔ سرد تھی۔۔۔۔ لیکن دھوپ کی تپش نے سردی کی شدت میں کمی کر دی تھی

وہ اونچی ہیل والے شوز پہنے۔۔۔۔۔ چلتی ہوئی ی۔۔۔ اس وسیع و عریض بنگلے کے اندر داخل ہوئی ی تھی۔۔۔۔

سرخ و سفید رنگت۔۔۔۔۔ متناسب نقوش۔۔۔۔۔ کھڑی مغرور ناک۔۔۔۔۔ چھوٹے چھوٹے ہونٹ۔۔۔۔۔۔ دبلی پتلی۔۔۔۔۔ درمیانے قد والی ایک۔۔۔۔۔ اکیس بائیس سالہ لڑکی تھی۔۔۔۔۔ چہرے پہ بیزاریت سجائے۔۔۔۔۔ مغرور سی اندر داخل ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

چھوٹا سا فراک۔۔۔۔۔نیچے ٹائیٹ پینٹ پہنے۔۔۔۔آنکھوں پہ سن گلاسز چڑھائے۔۔۔۔

اس نے پاس کھڑی ملازمہ کو روکا تھا۔۔۔

"مسز شیراز.....کہاں ہیں۔۔۔۔؟

وہ کھلے بالوں کو جھٹکتی۔۔۔ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں ہیں۔۔۔۔

ملازمہ اس مغرور سی لڑکی کو ایک نظر۔۔۔گھورتی۔۔۔آگے بڑھ گئی۔۔۔

اور ان کا کمرہ کدھر ہے۔۔۔؟

اس نے اب کی بار۔۔۔۔ہاتھ باندھ کے غرور سے کہا۔۔۔

جیسے وہ سامنے کھڑی۔۔۔ملازمہ کو حقیر سمجھ رہی ہو

"آپ ہیں کون۔۔۔۔"؟

ملازمہ۔۔۔۔کو یہ مغرور سی لڑکی بہت۔۔۔۔بری لگی تھی۔۔۔۔

تب ہی وہ اپنے لہجے کی تیزی چھپا نہیں پائی تھی۔۔۔

"میں مسز شیرازی کی مہمان ہوں۔۔۔۔"

اس نے۔۔۔۔اب کی بار اس کے قریب ہو کہ۔۔۔۔قدرے اونچی آواز میں جیسے اسے باور کروایا۔۔۔۔

"میں آہستہ بھی سن سکتی ہوں۔۔۔"

ملازمہ کو اس کی بات ناگوار گزری تھی۔۔۔

اس کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔۔۔

چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔۔۔۔

”تم دو ٹکے کی نوکرانی مجھے بولنا سکھا رہی ہو۔۔۔۔۔“

اس نے اسے بازو سے پکڑ کے دبوچ کے اپنے قریب کیا۔۔

وہ گھبرا گئی۔۔۔۔۔

”یہاں کیا شور ہو رہا ہے۔۔۔۔“

آواز پہ دونوں نے پلٹ کے پیچھے دیکھا تھا۔۔۔

سرد مہری سے کہتے ہوئے۔۔۔۔۔لمبے گاؤن میں ملبوس۔۔۔نک سک سی تیار۔۔۔مسز شیراز کھڑی تھی۔۔۔۔۔

اس لڑکی نے ایک جھٹکے سے ملازمہ کو چھوڑا

تنے ہوئے اعصاب یکدم ڈھیلے ہو گئے۔۔۔۔۔

مسکرا کہ مسز شیراز کی طرف دیکھا۔۔۔

ملازمہ کے پیچھے ہٹتے ہی۔۔۔ان کی نظر سامنے کھڑی اس لڑکی پر پڑی۔۔۔

جو ہاتھ باندھ کہ مسکرا کہ انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔

ایک سلگتی ہوئی نگاہ۔۔۔۔ملازمہ پر ڈالی۔۔۔۔۔جواب سر جھکا کہ کھڑی تھی۔۔۔۔

”دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔“

انہوں نے چلا کہ اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

تو ملازمہ نے بھاگ جانے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔

وہ اب مسکرا کہ پیچھے کھڑی لڑکی کی طرف پلٹی تھی۔۔۔۔

جو اکتاہی ہوئی سی لگ رہی تھی۔۔۔۔

آرام سے اس کا بازو تھام کے اسے اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔۔۔۔۔

پھر اسے صوفے پہ بیٹھایا

اور دروازے کو کنڈی لگادی۔۔۔۔۔

وہ لڑکی جانچتی نظروں سے ہر حرکت نوٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

ساتھ ساتھ طنزیہ مسکرا بھی رہی تھی۔۔۔۔۔

پھر وہ فرصت سے اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔

”کیسی ہو ارشفہ۔۔۔۔۔“

انہوں نے گلے میں پہنی ہوئی سی قیمتی چین کے موتی کے ساتھ کھیلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

”کیسی نظر آرہی ہوں آپ کو۔۔۔۔۔“

اس نے لاپرواہی سی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔

”ہمیشہ کی طرح بہت پیاری۔۔۔۔“

انہوں نے چین کے ساتھ کھیلتے ہوئے ہی اس کی طرف جھک کے مسکرا کہ کہا۔۔۔۔

مکھن لگانے میں تو وہ صدا کی ماہر تھی۔۔۔۔

”تم تو مجھے شروع سے ہی۔۔۔۔۔بہت پیاری ہو۔۔۔۔۔ہمیشہ سے ہی میں چاہتی تھی کہ تم میری۔۔۔۔بہو بنو۔۔۔۔لیکن تمہاری ناسمجھی کی ایک غلطی نے۔۔۔۔سب کچھ برباد کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ چین کے ساتھ کھیلتے ہوئے افسردگی سے بولی تھی۔۔۔۔بات کے آخر میں چہرے پہ بے چارگی سجا کے۔۔۔۔رک کے اس کے تاثرات دیکھے تھے۔۔۔۔

جو آنکھوں کی پتلیاں سکیڑ کے۔۔۔۔پر سوچ نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

”میں نے شاہ سے معذرت کی تھی۔۔۔۔“

اور مجھے پورا یقین ہے۔۔۔۔اس وقت وہ حادثہ اس کے لیے نیا نیا تھا۔۔۔۔جس کی وجہ سے۔۔۔۔وہ مجھ سے بد ظن ہوا تھا۔۔۔۔لیکن میں جانتی ہوں۔۔۔۔اب بھی اگر میں جا کے اس سے کہوں۔۔۔کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں تو وہ انکار نہیں کرے گا۔۔۔۔

وہ کان میں پہنے چھوٹے چھوٹے ائی رینگز کے ساتھ کھیلتی۔۔۔مسکراتے ہوئے اپنے ازلی گھمنڈی لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔

مسز شیراز نے ہلکا سا طنزیہ مسکرا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔

”میری جان وقت ایک سا نہیں رہتا۔۔۔۔وہ وقت اور تھا اب شاہ نے شادی کر لی ہے۔۔۔۔“

انہوں نے مسکرا کہ نارمل لہجے میں کہہ کہ گویا۔۔۔بم

پھوڑا تھا۔۔۔

اس کا ائی رینگ کے ساتھ کھیلتا ہاتھ یکدم ساکت ہوا تھا۔۔۔

پھر آنکھوں میں بے یقینی لیے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

”ہاں میری جان یہ سچ ہے میں بالکل اس لڑکی کو پسند نہیں کرتی۔۔۔۔“

”میں کیا شاہ بھی اسے زیادہ پسند نہیں کرتا اس کے دل میں کل بھی تم تھی آج بھی تم ہو۔۔۔۔وہ وقتی طور پہ شاہ کے دل پہ قابض ہو سکتی ہے۔۔۔لیکن پہلی محبت تو پہلی ہی ہوتی ہے۔۔۔۔“

انہوں نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کہ گویا اسے سمجھایا تھا۔۔۔۔

”بس تم ایک دفعہ اس کے سامنے آؤ پھر کمال دیکھو۔۔۔۔“

وہ زبردستی مسکرائی ی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر انہیں دیکھا تھا پھر ان کے ہاتھ کو۔۔۔۔

"اور میں شاہ کے سامنے کب آؤں گی۔۔۔۔"؟

اس نے خود کو سنبھال لیا تھا۔۔۔۔۔

"آج رات۔۔۔۔۔جو جیت کی خوشی میں سلیبریشن ہے۔۔۔اس میں تم میری مہمان ہو۔۔۔۔۔"

انہوں نے۔۔۔۔۔۔مسکرا کہ کہا تھا

پھر ٹیک لگا لی تھی۔۔۔۔

"میں ابھی چلتی ہوں رات کو ملوں گی۔۔۔۔"

اس نے ٹیبل سے اپنی سن گلاسز اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ضرور۔۔۔۔

انہوں نے مسکرا کہ اسے کہا تھا۔۔۔۔

وہ جانے لگی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ اس کے قریب آئی ی تھی۔۔۔۔

اسے کندھوں سے پکڑا تھا۔۔۔۔

"تم مجھے بہت عزیز ہو۔۔۔۔۔یہ جگہ تمہاری ہے۔۔۔۔یہاں پہ تمہیں ہونا چاہی ئے۔۔۔۔اور اگر انسان میں صلاحیت ہو۔۔۔۔۔۔تو۔۔۔انسان کسی بھی وقت کسی کی بھی جگہ چھین سکتا ہے۔۔۔۔"

انہوں نے پیار سے اس کی تھوڑی کو چھویا تھا۔۔۔۔

وہ سر ہلا کہ کمرے سے باہر نکل گ ئی تھی۔۔۔۔

انہوں نے مسکرا کہ اسے جاتے دیکھا تھا

❤❤❤❤❤

بے طلب درد کی دولت سے نوازو مجھ کو

دل کی توہین ہے مرہون دعا ہو جانا۔۔۔۔

یہ شام اس وسیع و عریض بنگلے پر۔۔۔۔۔خوشگواریت سمیٹے ہوئے اتری تھی۔۔۔۔

ہر طرف۔۔۔۔گلاب کے پھولوں کی مہک تھی۔۔۔۔

تازہ پھولوں کے ساتھ۔۔۔۔اس پورے محل نما بنگلے کو سجایا گیا تھا۔۔۔۔

اس بنگلے کے لان میں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا

سب لوگ قیمتی ملبوسات پہنے۔۔۔۔ایک دائی رے کی شکل میں کھڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

ایک طرف شیر از شاہ۔۔۔۔قیمتی لباس پہنے۔۔۔۔اپنی پرانی ہی ٹھاٹھ کے ساتھ کھڑے لوگوں سے مبارک باد وصول کر رہے تھے۔۔۔

ساتھ ہی قیمتی کالے رنگ کی ساڑھی پہنے۔۔۔۔اونچی ہیل پہنے اور بالوں کا اونچا سا جوڑہ بنائے چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ سجائے۔۔۔۔مسز شیر از کھڑی تھی

نظریں بار بار بھٹک کے دروازے تک جاتی تھی۔۔۔پھر تیزی سے ہاتھ میں بندھی قیمتی گھڑی پر ٹائم دیکھتی پھر نظر اٹھا کہ۔۔۔کالے رنگ کی قمیض شلوار پہنے۔۔۔۔بال ترتیب سے سیٹ کیے ہوئے اور بڑھی ہوئی شیو۔۔۔۔جو اس کی شخصیت کو مذید نکھارتی تھی۔۔۔لوگوں سے باتوں میں مصروف شاہ کو دیکھتی۔۔۔

ان کی گردن فخر سے مذید اکڑ جاتی۔۔۔

پھر ایک کاٹ دار نگاہ۔۔۔۔دوسری طرف۔۔۔۔کھڑی ابتہل پہ ڈالتی۔۔۔

جس نے پاؤں کو چھوتا ہوا عبایہ کی شکل کا ہی فراک پہن رکھا تھا سر پہ حجاب اوڑھے۔۔۔ چہرے کو پردے سے ڈھک رکھا تھا۔۔۔ گردن اونچی کر کے اعتماد سے ایک طرف کھڑی تھی۔۔۔

انھوں نے نگاہیں پھیر لی۔۔۔

پھر ان کے چہرے پہ ایک دم مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔ مین دروازے سے۔۔۔۔ وہ بال کھولے۔۔۔۔ آدھی آستینوں والا فراک پہنے۔۔۔۔ مغرور سی لڑکی۔۔۔ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

پھر ماریہ کے ساتھ نگاہوں کا تصادم ہوا۔۔۔۔

ماریہ کی طرف سے گرین سگنل ملنے پر

وہ بالوں کو ہاتھ کی مدد سے سیٹ کرتی۔۔۔۔ شاہ کی۔۔۔ طرف بڑھی۔۔۔

وہ اسے بہت وقت بعد دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ دبلا پتلا لڑکا۔۔۔

اب بہت بدل گیا تھا۔۔۔

اس کے اندر ایک عجیب سی کشش تھی۔۔۔

کالا رنگ پہنے تو۔۔۔ وہ ویسے بھی سیدھا دل میں اتر جاتا تھا۔۔۔

وہ ویٹر کی ٹرے سے جوس کا ایک گلاس۔۔۔ پکڑے ایک ادا سے چلتی ہوئی شاہ۔۔۔۔ کی طرف بڑھی۔۔۔ جو اپنے پاس کھڑے۔۔۔ لوگوں کو مسکرا کہ ہاتھ ملاتا۔۔۔ ابتھل کی جانب بڑھنے لگا

"میر شاہ۔۔۔"

کسی کے بلانے پر۔۔۔ اس نے پلٹ کے دیکھا تھا

پھر کتنی دیر یونہی کھڑا رہا تھا۔۔۔

جیسے اس کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو

پھر اس کی طرف گھوما تھا۔۔۔

"جی" کہی ئے

اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

اور لہجہ بھی نارمل تھا۔۔۔

کسی بھی قسم کے طنز سے پاک۔۔۔۔

وہ جو کسی شاک کی امید رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔

ایک دم شرمندہ ہوئی ی تھی۔۔۔

"کیسے ہو۔۔۔۔"

وہ چلتے چلتے اس کے قریب آئی ی تھی۔۔۔

"میں بالکل ٹھیک بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ کندھے اچکا کہ کہا۔۔۔۔۔

اس کا ڈمپل واضح تھا۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ کے رہ گ ئی۔۔۔۔

سنا ہے شادی کر لی تم نے۔۔۔۔۔

اس نے مصنوعی افسردگی لہجے میں سموتے ہوئے۔۔۔ کہا۔۔۔۔۔

"ہاں وہ ہے میری بیوی۔۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ انگلی سے ابتہل کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

جس کی پیٹھ۔۔۔۔۔شاہ کی طرف تھی۔۔۔۔

”تمہیں اچھی لگتی ہے۔۔۔۔“؟

اس نے ناخن سے گلاس کو ٹچ کرتے ہوئے۔۔۔۔۔چھبتی ہوئے نظروں سے اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا

وہ پیاری ہے۔۔۔۔۔اور مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔۔۔۔

اس کی نظروں میں اس کے لیے پیار تھا

اب ہٹو۔۔۔۔۔۔اگر میری بیوی نے مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو

وہ مجھے چھوڑے گی نہیں۔۔۔۔

”اصل میں اس معاملے میں وہ بھی مشرقی عورتوں جیسی ہے۔۔۔۔“

اس نے مسکرا کہ شانے اچکا دیئے۔۔۔۔۔

اور سامنے کھڑی لڑکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

”اور کیا اسے تمہارے اور میرے تعلق کے بارے میں پتہ ہے۔۔۔۔۔“

اس کے کہنے پہ شاہ نے پلٹ کے اسے دیکھا تھا

پھر آنکھیں سکیڑی تھی۔۔۔۔۔

”میرا تمہارا کون سا تعلق“؟

اس نے اس کے قریب جا کے۔۔۔۔۔ایک ابرو اچکا کہ اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

”کیا تم نہیں جانتے۔۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ باندھ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اسی لمحے ابتھل نے پیچھے مڑ کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر خاموشی سے نظریں پھیر لی تھی۔۔۔۔

”ایک منٹ اریشفہ۔۔۔۔۔۔میرا تمہارا۔۔۔۔۔۔صرف اتنا تعلق تھا۔۔۔۔۔کہ۔۔۔۔۔میری ماں نے تم سے میرا رشتہ طے کیا تھا۔۔۔۔۔میں تم سے تھوڑا بہت اٹیچ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔پھر میرے ساتھ وہ۔۔۔۔۔حادثہ پیش آیا تھا۔۔۔۔اور تم نے رشتہ ختم کر دیا تھا بس۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ اٹھا کہ کہا۔۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔وہ سامنے جو لڑکی کھڑی ہے نا۔۔۔وہ میری بیوی ہے مجھے بہت عزیز ہے۔۔۔۔

وہ آرام آرام سے ٹھہر ٹھہر کے کہہ رہا تھا۔۔۔۔

اور میں نہیں چاہتا۔۔۔۔۔اسے تھوڑی سی بھی تکلیف پہنچے۔۔۔۔۔یا وہ مجھے اور تمہیں ساتھ کھڑا دیکھ کہ کچھ بھی سوچے۔۔۔۔

لہازہ۔۔۔۔۔

آگے تم خود سمجھدار ہو۔۔۔۔۔آئندہ یہ مت کہنا تمہارا میرا کوئی تعلق ہے۔۔۔۔

وہ اسے اپنی انگلی سے وارن کرتا آگے بڑھ گیا تھا

اور اس نے ایک درد بھری مسکراہٹ چہرے پہ سجا کے۔۔۔پلٹ کے ابتھل کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو مسکرا مسکرا کہ لوگوں سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اسے اس سے حسد محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

اس نے نظر اٹھا کہ۔۔۔۔۔شاہ کی طرف دیکھا تھا

جو شیراز شاہ کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔۔۔

وہ اب ابتھل کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

کتنے خوابیدہ مناظر کو جگائے

جاگتی آنکھوں کا پتھرایا ہوا ہو جانا۔۔۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی۔۔۔ابتھل کے قریب گ ئی تھی۔۔۔

پھر گلہ کھنکار کے اسے متوجہ کیا تھا۔۔۔

”تمہارے پانچ منٹ چاہیے۔۔۔۔“

وہ ایک ادا سے کہتی ہوئ ی۔۔۔رخ موڑ کے دوسری طرف کھڑی ہو گ ئی تھی۔۔۔

ابتھل ایکسیکوز کرتی اس کی طرف آئ ی تھی۔۔۔

”جی“

اس نے اس کے قریب آ کے۔۔۔قدرے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

شور زیادہ تھا۔۔۔۔

”تم شاہ کی بیوی ہو نا۔۔۔“

وہ قدرے بدتمیزی سے مدعے پہ آئ ی تھی۔۔۔۔

”ہاں۔۔۔“

اس نے دوٹوک جواب دیا تھا۔۔۔

”اچھا یہ۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ میں پکڑے موبائ ل پہ انگلیاں۔۔۔۔ پھیری پھر ایک تصویر پہ کلک کیا۔۔۔

جہاں شاہ اس لڑکی کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔۔

ابتھل نے۔۔۔۔بس اسے ایک نظر دیکھا تھا۔۔۔۔

"کہا۔۔۔کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔"

البتہ آنکھوں کی لو بجھ گ ئی تھی۔۔۔۔

"پوچھو گی نہیں کون ہوں میں۔۔۔۔"

اس نے ہاتھ باندھ کے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

"کون ہو۔۔۔۔"

اسے اپنی آواز کسی کھائی ی سے آتی ہوئی ی محسوس ہوئی ی۔۔۔۔

"شاہ کی منگیتر۔۔۔۔"

اس نے اپنی طرف سے بہت بڑی بات کی تھی۔۔۔

لیکن سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھیں کسی بھی تاثر سے پاک تھی

وہ یکدم بے چین ہوئی ی تھی۔۔۔۔

"آپ سابقہ منگیتر ہیں۔۔۔اوہ تو وہ آپ ہیں۔۔۔؟

اس نے آنکھیں سکیڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اور وہ مسکرا کہ کوئی ی بات سننے کی منتظر تھی۔۔۔۔

"شاہ نے ایک دفعہ ذکر کیا تھا۔۔۔۔آپ کا۔۔۔۔۔

"آپ ان کی سابقہ منگیتر ہیں۔۔۔۔۔"

اس نے سابقہ منگیتر پہ اچھا خاصا زور دیا تھا۔۔۔۔

”لیکن زیادہ کبھی بات نہیں ہوئی ی۔۔۔۔۔

وہ کیا ہے نا۔۔۔۔ آپ تو سابقہ ہیں۔۔۔۔ گزر چکی ہیں۔۔۔۔ آئی ی گ ئی ہو گ ئی ہیں۔۔۔۔ میں شاہ کی موجودہ بیوی ہوں۔۔۔۔ ان کا سب کچھ میرا ہے۔۔۔۔۔

وہ مجھ سے کوئی ی بات نھیں چھپاتے۔۔۔۔

سرسری ذکر آپ کا بھی ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے مسکرا کہ اسے بہت کچھ باور کروایا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔۔۔۔

”شاہ کو میں نے ریجیکٹ کیا تھا۔۔۔۔“

اس نے سلگتی نظروں سے اسے دیکھ کہ آخری تیر پھینکا تھا۔۔۔۔۔

”پھر تو آپ واقعی بدنصیب ہیں۔۔۔۔ کہ آپ کو قیمتی چیزوں کی پہچان نہیں۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ باندھ کے آرام سے کہا۔۔۔۔۔

”اور میرا شوہر مجھے ہر بات بتاتا ہے۔۔۔۔ باہر کے لوگوں کو میں زیادہ اہمیت نہیں دیتی۔۔۔۔“

”اور میرا شوہر میرا فخر ہے اس کا ماضی جیسا بھی ہے مجھے کوئی ی مطلب نہیں ہے۔۔۔۔“ وہ میرا حال ہے اور شاہ ہی میرا مستقبل ہے۔۔۔۔ میں اس کے حال اور مستقبل کی ذمہ دار ہوں۔۔۔۔ اور شاہ میرا ہے۔۔۔۔ اس کی زندگی میں۔۔۔۔ بھی میں ہی ہوں۔۔۔۔ باقی سب لوگ۔۔۔۔ جو بھی تھے گزر گ ئے ہیں۔۔۔۔ میرا شوھر میرا فخر ہے

اس نے مسکرا کہ شاہ کی طرف دیکھا تھا شاہ نے بھی پلٹ کے دیکھا تھا اور مسکرایا تھا۔۔۔۔

اس لڑکی کے تنے ہوئے اعصاب دیکھ کہ۔۔۔۔ مسز شیراز پریشان ہوئی ی تھی۔۔۔

"بہت اچھا لگا۔۔۔۔ آپ سے مل کے۔۔۔۔ میرے شوہر مجھے بلا رہے ہیں

وہ مسکرا کہ کہتی ہوئی ی

آگے بڑھ گ ئی پھر شاہ کا بازو تھام کے مسکرا کہ کھڑی ہو گ ئی۔۔۔

شاہ نے اس کا ہاتھ اپنے سینے پہ رکھا تھا۔۔۔۔

پرفیکٹ کپل۔۔۔۔۔

جائی زرشتہ۔۔۔

بیک وقت۔۔۔۔ مسز شیر از نے اور اس لڑکی نے ایک کاٹ دار نظر ان دونوں پہ ڈالی تھی۔۔۔۔

جو مسکرا کہ کوئی ی بات کر رہے تھے۔۔

وہ لڑکی پیر پٹھتی ہوئی ی۔۔۔۔ مین گیٹ سے باہر نکل گ ئی تھی۔۔

قصر آواز میں اک حشر جگا دیتا ہے

اس حسین شخص کا تصویر نما ہو جانا۔۔۔۔

آج صبح سے ہی اس وسیع و عریض بنگلے میں عجیب سا گھٹن ذدہ ماحول تھا..... حالانکہ اس گھر میں بسنے والے سب نفوس گھر میں ہی تھے۔۔۔۔ پھر بھی ایک عجیب سی ویرانی تھی۔۔۔۔

مسز شیر ازی سامنے۔۔۔۔ صوفے پہ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔ لمبا سا گاؤن پہنے۔۔۔۔۔ بالوں کو جوڑے میں لپیٹے۔۔۔۔ میک اپ سے عاری چہرہ۔۔۔۔ وہ ناخن تراشنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

سامنے والے صوفے پہ سنجیدہ سے شیر از شاہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھے موبائی ل پہ مصروف تھے۔۔۔۔۔

مسز شیر از پہلے سے تھوڑی نقاہت ذدہ۔۔۔۔ تھکی تھکی ہوئی ی لگ رہی تھی۔۔۔۔

شیر از شاہ نے ایک نظر اپنی کھڑی ناک والی مغرور سی بیوی کو دیکھا جو اب انگلیاں آپس میں جوڑ کے اپنے سیدھے ناخنوں کی شکل بدل کے انہیں تیڑھا کرنے میں مصروف تھی

وہ انہیں پہلے سے بہت کمزور لگی تھی شاید وہ اپنی صحت کھو رہی تھی۔۔۔۔۔

"ماریہ کیا میں یہ سمجھوں کہ تم بوڑھی ہو رہی ہو۔۔۔۔"؟

انہوں نے ایک لب دانتوں تلے دبا کہ ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔۔میری پچھلے کچھ دنوں سے طبیعت ٹھیک نہیں ہے شاید اس لیے۔۔۔۔۔آپ ایسا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے۔۔۔۔۔۔ایک نظر اپنے ناخنوں کو دیکھتے ہوئے سر سری سا کہا۔۔۔۔۔۔

"ڈاکٹر کو دیکھایا کیا تم نے۔۔۔۔۔؟"

انہوں نے نگاہیں موبائل پہ مرکوز کرتے ہوئے سر سری سا پوچھا تھا۔۔۔۔

"ہاں کل گئی تھی ڈاکٹر نے کچھ ٹیسٹ لکھ کے دیئے ہیں۔۔۔۔۔"

آج رپورٹس مل جائیں گی۔۔۔۔۔

وہ اپنے ناخن سیٹ کر چکی تھی۔۔۔۔۔سر پیچھے صوفے پہ ٹکا دیا تھا۔۔۔۔۔

"ہوں۔۔۔۔"

انہوں نے موبائل پہ کچھ ٹائپ کرتے ہوئے مخظ ہوں پہ اکتفا کیا۔۔۔۔۔۔

انہیں کوئی کال آئی وہ اٹھ کہ باہر چلے گئے۔۔۔۔۔

انہوں نے سکون سے آنکھیں موند لی تھی۔۔۔۔۔

انہیں بھی محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔۔وہ بوڑھی ہونے لگی ہیں۔۔۔۔۔۔

اسی لمحے ان کے فون کی بل بجی۔۔۔۔۔

انہوں نے آنکھیں کھول کے۔۔۔۔۔صوفے سے موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔

ڈاکٹر زہرہ کالنگ لکھا آرہا تھا۔۔۔۔۔

شاید رپورٹس آگ ئی تھی۔۔۔۔۔

انہوں نے کال پک کر کے فون کان کے ساتھ لگایا۔۔۔۔

"ہاں ڈاکٹر زہرہ کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔؟"

انہوں نے چین انگلی پہ لپیٹتے ہوئے مسکرا کہ پوچھا تھا۔۔۔۔۔

رپورٹس آگ ئی ہیں کیا۔۔۔۔۔؟

فون پہ طویل خاموشی چھانے کی وجہ سے وہ بے چین ہوئی ی تھی۔۔۔۔

ڈاکٹر زہرہ۔۔۔۔۔؟

وہ آگے کی طرف جھک کے بیٹھی۔۔۔۔۔انگلی پہ لٹھ لپیٹتے۔۔۔۔۔۔تشویش بھرے لہجے میں بولی

"مسز شیرازی۔۔۔۔۔۔رپورٹس آگ ئی ہیں۔۔۔۔اور مجھے افسوس سے کہنا پڑھ رہا ہے آپ کو بلڈ کینسر ہے لاسٹ سٹیج پہ۔۔۔۔۔"

الفاظ تھے کہ پگلا ہوا سیسہ۔۔۔۔۔۔جو ان کے کانوں میں کسی نے انڈھیل دیا تھا۔۔۔۔۔

فون یکدم ہاتھ سے چھوٹا تھا ذمین بوس ہوا تھا۔۔۔۔

انہوں نے سر ہاتھوں میں دے دیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ صدمے میں تھی۔۔۔۔۔رونا چاہتا بھی تھی آنکھیں پتھرا گ ئی تھی۔۔۔۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے۔۔۔۔شیراز شاہ۔۔۔۔۔۔نے چونک کے ان کی حالت دیکھی تھی۔۔۔۔۔

"ماریہ آریو اوکے۔۔۔۔۔"

انہوں نے قریب جا کے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے نظر اٹھا کہ بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔۔۔

آنکھوں میں کرب تھا۔۔۔۔۔

آنسو خود با خود ٹوٹ کے بہنے لگے تھے۔۔۔۔

"شیر از۔۔۔۔۔۔مجھے کینسر۔۔۔۔۔

بلڈ کینسر۔۔۔۔۔۔"

ٹوٹے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔۔۔

شیر از شاہ صدمے اور بے یقینی سے انہیں دیکھ کہ رہ گ ئے۔۔۔۔۔۔

جواب پھر صوفے پہ ڈھ سی گ ئی تھی۔۔۔۔۔

"مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔۔"شیر از میں موت کے منہ میں ہوں۔۔۔۔۔۔"

انہوں نے نظر اٹھا کہ اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جواب سیڑھیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔"

انہوں نے بس ایک لفظ کہا تھا۔۔۔۔

مسز شیر از نے روتے ہوئے سر اٹھا کہ اسی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اپنا ہی جسم مجھے تشنئ ہ فریاد لگے۔۔۔۔۔

میں نے چاہا تھا پہاڑوں کی صدا ہو جانا۔۔۔۔۔

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے۔۔۔۔۔۔شاہ کی طرف لپکی۔۔۔۔۔۔جو بے یقین سا سیڑھیوں کے پاس کھڑا تھا۔۔۔

ابتھل ایک طرف بس خاموشی سے کھڑی تھی

وہ شاہ سے لپٹ گئ ی تھی۔۔۔۔۔

"شاہ مجھے بچا لو شاہ میں مرنا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔"

وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی رو رو کے فریاد کر رہی تھی۔۔۔۔

اور شاہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ہسپتال کی وہ راہداری۔۔۔۔۔۔خون سے لتھڑا ہوا وجود۔۔۔۔۔ عجیب سی آوازیں۔۔۔۔۔۔

اسٹریچر کے ساتھ چلتی میک اپ شدہ چہرہ لیے۔۔۔ سنجیدہ سی مسز شیراز

"میں مرنا نہیں چاہتا ماما۔۔۔۔"

اس لڑکے نے نیم بے ہوشی میں فریاد کی تھی۔۔۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔۔اپنی ماں کو بچا لو۔۔۔۔۔"

انہوں نے اسے سوچ میں گم دیکھ کہ چہرہ تھتھپایا تھا۔۔۔۔۔

"ماما مجھے بچا لیں۔۔۔۔"

الفاظ کتنے ملتے جلتے تھے

آج چار سال بعد۔۔۔ تاریخ خود کو دہرا رہی تھی۔۔۔۔۔

لیکن ماما میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ آپ میرے ساتھ رکے۔۔۔۔۔

کتنے تھکے ہوئے الفاظ تھے۔۔۔۔۔

"میں تمہاری ماں ہوں نوکرانی نہیں ہوں۔۔۔"

ہاتھ چھوٹا تھا۔۔۔۔

شاہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔۔۔۔

مسز شیر ازی کی گرفت اس کے گریبان پہ ڈھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ بھی دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔۔

آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

وہ پلٹا تھا۔۔۔۔۔ پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا۔۔۔۔۔ غائب ہو گیا تھا۔۔۔۔

مسز شیر ازو ہی زمین پہ بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

ابتھل نے تقریباً روتے ہوئے اس مغرور عورت کو دیکھا تھا۔۔۔۔ جواب عبرت کی تصویر تھی

ایک منظر آنکھوں کے سامنے گھوما تھا۔۔۔۔۔

چارپائی پہ کھانستی ہوئی اس کی ماں۔۔۔۔ کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔۔ اگر وہ مجھے ایک دفعہ اپنے بیٹے سے ملنے دیتی۔۔۔۔۔

مانتی ہوں وہ ماں ہے۔۔۔۔۔ لیکن میں نے بھی اس کے ساتھ وقت گزارا ہے۔۔۔۔۔

اس کی ماں کتنی دکھی تھی۔۔۔۔

چارپائی پہ ان کے پاس بیٹھی۔۔۔۔۔ ابتھل نے دکھ سے اپنی ماں کو دیکھا تھا

"مجھے میری محبت کے عوض پیسے دے رہی تھی وہ۔۔۔۔۔۔ ارے مجھے تو اس لڑکے کی محبت مار گئی۔۔۔۔۔ ورنہ میں کبھی اپنی تذلیل کروانے وہاں نہ جاتی۔۔۔۔"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

انہوں نے دوپٹے کے پلو سے آنکھوں میں آئی ی نمی صاف کی۔۔۔۔۔

ابتھل نے نظریں جھکالی۔۔۔۔

"اماں۔۔۔۔اس لڑکے کے ساتھ آپ کا خون کا کوئی ی رشتہ نھیں ہیں۔۔۔۔ بھول جائی یں بس۔۔۔۔"

ابتھل کو اپنی ماں کا یوں۔۔۔۔رونا پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔

"ارے نہیں پاگل اس کے ساتھ میرا دل کا رشتہ تھا۔۔۔اور دکھ تو یہ ہے میں اس سے ملے بغیر ہی مر جاؤں گی۔۔۔۔"

ابتھل نے تڑپ کے اپنی روتی ہوئی ی ماں کو گلے لگایا تھا۔۔۔۔

وہ چونک کے ایک دم سے ہوش میں آئی ی تھی۔۔۔۔

اب منظر بدل چکا تھا۔۔۔۔

اب زمین پہ مسز شیراز بیٹھی تھی۔۔۔۔

اور ایک طرف تھکے ہارے بیٹھے۔۔۔۔شیراز شاہ۔۔۔۔

ابتھل سے نظریں چرا گئے تھے۔۔۔۔

ابتھل نے ایک نظر۔۔۔اس مغرور عورت کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جس کا سب کچھ مٹی میں ملنے والا تھا۔۔۔۔

وہ چاہنے کے باوجود ان سے ہمدردی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

کہیں نا کہیں وہ بھی ذمہ دار تھی۔۔۔۔اس کی ماں کی موت کی۔۔۔

کیا تھا جو وہ ایک دفعہ شاہ سے ملنے دیتی۔۔۔۔

اس نے سیڑھیاں چڑھنے کے لیے۔۔۔۔پاؤں آگے بڑھائے۔۔۔۔

جب کسی نے اس کا پاؤں پکڑ لیا۔۔۔

وہ کرنٹ کھا کہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔۔"

اسے حیرت تھی صدمہ تھا۔۔۔۔

آپ چھوڑیں میرا پاؤں پلیز آنٹی۔۔۔

اس نے جلدی سے جھک کے اپنا پیر نرمی سے چھڑوایا۔۔۔

پھر انہیں کندھے سے پکڑ کے کھڑا کیا۔۔۔۔

"میرا شاہ تمہاری ہر بات مانتا ہے نا۔۔۔۔ تم اس سے بولو نا۔۔۔۔ اپنی ماں کو معاف کر دے۔۔۔"

وہ روتے ہوئے التجا کر رہی تھی۔۔۔

ابتہل بس دکھ سے انہیں دیکھ رہی تھی

"مجھے میرا بیٹا واپس لٹا دو۔۔۔۔ ابتہل۔۔۔۔"

انہوں نے روتے ہوئے باقاعدہ ہاتھ باندھ دیئے تھے۔۔۔۔

ابتہل۔۔۔۔ نے نرمی سے ان کے ہاتھ پکڑے تھے۔۔۔

آپ فکر نہ کریں شاہ خود آپ کے پاس آئے گا۔۔۔۔ میرا وعدہ ہے آپ سے۔۔۔

اس نے نم آنکھوں سے کہا تھا

۔۔۔۔

مسز شیراز نے تشکر سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

شیراز شاہ نے بھی سر اٹھا کہ اسے دیکھا تھا۔۔۔

جواب زینے عبور کرتی۔۔۔کمرے کی طرف جارہی تھی

❤❤❤❤

اشک کم گو تجھے لفظوں کی قبا گر نہ ملے

میری پلکوں کی زباں سے ہی ادا ہو جانا۔۔۔

اس نے۔۔۔۔۔ہلکی سی دستک دے کے۔۔۔۔دروازہ کھولا تھا۔۔۔

ہیٹر کی وجہ سے کمرہ خاصا گرم ہو چکا تھا۔۔۔

اب تو حبس بھی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

وہ آنکھیں موندے بیڈ پہ لیٹا تھا۔۔۔۔

ابتھل آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب گئی تھی۔۔۔

اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

گویا اسے متوجہ کر رہی ہو۔۔۔۔

اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھی۔۔۔۔بس اس کے ہاتھ کے اوپر۔۔۔۔اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

وہ جانتی تھی۔۔۔وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔

اس کا ہاتھ ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔۔۔۔

شاہ۔۔۔

اس نے اس کی پلکوں کو ہولے سے چھویا تھا۔۔۔۔

پھر اس کے چہرے پہ دوسرا ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

آگے جھک کے اس کے ماتھے پہ بوسا دیا تھا۔۔۔

شاہ نے آنکھیں کھول دی تھی۔۔۔۔۔

لال آنکھیں۔۔۔۔۔ضبط کے آخری درجے پہ۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے ایسے کہا۔۔۔۔ جیسے وہ کسی چھوٹے بچے کو بہلا رہی ہو۔۔۔۔

"میری سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھی۔۔۔"گھٹن ہو رہی تھی مجھے۔۔۔۔۔"

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔۔میری ایک بات۔۔۔۔مانیں۔۔۔۔"

وہ ابھی بھی اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی

ہاتھ اس کا ابھی تک شاہ کے سینے پہ تھا۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"اٹھیں نماز پڑھیں۔۔۔۔۔"ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔۔"

اس نے پیار سے کہا۔۔۔۔

تو وہ عجیب سی بے بسی آنکھوں میں لیے اسے دیکھ کے رہ گیا۔۔۔۔

پھر نظروں کا زاویہ بدل دیا۔۔۔۔

جیسے آنکھیں نہ ملا پا رہا ہو۔۔۔۔

میں اللہ کے پاس نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔۔

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے ہی کہا تھا۔۔۔ نظریں نہیں ملائی تھی

"کیوں۔۔۔۔۔"

وہ حیران ہوئی ی تھی۔۔۔۔

”میرا اور ان کا تعلق۔۔۔۔چار سال پہلے ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔میں نے چار سال نماز نہیں پڑھی۔۔۔قرآن نہیں کھولا حتیٰ کہ کلمہ بھی نہیں پڑھا۔۔۔۔پتہ نہیں وہ سب کیا تھا دکھ تھی ضد تھی یا جو بھی تھا۔۔۔بہر حال۔۔۔۔میں اب شرماتا ہوں کیسے اس کے پاس جاؤں نظر نہیں اٹھا پاؤں گا میں تو۔۔۔۔میں نے تو خود کو تباہ کر دیا کوئی ی لکیر سی کھینچ دی درمیان میں۔۔۔۔میں تو اس کو بھول گیا اس کو جس نے مجھے پیدا کیا۔۔۔میں ایک بے قدرہ انسان ہوں۔۔۔انسان واقعی ہی بہت بے وفا ہے

وہ باہر نیلے آسمان کو گھورتے ہوئے۔۔۔آھستہ سا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کو سن رہی تھی۔۔۔۔۔

جب وہ خاموش ہوا تب وہ بولی تھی۔۔۔۔

اس کے سینے پہ بازو ٹکائے وہ ہولے سے مسکرائی ی تھی۔۔۔۔

شاہ بس خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

”شاہ آپ کو پتہ ہے۔۔۔۔انسان کا سب سے مضبوط رشتہ۔۔۔۔صرف اپنے خدا کے ساتھ ہوتا ہے باقی سب تعلق عارضی ہوتے ہیں وقتی ہوتے ہیں۔۔۔۔ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ٹوٹ جاتے ہیں۔۔۔نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔۔۔۔جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔تو اس کے کان میں آزان دی جاتی ہے۔۔۔۔تاکہ ۔۔۔۔وہ سب سے پہلے اپنے خالق کو پہچانے۔۔۔۔۔

وہ بس اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔۔

اور یہ رشتہ پوری عمر اس کے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ہم جتنے بھی دعوے کریں کہ ہمارا یہ رشتہ اب ختم ہو گیا ھے۔۔۔۔۔لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔

اللہ تو اپنے ایک کافر نافرمان بندے کو بھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔۔۔۔۔

وہ تو پیدا کرتا ھے انسان کو وہ کیسے انسان کو اکیلا چھوڑ سکتا ہے۔۔۔۔

اس نے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔۔۔

شاہ کا چہرہ ابھی بھی سپاٹ تھا۔۔۔۔

کسی بھی تاثر سے پاک۔۔۔۔۔

"دیکھو اتنے سال۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔اپنے خدا کو بھولے تھے وہ تو آپ کو نہیں بھولا نا۔۔۔۔اس نے آپ کی ساری نافرمانیوں کو نظر انداز کیا۔۔۔۔آپ کو وقت پہ کھانا دیا رہنے کے لیے چھت دیا پہننے کے لیے کپڑے دی ئے۔۔۔۔۔

اس کا ہاتھ اس کے چہرے کا طواف کر رہا تھا۔۔۔۔

اس کے چہرے پہ اب ندامت کے تاثرات واضح تھے۔۔۔۔۔

"اور سب سے بڑھ کے مجھے تم جیسی بیوی دی۔۔۔۔"ورنہ میرے اعمال نامے میں ایسی کوئی ی نیکی نہیں تھی۔۔۔۔کہ مجھے تم ملتی۔۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھ سے اس کے کیچر میں سے نکلے بالوں کو چھوتے ہوئے۔۔۔۔مبہوت سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

"شاہ۔۔۔۔۔ہم کون ہوتے ہیں فیصلہ کرنے والے۔۔۔۔کون نیک ہے اور کون بد ہے۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔۔اپنے فیصلوں میں نعوذ باللہ ہماری رائے نہیں مانگتا۔۔۔۔۔"

اسے یہ بات بری لگی تھی

شاہ اس کے یوں بولنے پہ ہولے سے مسکرایا تھا

پھر مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

"اب اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔۔۔۔۔"

"پاک عورتوں کے لیے پاک مرد اور گندی عورتوں کے لیے گندے مرد۔۔۔۔۔"

یہ قرآن کی ایک بہت خوبصورت آیت ہے زندگی کا نچوڑ۔۔۔۔

ہم نہیں جانتے ناہماری عقل یہ سمجھ سکتی ہے اللہ کا اشارہ کس طرف ہے۔۔۔؟

ہر انسان اپنی عقل کے مطابق سوچتا ہے۔۔۔۔

"ہم وہ چیز دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔جو۔۔۔۔۔ہمیں بظاہر دیکھائی دے رہی ہے۔۔۔۔۔"

ہم نے چیزوں کی گہرائی میں جانا چھوڑ دیا ہے۔۔۔۔۔

انسان کا دل پاک ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔ناانصافی نہیں کرتا۔۔۔۔

وہ ہمیشہ پاک عورت کو پاک مرد سے۔۔۔۔۔ہی نوازتا ہے۔۔۔

"بابا بات سناتے تھے۔۔۔۔۔"

وہ سیدھی ہو کے بیٹھی تھی۔۔۔۔

شاہ نے بھی اٹھ کہ بیٹھ کہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا دی

وہ اب دلچسپی سے اسے سن رہا تھا۔۔۔۔

"ایک شخص تھا جسے سب بدکردار کہتے تھے ذانی کہتے تھے۔۔۔۔۔"

لیکن جب وہ مرتا ہے تو وہ روزے کی حالت میں۔۔۔۔۔

اس نے بات ختم کر کے نظریں اٹھائی ی تھی۔۔۔۔

شاہ حیران تھا۔۔۔۔۔

"ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کون پاکیزہ ہے کون نہیں؟"

اس نے کندھے اچکا دی ئے۔۔۔۔

تم یقین کرو میں نے شرابیوں کو راتوں کو اٹھ کہ روتے دیکھا ھے اور بظاھر شریف نظر آنے والے لوگوں کو چھوٹی بچیوں کے ساتھ ریپ کرتے۔۔۔۔۔

اور مجھے تو فخر ہے آپ میرے شوہر ہیں۔۔۔۔

اس نے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"شاہ ایک بات کہوں۔۔۔۔۔"

اس نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کہ کہا۔۔۔۔۔۔

جی شاہ کی۔۔۔۔۔۔جان۔۔۔۔۔دو بولو۔۔۔۔۔۔

وہ خوشدلی سے بولا تھا۔۔۔۔

"اپنے امی ابو کو معاف کر دیں۔۔۔۔"

اس نے ایک نظر۔۔۔۔۔بکھرے بالوں۔۔۔۔بڑھی ہوئی ی شیو والے۔۔۔۔۔ٹوٹے الجھے ہوئے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔۔

جس کے ابرو تن گ ئے تھے۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو۔۔۔۔۔انہوں نے میرے ساتھ اپنی سگی اولاد کے ساتھ۔۔۔۔

"بہت برا کیا ھے۔۔۔۔۔بہت زیادہ برا کیا ھے۔۔۔۔"

اس نے تیزی سے بات کاٹ دی۔۔۔

”لیکن تم نے اچھا کرنا ہے شاہ۔۔۔۔وہ کینسر کی مریضہ ہے انھیں تمہاری ضرورت ہے۔۔۔“

”میں اگر مگر نہیں سننا چاہتی شاہ۔۔۔“

آج جو بوگ ئے وہی کاٹو گے۔۔۔

کل کو آپ کی اولاد بھی آپ کے ساتھ یہی سلوک کرے گی تو آپ کیا کرو گے شاہ۔۔۔؟

اس نے اس کا ہاتھ تھام کے۔۔۔۔اسے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔۔

انہوں نے میرے ساتھ بہت برا کیا ابتھل۔۔۔

اس نے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ھوئے تھکی ہوئی سی سانس خارج کی۔۔۔

وہ ہتھیار ڈال چکا تھا۔۔۔

”میں نے کب انکار کیا ہے۔۔۔۔انہوں نے واقعی ہی بہت غلط کیا ہے لیکن ان کا یہ احسان کیا کم ہے انہوں نے آپ کو پیدا کیا ہے؟

اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑے۔۔۔۔اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔

”ٹھیک ہے میں ماما سے مل لوں گا۔۔۔۔لیکن میں انسان ہوں دل اتنی جلدی صاف نہیں ہو سکتا۔۔۔۔جب دل صاف ہو گا معاف کر دوں گا۔۔۔۔“

وہ مسکرا کہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

”کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔“؟

اس نے کمبل درست کرتے ہوئے۔۔۔۔اس سے سرسری سا پوچھا تھا۔۔۔

”مسجد۔۔۔۔۔“

اس نے بالوں کو انگلیوں کی مدد سے درست کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

”یہ میری جیت ہے کہ۔۔۔۔ آپ دوبارا اللہ کی طرف لوٹ گ ئے۔۔۔۔“

اس نے اس کی قمیض کے بٹن بند کرتے ہوئے مسکرا کہ کہا

وہ اس کے سینے تک آتی۔۔۔۔

”کچھ باتوں پہ اللہ کا شکر ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔۔۔۔“

جیسے تمہارا میرا ہو جانا۔۔۔۔

اس نے نرمی سے اس کے گال کو چھوا

وہ مسکرا دی

❤❤❤❤❤

یہ کہہ کے ڈوب گیا آج آخری سورج

کہ ہو سکے تو اسی شب کو اب سحر کہنا

کمرے میں سوگواریت چھائ ی ہوئ ی تھی۔۔۔ وہ ڈھیلے ڈھالے لباس میں نقاہت زدہ چہرہ گھٹنوں میں دی ئے بیٹھی تھی۔۔۔۔

”وہ جانتی تھی وہ موت کے بہت قریب ہیں اتنا کہ انہیں اپنا اعمال نامہ یاد آ رہا تھا۔۔۔۔“

انہوں نے سر اٹھا کہ دیکھا سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں یہ چہرہ ان کا تھا

”ہر چیز کا ایک اختتام ہوتا ہے۔۔۔۔ اور انسان کا اختتام موت ہے۔۔۔۔“

انہیں محسوس ھوا کوئ ی ان کا مذاق اڑا رہا ہے۔۔۔

وہ پوری عمر جس حقیقت سے منہ چھپاتی رہی۔۔۔۔ وہ حقیقت ان کے سامنے تھی۔۔۔

یہ شیشے میں نظر آنا والا چہرہ۔۔۔۔اس مغرور سی عورت کا تو نہیں تھا۔۔۔۔

جس کی ہر چیز برینڈڈ ہوتی تھی۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اٹھی۔۔۔شیشے کے سامنے جا کے کھڑی ہو گ ئی۔۔۔۔۔

آدھی آستینوں کے اس گاؤن میں ان کے سفید بازو نمایاں تھے۔۔۔۔

"یہ تو کیڑوں کی خوراک ہیں۔۔۔۔"

اندر سے کوئی ی آواز آئی ی تھی۔۔۔

"ویسے ماریہ تم نے خود کو اتنا فٹ کیسے رکھا ہوا ہے ایک بیٹے کی ماں ہو اور بالکل نہیں لگتی۔۔۔"

کسی عورت نے کہا تھا۔۔۔۔تو وہ مسکرا دی تھی۔۔۔

اب سب ختم ہو رہا تھا۔۔۔

انسان کے حسن کی حقیقت محض اتنی ہے کہ اسے کیڑوں کی خوراک بننا ہے۔۔۔

انہوں نے سر میں انگلیاں پھیری۔۔۔تو بہت سے بال ٹوٹ کے ان کے ہاتھ میں آگ ئے۔۔۔۔

اختتام۔۔۔۔۔

بالوں کا بھی۔۔۔

سب ختم ہو رہا تھا۔۔۔

ایک طرف فریم میں وہ کھڑی تھی مغرور سی۔۔۔

اور اب ذرد رنگت آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے۔۔۔۔

وہ چیخ مار کے اٹھ کھڑی ہوئی ی۔۔۔

چیخ کی آواز سن کے ابتھل بھاگ کے ان کے کمرے میں آئی ی تھی۔۔۔

"کیا ہوا آنٹی۔۔۔"

اس نے گھبرا کہ پوچھا تھا۔۔۔

"ابتھل سب ختم ھو رہا ہے میرا حسن میری خوبصورتی۔۔۔۔"

انہوں نے بے یقینی سے ہاتھ میں پکڑے بال دکھائے۔۔۔۔

آنٹی۔۔۔۔یہ ہی زندگی کی حقیقت ھے ہر انسان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔۔۔۔آپ حوصلہ رکھیں۔۔۔۔سب بہتر ہو گا۔۔۔

اس نے ان کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔

وہ اس کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔۔

دروازے کے قریب کھڑے شاہ نے تکلیف سے یہ منظر دیکھا تھا پھر لوٹ گیا تھا۔۔۔

دل پہ لگے زخم اتنی جلدی کہاں بھرتے ہیں۔۔۔

خواہش کے مزاروں پہ دیا روز جلا کہ

ٹوٹے ہوئے خوابوں سے شرارت نہیں کرتے۔۔۔

رات کا سناٹا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔۔۔۔باہر وقفے وقفے کے بعد کسی گاڑی کا ہارن۔۔۔اس سکوت میں ارتعاش پیدا کرتا تھا۔۔۔۔

وہ چپ چاپ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا۔۔۔۔مین ہال کراس کرتا آگے بڑھ گیا تھا۔۔

اس کا رخ شیر ازشاہ کے کمرے کی طرف تھا۔۔۔۔

اس نے دروازے پہ ہلکی سی دستک دی تھی۔۔۔

سامنے بیڈ پہ۔۔۔۔کمزور سی مسز شیر ازی آنکھیں موندے لیٹی تھی۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ان کے قریب گیا۔۔۔

انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھول کے دیکھا تھا۔۔۔

پھر بس بے بسی سے اپنی جوان اولاد کو دیکھ کہ رہ گئی۔۔۔۔

آنکھوں میں نمی جھلملانے لگی۔۔۔۔

کہنیوں کے سہارے اٹھنے کی کوشش کی۔۔۔

شاہ ان کے قریب بیٹھ گیا۔۔۔۔

وہ اٹھ نہیں پائی تھی۔۔۔۔

بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کہ ہونٹ بھینچ کے بیٹھ گئی۔۔۔۔

پھر شاہ کی طرف دیکھا۔۔۔

ہلکے آسمانی رنگ کی قمیض شلوار پہنے۔۔۔۔بکھرے بال۔۔۔۔بڑھی ہوئی شیو لال آنکھیں۔۔۔۔وہ ہونٹ بھینچے نظریں جھکا کہ بیٹھا ہوا تھا

انہوں نے دھیرے سے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔

اس نے گردن موڑ کے اپنی کمزور سی ماں کو دیکھا۔۔۔

جن کی رنگت پیلی تھی اور آنکھوں کے گرد ہلکے واضح تھے۔۔۔۔

انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔۔

بس ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔۔۔شاہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا۔۔۔۔

اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔

بس تیزی سے ان کے ہاتھ تھام کے لبوں کے ساتھ لگا لیئے تھے۔۔۔

”میں نے آپ کو معاف کیا ماما۔۔۔۔۔“ہر ایک چیز کے لیے۔۔۔۔۔۔“

اللہ بھی آپ کو معاف کر دے۔۔۔۔۔۔“

اس نے اپنے آنسو ضبط کرتے ھوئے ہونٹ بھینچ کے کہا۔۔۔۔

مسز شیر ازی کی روتے ہوئے ہچکی بندھ گ ئی تھی۔۔۔۔۔

شاہ سے اور دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

اس نے لال آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

کھانے کی اشتعال انگیز خوشبو اس وسیع و عریض بنگلے میں پھیلی ہوئی ی تھی اوپن کچن میں

۔۔۔۔۔ابتھل۔۔۔۔لمبی قمیض نیچے ٹراؤزر پہنے۔۔۔۔آستین فولڈ کیے۔۔۔۔۔جالی کا دوپٹہ۔۔۔۔۔کندھے پہ

جھول رہا تھا۔۔۔۔کوئی ی ن ئی ڈش ٹرائے کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

مقصد صرف گھر کی سوگواریت دور کرنا تھا۔۔۔۔۔

ٹی وی لاؤنج میں شاہ۔۔۔۔۔ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے۔۔۔۔۔موبائی ل پہ مصروف تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نظر اٹھا کہ ابتھل کو دیکھتا پھر مسکرا دیتا۔۔۔۔

ابتھل شیڈ پہ ٹماٹر پیاز کاٹنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

چولہا اس کی پیٹھ کی طرف تھا۔۔۔۔

چونکے گھر میں اس وقت کوئی ی موجود نہیں تھا تو دوپٹہ آدھا گلے میں اور آدھا کندھے سے نیچے جھول رہا تھا۔۔۔۔

اس نے ٹماٹر پلیٹ میں سجائے۔۔۔۔۔

دوپٹہ جلتی ہوئی ی آگ کے ساتھ ٹکرایا اور شعلہ بھڑک اٹھا۔۔۔۔

جالی کے دوپٹے نے تیزی سے آگ پکڑی تھی۔۔۔۔

شاہ نے ایک سرسری نگاہ ابتھل پہ ڈالی تو گھبرا کہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

"ابتھل۔۔۔۔۔"

وہ زور سے چلاتا ابتھل کی طرف بڑھا جو بے خبری سے سلاد بنانے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

شاہ کی آواز پہ تیزی سے پیچھے مڑی آگ دیکھ کہ بے ساختہ اس کے منہ سے چیخ بر آمد ہوئی تھی۔۔۔۔

دوپٹہ اس کے بازو کے ساتھ ٹکرایا تھا۔۔۔۔

اور اس کا بازو جلنے لگا تھا

"ابتھل دوپٹہ دور پھینکو۔۔۔۔۔"

"شاہ نے۔۔۔۔۔۔خود اس باختہ سی ابتھل کو کہا تھا تو اس نے تیزی سے دوپٹہ دور پھینکا۔۔۔۔۔"

شاہ نے پانی ڈالا تو۔۔۔۔۔۔۔آگ بجھ گ ئی۔۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کہ۔۔۔۔۔گھبرائی ہوئی ابتھل کو بانہوں میں بھر لیا۔۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔۔"

اس نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔میرا بازو۔۔۔۔۔"

اس نے تقریباً روتے ہوئے اپنا بازو سامنے کیا جو لال ہو چکا تھا۔۔۔۔

اچھا ادھر آؤ صوفے پہ بیٹھو۔۔۔۔

میں دوائی لگاتا ہوں۔۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل اس کے قریب بیٹھا۔۔۔۔۔

پھر اس کے زخم پہ دوائی ی لگائی ی۔۔۔

”مجھے لگا میں تمہیں کھو دوں گا۔۔۔۔میری دھڑکنیں ابھی تک بے ترتیب ہیں۔۔۔۔“

اس نے اسی پوزیشن میں بیٹھے ہوئے کہا۔۔۔

”آپ کو کیا لگے شاہ۔۔۔۔اچھا تھا مر جاتی۔۔۔کم از کم۔۔۔یہ دکھ تو نہ ہوتا کہ آپ کے ساتھ رہتے ہوئے بھی آپ کی محبت حاصل نہ کر سکی۔۔۔“

وہ افسردہ ہوئی ی تھی۔۔۔

شاہ خاموش رہا تھا۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اپنا ہاتھ اٹھا کہ۔۔۔۔جانے لگی شاہ نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کے اسے روکا۔۔۔

پھر اس کے قریب بیٹھا۔۔۔

ہاتھ اس نے ابھی تک اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔۔

ابتھل۔۔۔۔میں شرط ہار گیا ہوں تم جیت گ ئی ہو۔۔۔۔“

اس نے اس کے اگلے بالوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے کہا۔۔۔

ابتھل متحیر سی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

”شاہ نے پہلی بار کوئی ی شرط ہاری ہے وہ بھی ایک عورت سے۔۔۔“

اور وہ عورت میری بیوی ہے۔۔۔

اس نے نرمی سے اس کے گال کو چھوا تھا۔۔۔

اس نے نظریں جھکا لی تھی۔۔۔

”ہاں ابتھل میر شاہ اقرار کرتا ہے اسے ابتھل سے محبت نہیں عشق ہے۔۔۔“

اس نے اس کا ہاتھ دبا کہ گویا اسے متوجہ کیا تھا۔۔۔

اس کی پلکیں لرزی تھی۔۔۔

وہ حیران تھی بے یقین تھی۔۔۔

"جاؤ میر شاہ تمہارا ہوا۔۔۔"

اس نے مسکرا کہ کہا تھا۔۔۔

"شاہ مجھے فخر ہے آپ جیسا کھڑوس انسان میرا شوہر ہے۔۔۔"

وہ معصومیت سے کہتے کہتے یکدم شرارتی ہوئی ی تھی۔۔۔

"شاہ یکدم کھکھلا کے ہنسا تھا۔۔۔

ابتھل بھی مسکرادی تھی۔۔۔

"شاہ نے اسے اپنے بازؤں کے حصار میں بھر لیا تھا۔۔۔۔

❤❤❤❤❤

آج کی شام اپنے اندر اداسی سموئے ہوئے اتری تھی۔۔۔۔

اس بڑے سے ہال میں سب لوگوں کی موجودگی کے باوجود بھی عجیب سی خاموشی تھی۔۔۔

ایک طرف نقاہت ذدہ مسز شیر ازی بکھرے بال شال اپنے گرد لپیٹے بیٹھی تھی۔۔۔

ساتھ ہی پریشان سے شیر از شاہ بیٹھے تھے۔۔۔

دوسرے صوفے پہ۔۔۔۔ سنجیدہ سا چہرہ لیے شاہ ساتھ سلیقے سے دوپٹہ اوڑے نظریں جھکا کہ ابتھل بیٹھی تھی۔۔۔

"شاہ میں تمہاری ماں کو علاج کے لیے امریکہ لے کے جانا چاہتا ہوں۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔۔۔؟

انہوں نے ایک نظر شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

"نہیں ڈیڈ۔۔۔۔ آپ جو بھی کریں گے بہتر کریں گے میں آپ کے ساتھ ہوں اس وقت سب سے ضروری۔۔۔۔ ماما کی صحت ہے۔۔۔"

اس نے کہنیاں گھٹنوں پہ ٹکا کہ آگے کی طرف جھک کے۔۔۔ سنجیدگی سے کہا تھا

کیا فائدہ ہوگا زندگی کے دو تین سالوں میں اضافہ ہو جائے گا۔۔۔

انہوں نے تھکی ہوئی سی سانس خارج کی۔۔۔۔

"ماما وہ دو تین سال بھی ہمارے لیے بہت ہیں ہم ہر ممکن کوشش کریں گے۔۔۔"

اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے حوصلہ دیا تھا۔۔۔

وہ خاموش رہی تھی۔۔۔

"مجھے آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔"

اس نے اسی طرح بیٹھے ہوئے سنجیدگی سے سب کو مخاطب کیا تھا۔۔۔

سب متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

اس دن جو لڑکا ابتھل کے کمرے میں تھا وہ میں نے بھیجا تھا۔۔۔ وہ سب میرا پلین تھا بدلہ لینے کا۔۔۔ ابتھل بے قصور تھی۔۔۔"

اس نے نظریں جھکا کہ دھیرے سے کہا تھا۔۔۔

ابتھل نے گردن موڑ کے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ وہ یوں اپنی غلطی تسلیم کرے گا۔۔۔۔

مسز شیرازی کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔۔۔۔

شیراز شاہ البتہ پرسکون بیٹھے تھے۔۔۔۔

"میں جانتا تھا میں نے اس دن ہی تمہاری اور اس لڑکے کی باتیں سن لی تھی۔۔۔۔۔"

انہوں نے ابھی بھی نہایت پرسکون لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔

مسز شیرازی اور ابتہل نے بے یقینی سے انھیں دیکھا تھا۔۔۔۔

"میں نے ابتدا میں خود غرضی سے کام لیا تھا میں جانتا تھا۔۔۔۔۔ کہ شاہ کو اگر کوئی لڑکی ٹھیک کر سکتی ہے تو۔۔۔۔وہ ابتہل ہی ہے لیکن بعد میں جب میں نے شاہ کا پلین سنا تو پہلے میرا دل چاہا میں جا کے ابتہل کو سب بتا دوں۔۔۔۔۔ لیکن میں۔۔۔۔خاموش رہا باپ تھا خود غرض بن گیا تھا اور میں یہ بھی جانتا تھا۔۔۔۔شاہ ابتہل کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔"وہ اس کے ساتھ غلط نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔"

ابتہل نے حیرت سے شاہ کی طرف دیکھا تو اس نے مسکرا کہ کندھے اچکا دی ئے۔۔۔۔

"میری دعا ہے تم دونوں ہمیشہ خوش رہو۔۔۔۔۔"

انہوں نے ابتہل کے۔۔۔۔۔ سر پہ ہاتھ رکھ کہ دعا دی تھی۔۔۔۔۔

مسز شیرازی نے بھی دل سے آمین کہا تھا۔۔۔۔۔

ابتہل نے مسکرا کہ شاہ کی طرف دیکھا تھا جواب صرف اس کا تھا۔۔۔۔۔

❤❤❤❤

تین سال بعد۔۔۔۔۔

ابتہل بنی سنوری ہوئی ی۔۔۔۔۔کچن میں کھڑی ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔۔۔

(ماما دیتو میں نے آد تاہ تی طرح بال بنائے)

"ماما۔۔۔۔دیکھو۔۔۔میں نے آج شاہ کی طرح بال بنائی یں ہیں۔۔۔۔"

وہ ہاتھ میں کنگھی پکڑے گول مٹول چہرے والا چھوٹا سا بچہ تھا۔۔۔۔جو کمر پہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔

ابتھل نے اس کے عجیب و غریب سٹائی ل کو دیکھ کہ ہنسی دبائی ی تھی۔۔۔

"لاکھ دفعہ سمجھایا ہے ازلان وہ تمہارے بابا ہیں۔۔۔انھیں بابا کہا کرو۔۔۔۔"

اس نے مصنوعی غصہ دیکھایا تھا۔۔۔

اتھا پھل تم اشے تاہ تیوں تہتی ہو۔۔۔ماما

("اچھا پھر تم کیوں اسے شاہ کہتی ہو مما۔۔۔")

وہ بھی کہا اتنی آسانی سے بات مان لینے والوں میں سے تھا۔۔۔۔

"کیونکہ وہ میرا شوہر ہے۔۔۔۔موٹے۔۔۔۔"

اس نے ہنستے ہوئے اس کا گال کھینچا تھا۔۔۔۔

(امی ابو تہتے ہیں)

"دادی دادا بھی تو کہتے ہیں نا۔۔۔۔۔

وہ میرے ماں باپ ہیں۔۔۔تم میرے باپ تو نہیں ہونا۔۔۔"

شاہ ہاتھ باندھے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

ابتھل ابھی تک مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

شاہ نے اس کی لٹ کہ ساتھ کھیلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

(تاہ تم میلی ماما کے بال تیوں کھینچ رہے ہو)

"شاہ تم میرے ماما کے بال کھینچ رہے ہو۔۔"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکا کہ کہا تھا۔۔۔۔

وہ سچ میں اس کا بیٹا کم باپ زیادہ تھا۔۔۔۔۔

"نہیں میرے باپ۔۔۔۔۔میں تمہاری مما کے ساتھ لاڈ کر رہا ہوں۔۔۔۔"

اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کہ اس کے ننھے ننھے ہاتھ تھام کے کہا تھا۔۔۔۔

"تیوں آپ لاڈ تیوں تر رئے او۔۔۔۔"

(کیوں آپ لاڈ کیوں کر رہے ہو).....

اس چھوٹے سے تین سال کے بچے نے اپنی عجیب و غریب زبان میں ماتھے پہ بل ڈال کے کہا۔۔

شاہ نے برا سا منہ بنایا تھا

ابتھل کا ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا۔۔۔۔

دور صوفے پہ بیٹھی مسز شیر از جواب قدرے بوڑھی ہو چکی تھی ساتھ ہی شیر از شاہ بیٹھے تھے۔۔۔

دونوں اپنے ننھے سے۔۔۔۔پوتے کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

کیوں میں تمہاری ماں کے ساتھ لاڈ نہیں کر سکتا۔۔۔

شاہ نے بھی مصنوعی غصہ دیکھایا تھا۔۔۔

نادے میلی ماما ہے۔۔۔۔۔

(نا یہ میری ماما ہے۔۔۔۔)

وہ اپنی ماں کے گھٹنوں کے ساتھ جا لگا تھا۔۔۔

شاہ برا سا منہ بنا کہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

جب سے اذلان پیدا ہوا تھا شاہ کو نہیں یاد تھا کہ کبھی اس نے دو منٹ بھی ابتھل کے ساتھ گزارے تھے۔۔۔۔۔۔

وہ ہر وقت کسی سکیورٹی گارڈ کی طرح اپنی ماں کے سر پہ کھڑا رہتا۔۔۔

یہاں تک کے سوتے وقت بھی اپنا کمرہ ہونے کے باوجود وہ اپنے ماں باپ کے درمیان آ کے سو جاتا۔۔۔۔

اور صبح سب سے پہلے شاہ کے کان میں جو آواز جاتی وہ اذلان کے چلانے کی ہوتی۔۔۔۔

اسے پانچ پانچ منٹ کے بعد نئی چیز چاہیے ہوتی تھی جس کا وہ آپریشن کر سکے۔۔۔۔۔

شاہ کبھی کبھی اس کے ہاتھوں سر پیٹ کے رہ جاتا۔۔۔۔

وہ ناک پہ مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔۔۔۔

اگر اسے اپنی مرضی کی چیز نہ ملے تو وہ ایک منٹ میں گھر کا نقشہ بدل دینے کا ہنر جانتا تھا۔۔۔۔

گھر کے چاقو چھریاں اسے کھیلنے کے لیے چاہیے ہوتی تھی۔۔۔

"تم نے مجھے کہا تھا ابتھل تم اپنے ماں باپ سے معافی مانگو۔۔۔۔میری اولاد۔۔۔۔بھی نیک ہو گی۔۔۔۔لیکن ایسا ہوتا ہوا دکھائی تو نہیں دے رہا۔۔۔۔۔

اذلان کو گلا پھاڑ پھاڑ کے روتے ہوئے دیکھ کہ شاہ نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔۔

"ہاں تو یہ ابھی چھوٹا ہے۔۔۔۔جب بڑا ہو گا۔۔۔۔تو یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

اس نے اپنے بال اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے کہا۔۔۔۔

شاہ نے بے بسی سے اپنا موبائل اس کی طرف بڑھایا کہ اس کے عوض وہ اپنی ماں کے بال چھوڑ دے۔۔۔۔

اس کے رونے کو بریک لگا تھا لال آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔پھر موبائل تھام لیا تھا۔۔۔

ابتھل نے شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اس کے کندھے پہ سر رکھ لیا تھا۔۔۔

شاہ نے اس کے ماتھے پہ بوسا دیا تھا۔۔۔

اذلان نے گردن موڑ کے دیکھا تھا۔۔۔۔

تو وہ دونوں کھکھلا کہ ہنس دیئے تھے۔۔۔

ماں باپ کو ہنستا دیکھ کہ اذلان نے بھی پیروی کی تھی۔۔۔۔

آخر کار عشق کو منزل مل گئی تھی۔۔۔

****

ختم شد